

معاشیات

نہم و دہم



پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارت تعلیم، حکومت پاکستان، اسلام آباد

بموجب مراسلہ: (No.F.1-1 /2004-CE(Pb) مورخہ 9 مارچ 2005ء

فہرست (حصہ اول)					
صفحہ نمبر	عنوانات	ابواب	صفحہ نمبر	عنوانات	ابواب
29	توازن اور قیمت کا تعین	باب 5	1	معاشیات کا تعارف	باب 1
34	منڈی اور پیداوار دولت	باب 6	7	معاشیات کا نفس مضمون	باب 2
42	پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل	باب 7	15	طلب	باب 3
			23	رسد	باب 4
فہرست (حصہ دوم)					
صفحہ نمبر	عنوانات	ابواب	صفحہ نمبر	عنوانات	ابواب
103	معاشی ترقی	باب 13	55	قومی آمدنی کے بنیادی تصورات	باب 8
114	اسلام کا معاشی نظام	باب 14	65	زر	باب 9
122	معروضی سوالات کے جوابات		77	بنک	باب 10
128	فرہنگ		86	تجارت	باب 11
130	حوالہ جات		96	سرکاری مالیات	باب 12

مصنفین:- • عذرا عصمت اللہ اعوان • محمود احمد چوہدری

ایڈیٹرز:- • روبینہ قرقریشی • محمد اکرم رانا

ڈائریکٹر (مسودات): • فریدہ صادق • ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس) / آرٹسٹ: • سیدہ انجم واصف

نگران:- • طاہر محمود شیخ، سینئر ماہر مضمون • کمپوزنگ: • عرفان شاہد
ناشر:- مطبع:

تاریخ اشاعت ایڈیشن طباعت تعداد اشاعت قیمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: ”شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔“

باب 1

معاشیات کا تعارف

(Introduction to Economics)

1.1 معاشیات کا مفہوم (Meaning of Economics)

معاشیات کا لفظ یونانی اصطلاح "Oikonomikos" یعنی "Household Management" سے موسوم ہے۔ ابتدائی دور میں معاشیات کا علم نجی انتظام و انصرام پر مشتمل تھا جس میں انسان اپنی لاتعداد خواہشات کو کمیاب ذرائع سے پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا اور یہی سچی نوح انسان کی مادی فلاح و بہبود کا بنیادی محرک ہے۔

انسان فطری طور پر بے شمار اور مختلف نوعیت کی خواہشات میں گھرا ہوا ہے۔ کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں جنہیں ہم ضروریات کہتے ہیں جیسے خوراک، رہائش اور لباس وغیرہ ان کو معاشی اصطلاح میں خواہشات کہتے ہیں۔ کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جن کے بغیر زندہ تو رہا جاسکتا ہے لیکن زندگی گزارنا مشکل ہوتی ہے مثلاً زندگی کی سہولتیں جیسے گاڑی، فریج وغیرہ آسائشات کہلاتی ہیں۔ ان لامحدود خواہشات کو پورا کرنے کے لئے انسان کے پاس ذرائع محدود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو خواہشات میں انتخاب کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ قلیل معاشی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کر سکے۔ مختصر طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کے معاشی مسئلہ کی بنیاد خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت ہے۔

ذرائع قلیل ہونے کی وجہ سے انسان کو اپنی خواہشات میں سے اہم ترین کا انتخاب کرنا پڑتا ہے اور کم اہم خواہشات کو پس پشت ڈالنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے انسان کو ایسے طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں جن کی مدد سے وہ محدود وسائل سے زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کر کے اپنی تسکین کے معیار کو بلند ترین کر سکے۔ انسان کے روزمرہ معاملات میں اس طرز عمل کے مطالعہ کو معاشیات کہتے ہیں۔ معاشیات کی بنیادی طور پر دو شاخیں ہیں۔

(1) جزیاتی معاشیات (Micro Economics)

اس معاشیات میں معاشی نظام کے چھوٹے چھوٹے اور الگ الگ حصوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے یعنی معیشت کے ہر جزو کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس کو جزیاتی معاشیات کہتے ہیں۔ مثلاً ایک صارف کا طرز عمل معلوم کرنا، ایک شے کی قیمت کا تعین کرنا یا ایک فرم کے رویہ کا تجزیہ کرنا وغیرہ۔

(2) کلیاتی معاشیات (Macro Economics)

اس معاشیات میں معاشی نظام کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی اکائیوں کی بجائے کلی طور پر بڑے بڑے معاشی مجموعوں

کے باہمی ربط کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی آمدنی کی بجائے قومی آمدنی، ایک شخص کی بیروزگاری کی بجائے ملکی بیروزگاری وغیرہ۔ علم معاشیات کی آج کل کے ترقی یافتہ دور میں بہت اہمیت ہے، انسان انفرادی اور قومی سطح پر اس مضمون کے زیریں اصولوں اور نظریات کو اپنا کر ترقی کی منزلیں طے کر سکتا ہے۔

1.2 معاشیات کی تعریف (Definition of Economics)

قدیم دور سے جدید دور تک انسان کا طرز عمل اور معاشی حالات تبدیل ہوتے رہے۔ اس اعتبار سے معاشیات کی تعریف بھی مختلف انداز اپناتی رہی۔ ہر معیشت دان نے اپنے دور کے معاشی حالات اور ذاتی فکر و نظر سے معاشیات کی تعریف کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مختلف معیشت دانوں نے معاشیات کی جو تعریف بیان کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

1.3 آدم سمٹھ کی پیش کردہ تعریف (Adam Smith's Definition)

آدم سمٹھ کو معاشیات کا بانی کہا جاتا ہے۔

اُس کے مطابق "Economics is a Science of Wealth" یعنی "معاشیات دولت کا علم ہے"۔ آدم سمٹھ کی کتاب:

"An inquiry into the nature and causes of wealth of nations"

(اقوام کی دولت کی نوعیت اور وجوہات پر تحقیق) دراصل ایک تحقیقاتی مقالہ ہے جو اُس نے 1776 میں لکھا۔ اس مقالے میں آدم سمٹھ نے معاشیات کی تعریف یوں کی ہے۔

"معاشیات ایک ایسا علم ہے جو پیدائش دولت، صرف دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت پر بحث کرتا ہے۔"

(1) پیدائش دولت

چار عاملین پیدائش زمین، محنت، سرمایہ، اور تنظیم مل کر دولت پیدا کرتے ہیں اس کو پیدائش دولت کہتے ہیں۔

(2) صرف دولت

یہ دولت کا وہ حصہ ہے جو ہم ضروریات زندگی پر صرف کرتے ہیں۔

(3) تقسیم دولت

چاروں عاملین پیدائش کے درمیان دولت کی تقسیم ہوتی ہے۔ زمین کو لگان، محنت کو اجرت، سرمایے کو سود اور تنظیم کو منافع حاصل ہوتا ہے۔

(4) تبادلہ دولت

اس سے مراد دولت کا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ منتقل ہونا ہے۔ جب عاملین پیدائش انفرادی یا اجتماعی طور پر معاشی عمل میں حصہ لیتے ہیں تو ایک کا صرف دوسرے کی آمدنی بن جاتا ہے۔ اس طرح دولت اشخاص کے درمیان گھومتی رہتی ہے۔

اوپر دی گئی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم سمٹھ نے معاشیات کو دولت کا علم قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق لوگ اپنی ذاتی دلچسپیوں

کے لیے غیر محسوس طریقے پر معاشرہ کی مجموعی دولت بنانے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ لوگ اپنے فائدے کے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی بھلا کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح اقوام کی دولت وجود میں آتی ہے۔

جے۔ بی۔ سی (J. B. Say)، جے۔ ایس۔ مل (J. S. Mill)، اور این۔ ڈبلیو۔ سینیئر (N. W. Senior)، بھی آدم سمٹھ کی طرح معاشیات کو دولت کا علم قرار دیتے ہیں۔ یہ تمام معیشت دان کلاسیکل ملٹ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثبت انداز سے سوچا جائے تو دولت کی مدد سے انسان کی بے شمار خواہشات اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔ معاشیات میں دولت سے مراد صرف مال و زر نہیں بلکہ وہ تمام اشیاء و خدمات ہیں جن میں ان کی زری مالیت جمع کی جاسکتی ہے۔

1.4 الفرڈ مارشل کی پیش کردہ تعریف (Alfred Marshall's Definition)

نیوکلاسیکل ملٹہ فکر کے بانی الفرڈ مارشل نے معاشیات کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دے کر اس میں نئی روح پھونک دی اور یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ 1890ء میں اس نے (Principles of Economics) یعنی ”معاشیات کے اصول“ کے نام سے کتاب لکھی جس میں معاشیات کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دیا گیا۔ نیوکلاسیکل ملٹ فکر کے مطابق ”معاشیات میں انسان کے ان افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہے، یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اس حصہ کا جائزہ لیتا ہے، جس کا اس چیز سے گہرا تعلق ہے کہ خوش حال زندگی کے مادی لوازمات کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں اور کس طرح استعمال کئے جاتے ہیں۔“

"Economics is a study of mankind in the ordinary business of life; it examines that part of individual and social action which is most closely connected with the attainment and with the use of the material requisites of well-being"

مارشل کی تعریف کے اہم نکات:

- (1) معاشیات انسان کے روزمرہ معاملات کا علم ہے۔
 - (2) معاشیات کا تعلق انفرادی اور اجتماعی طور پر مادی لوازمات بنانے سے ہے۔
 - (3) معاشیات کا تعلق صرف ان معاشی اعمال سے ہے جو انسان کی مادی خوشحالی کا باعث بنتے ہیں۔
 - (4) معاشیات دولت اقوام کا مطالعہ کرتی ہے کیونکہ اس کی مدد سے انسان کو مادی فلاح حاصل ہوتی ہے۔
- مارشل کی تعریف نے معاشیات کے مفہوم اور مقاصد کو ایک نئی شکل دی۔ یعنی معاشیات کا علم انسان کے اس طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے جس سے وہ دولت کماتا ہے اور اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے مختلف ذرائع کی کھوج میں لگا رہتا ہے۔ انسان چونکہ معاشرے کا ایک حصہ ہے اس لئے اس کی انفرادی کوشش اجتماعی نوعیت کی ہوتی ہے، اس وضاحت سے معاشیات کو معاشرتی علم کا درجہ ملا۔
- اگرچہ آدم سمٹھ کے مقابلے میں مارشل کی تعریف زیادہ جامع اور واضح ہے لیکن ”دولت کا حصول برائے مادی فلاح و بہبود“ کے تصور نے معاشیات کے مضمون کی وسعت کو محدود کر دیا۔ اس کے نتیجے میں پروفیسر رابنز کی پیش کردہ تعریف مزید بہتر شکل میں سامنے آئی۔

1.5 پروفیسر رابنز کی پیش کردہ تعریف (Professor Robbin's Definition)

”علم معاشیات انسان کے اُس طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے، جبکہ ذرائع مختلف طور پر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔“

"Economics is a science which studies human behaviour as a relationship between multiple ends and scarce means which have alternative uses"

رابنز کی تعریف میں درج ذیل انسانی طرز عمل کی حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس کی بیان کردہ تعریف کے اہم نکات بھی ہیں۔

(1) محدود ذرائع کی مدد سے بے شمار خواہشات کو پورا کرنے کی انسانی کوشش

(2) ذرائع محدود ہونے کی وجہ سے انسان کو درپیش معاشی مسئلہ

(3) ذرائع کا متبادل استعمال ممکن ہونے کی وجہ سے انتخاب کا مسئلہ

اگر جائزہ لیا جائے تو رابنز نے ”بے شمار خواہشات“ اور ”محدود ذرائع“ جیسے الفاظ استعمال کر کے معاشیات کے مفہوم کو وسیع تر کر دیا۔ یقیناً انسان کا بنیادی مسئلہ بے شمار خواہشات کی محدود ذرائع سے تکمیل کا ہے۔ یعنی اگر ذرائع لامحدود ہوتے تو کوئی معاشی مسئلہ نہ ہوتا اور نہ ہی معاشیات کے مضمون کا وجود عمل میں آتا۔ مزید یہ کہ ذرائع نہ صرف قلیل ہیں بلکہ ان کا متبادل استعمال بھی ہو سکتا ہے مثلاً زمین سرمایہ وغیرہ کو مختلف مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زمین کے ایک مخصوص ٹکڑے پر گھر بھی تعمیر کیا جاسکتا ہے اور فصل بھی اُگائی جاسکتی ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب اس کے استعمال سے ہونے والے فائدے یا نقصان کو دیکھ کر کیا جاسکتا ہے۔

رابنز کی تعریف سب تعریفوں کے مقابلے میں جامع اور حقیقت سے قریب تر سمجھی جاتی ہے۔ اس نے معاشیات کے مضمون کو وسعت دی۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

- i- مارشل کی تعریف کا تعلق ہے:
 - (الف) غیر مادی لوازمات سے
 - (ب) دولت کے حصول سے
 - (ج) مادی فلاح و بہبود سے
 - (د) ذرائع کی قلت سے
- ii- سب سے واضح اور جامع تعریف پیش کی:
 - (الف) آدم سمٹھ نے
 - (ب) الفرڈ مارشل نے
 - (ج) رابنز نے
 - (د) اے۔سی۔ پیگو نے
- iii- معاشیات میں ایسی اشیا کا حوالہ ہے جو:
 - (الف) قلیل ہیں
 - (ب) محدود ہیں
 - (ج) جن کی قیمت ہے
 - (د) الف، ب اور ج
- iv- آدم سمٹھ کی کتاب کس سال میں شائع ہوئی؟
 - (الف) 1870ء
 - (ب) 1890ء
 - (ج) 1776ء
 - (د) 1876ء
- v- عالمین پیدائش میں شامل ہیں:
 - (الف) زمین
 - (ب) محنت
 - (ج) سرمایہ
 - (د) الف، ب اور ج

سوال نمبر 2- درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

- i- معاشی مسئلہ----- کے محدود ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔
- ii- رابنز نے----- کی تعریف کو تنقید کا نشانہ بنایا۔
- iii- رابنز کے مطابق ذرائع کا----- استعمال ممکن ہے۔
- iv- معاشیات کا بانی----- تھا۔
- v- نیوکلاسیکل مکتب فکر نے معاشیات کو----- کا علم قرار دیا۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
کیا بی	ایک شخص یا فرم کے مطالعہ سے ہے	
مادی فلاح و بہبود	بڑے معاشی مجموعوں کے مطالعہ سے ہے	
جزیاتی معاشیات کا تعلق	انسان کے طرز عمل سے ہے	
کلیدی معاشیات کا تعلق	ضرورت سے کم ہونا ہے	
معاشرتی سائنس کا تعلق	پیمائش ممکن نہیں ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- علم معاشیات سے کیا مراد ہے؟
- ii- الفرڈ مارشل کی تعریف کے الفاظ تحریر کریں۔
- iii- آدم سمٹھ کی معاشیات کی تعریف بیان کریں۔
- iv- جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں کیا فرق ہے؟
- v- مادی خوشحالی کے لوازمات سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- ”معاشیات دولت کا علم ہے“ یہ کس معیشت دان کے الفاظ ہیں؟ ان کی وضاحت بھی کریں۔
- ii- الفرڈ مارشل کی بیان کردہ معاشیات کی تعریف کی تشریح کریں۔
- iii- رابنز کی تعریف کی وضاحت کریں۔
- iv- معاشیات کے مفہوم کو تفصیل سے بیان کریں۔

☆☆☆

معاشیات کے موضوعات (Subject Matter of Economics)

2.1 حاجات (Wants)

انسان کو تمام زندگی مختلف مادی اور غیر مادی اشیاء کی ضرورت رہتی ہے۔ یہی ضروریات/حاجات کہلاتی ہیں۔ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ معاشی جدوجہد میں لگن رہتا ہے۔ یہ معاشی جدوجہد اشیاء و خدمات پیدا کرتی ہیں جن سے خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے اور اس طرح حاجات پوری ہوتی رہتی ہیں۔

2.2 حاجات کی خصوصیات (Characteristics of Wants)

- (1) انسان کی حاجات لامحدود ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔
- (2) یہ ایک وقت میں پوری ہو کر دوبارہ پیدا ہو جاتی ہیں۔
- (3) یہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتی ہیں اور ان میں انتخاب کرنا پڑتا ہے۔
- (4) یہ مختلف ذرائع سے پوری ہو سکتی ہیں۔
- (5) شدت کے لحاظ سے ان کی اہمیت میں فرق ہے۔

2.3 حاجات کی قسمیں (Kinds of Wants)

حاجات کی درج ذیل دو قسمیں ہیں :

(1) معاشی حاجات (Economic Wants)

یہ وہ حاجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بال کٹوانے کے لئے ہمیں رقم ادا کرنی پڑتی ہے اگر سکول میں بھوک ستائے تو کوئی شے کھانے کے لئے پیسے ادا کرنا پڑتے ہیں۔

(2) غیر معاشی حاجات (Non-Economic Wants)

یہ وہ حاجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے ہمیں رقم ادا نہیں کرنی پڑتی مثلاً ہوا اور روشنی وغیرہ۔ غیر معاشی اشیاء کو مفت اشیاء بھی کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہوا جس میں سانس لیتے ہیں، دھوپ، بارش کا پانی، سمندر کا پانی وغیرہ۔

2.4 حاجات کے درجات (Stages of Wants)

حاجات کے درجات کا انحصار ان کی شدت پر ہے۔ یہ درج ذیل ہیں۔

(1) ضروری حاجات (Necessities)

یہ پہلے درجے کی اہم ترین حاجات ہوتی ہیں کیونکہ ان کے بغیر زندگی کا تصور مشکل ہے مثلاً خوراک، لباس، رہائش وغیرہ۔

(2) آسائشی حاجات (Comforts)

یہ دوسرے درجے کی کم اہم حاجات ہوتی ہیں کیونکہ ان کے بغیر زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ آسائشی حاجات کی موجودگی سے زندگی قدرے آسان ہو جاتی ہے مثلاً سواری کے لئے سائیکل کی حاجت، گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے پچھلے کی حاجت وغیرہ۔

(3) تیشاتی حاجات (Luxuries)

یہ تیسرے درجے کی کم اہم ترین حاجات ہوتی ہیں جن سے زندگی نہ صرف آسان بلکہ عیش و عشرت سے بسر ہوتی ہے۔ مثلاً سواری کے لئے مہنگی اور آرام دہ گاڑی، رہنے کے لئے وسیع و عریض بنگلہ، گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے ایئر کنڈیشنر وغیرہ۔

2.5 جدوجہد (Struggle)

انسان اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اُن گنت حاجات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں تمام زندگی مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔

2.6 جدوجہد کی قسمیں (Kinds of Struggle)

(1) ذہنی جدوجہد (Mental Struggle)

اس کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے۔ ہم کوئی بھی معاشی عمل کرنے سے پہلے اس کا پروگرام بناتے ہیں کہ کس طرح اشیاء خدمات پیدا کی جائیں۔

(2) جسمانی جدوجہد (Physical Struggle)

اس کا تعلق انسان کی جسمانی محنت سے ہے۔ کسی شے کو پیدا کرنے کے لئے مشقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ جدوجہد کی پیمائش نہیں ہو سکتی لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ مثال کے طور پر ناظم کا منافع اس کی جدوجہد کا نتیجہ ہے مزدور کی اجرت اس کی جسمانی کوشش کا صلہ ہے۔

2.7 تسکین (Satisfaction)

ایک شخص اگر کھانا کھا کر اپنی بھوک مٹالے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی بھوک کی تسکین ہو گئی۔ دوسرے لفظوں میں تسکین وہ کیفیت ہے جس کے بعد مزید شے کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی اور انسان کی تسلی ہو جاتی ہے۔ معاشیات میں اس تصور کی بہت اہمیت ہے۔ تسکین کا احساس انتخاب کی بنیاد مہیا کرتا ہے ایک شخص کی جب سب کھانے کے بعد تسلی ہو جاتی ہے تو وہ دوسری شے کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ ہم یہاں فرض کرتے ہیں کہ صارف (شے استعمال کرنے والا شخص) باشعور ہے۔ وہ اپنی محدود آمدنی میں سے زیادہ سے زیادہ تسکین کا معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی معیار معاشیات میں زیادہ سے زیادہ ”افادہ“ حاصل کرنا کہلاتا ہے۔

2.8 اشیا و خدمات (Goods and Services)

اشیا مادی چیزیں ہوتی ہیں جن سے براہ راست انسان کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور یہ مزید اشیا بنانے کے کام آتی ہیں۔ اشیا دو طرح کی ہوتی ہیں۔

(1) اشیا صرف (Consumer Goods)

یہ وہ اشیا ہیں جو ایک صارف یا صارفین استعمال کر کے براہ راست تسکین حاصل کرتے ہیں۔ ان اشیا میں افادہ موجود ہوتا ہے۔ صارفین جتنی زیادہ اشیا حاصل کرتے ہیں اتنا ہی وہ اپنے آپ کو امیر تصور کرتے ہیں۔

(2) اشیا پیدوار یا اشیا سرمایہ (Capital Goods)

یہ اشیا مزید پیداوار حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی طلب ماخوذ طلب کہلاتی ہے۔ کیونکہ اشیا صرف کی طلب کی وجہ سے اشیا پیدوار کی طلب ہوتی ہے۔ یہ سرمایاتی اشیا (Capital Goods) اشیا آجرین (Producer's Goods) بھی کہلاتی ہیں۔

اشیا پیدوار کی تین قسمیں ہیں۔

(1) خام مال

(2) نیم تیار شدہ اشیا

(3) تیار شدہ اشیا

قلت کے اعتبار سے اشیا کی دو قسمیں ہیں۔

(1) مفت اشیا (Free Goods)

مفت اشیا وہ ہوتی ہیں جو لامحدود ہوتی ہیں اور جو بغیر پیسے کے حاصل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً تازہ ہوا اور سردیوں کی چمکتی دھوپ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پیدا کرنے کے لئے وسائل کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ قدرت کی عطا کردہ ہوتی ہیں۔

(2) معاشی اشیا (Economic Goods)

معاشی اشیا وہ ہوتی ہیں جو محدود ہوں اور جن کو حاصل کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی ان کی قیمت صفر سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان کو پیدا کرنے کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے جس کے اخراجات ادا کرنے پڑتے ہیں اسی لئے یہ کسی نہ کسی قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔

خدمات:

خدمات غیر مرئی اشیا (Invisible Goods) ہیں جو براہ راست لوگوں کے استعمال میں آتی ہیں۔ استاد کا پڑھانا، ڈاکٹر کا مریضوں کا علاج کرنا، لوگوں کا رفاہ عامہ کا کام کرنا سب خدمات کہلاتی ہیں۔ خدمات ایک دوسرے کی حاجات پورا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہ مختلف

نوعیت کی ہوتی ہیں۔

خدمات فنی اور غیر فنی (Technical and Non-Technical) ہو سکتی ہیں۔ خاکروب کا جھاڑو دینا غیر فنی خدمت جبکہ کلرک کا دفتر میں کام کرنا فنی خدمت ہے۔ خدمات بھی اشیا کی طرح خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔

یاد رکھیے کہ اشیاے صارفین اور اشیاے سرمایہ کا فرق ان کی نوعیت (nature) پر نہیں بلکہ استعمال پر ہے۔ اشیا کسی ایک وقت میں اشیاے صارفین اور کسی دوسرے وقت میں اشیاے آجرین کہلا سکتی ہے۔ ہماری گاڑی اگر ہمارے ذاتی استعمال میں ہے تو وہ اشیاے صارفین میں شمار ہوگی جب تک کہ ہم اس کو ٹیکسی کے طور پر استعمال نہ کریں۔

2.9 افادہ (Utility)

عام بول چال میں کسی شے کے استعمال سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ افادہ سمجھا جاتا ہے یہ شے کے کارآمد ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن معاشیات میں اس سے مراد وہ تسکین ہے جو کسی شے کے استعمال کے بعد ایک صارف کو حاصل ہوتی ہے معاشیات میں افادہ اور ”فائدہ مندی“ کے الفاظ مختلف معنی رکھتے ہیں۔ کوئی بھی طبی لحاظ سے مضر شے افادہ رکھ سکتی ہے۔ نشہ آور اشیا انسانی زندگی جلدی ختم کر دیتی ہیں لیکن نشہ کرنے والے کو تسکین حاصل ہوتی ہے اسی لئے ان میں افادہ کی صفت تو موجود ہے لیکن یہ فائدہ مندی نہیں۔ اسی لئے اشیا جو افادہ رکھتی ہیں ضروری نہیں کہ وہ فائدہ مند بھی ہوں۔

رو یہ صارف میں ہم افادہ کے مختلف تصورات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کل افادہ، مختتم افادہ، تقلیل افادہ وغیرہ۔

(1) کل افادہ (Total Utility)

یہ کسی شے کی تمام اکائیوں سے حاصل کردہ افادہ ہوتا ہے۔

(2) مختتم افادہ (Marginal Utility)

کسی شے کی اگلی اکائی کو استعمال کرنے سے جو کل افادہ میں تبدیلی ہو وہ مختتم افادہ کہلاتا ہے۔

(3) تقلیل افادہ (Diminishing Utility)

کسی شے کی ہر اگلی اکائی کے استعمال سے جو افادہ بتدریج کم ہوتا جاتا ہے اسے تقلیل افادہ کہتے ہیں۔

2.10 افادہ کی خصوصیات (Characteristics of Utility)

- (1) افادہ کا انحصار انسان کی خواہش کی شدت پر ہوتا ہے اس لئے ایک شخص کا کسی شے سے افادہ دوسرے شخص کے افادہ سے مختلف ہوتا ہے۔
- (2) جس شے کے ایک سے زیادہ استعمال موجود ہوں اس کا افادہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے بجلی اور قدرتی گیس وغیرہ۔
- (3) افادہ صارف کی نوعیت پر انحصار کرتا ہے۔ جیسے ایک نابینا کے لئے رنگین تصویروں والی کتاب کوئی افادہ نہیں رکھتی۔
- (4) افادہ شے کی شکل میں تبدیلی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ جنگل میں لکڑی کا مونا تباہ کار ہے لیکن جب شہر میں وہ فرنیچر کی شکل اختیار کر

لیتا ہے تو اسی میں افادہ پایا جاتا ہے۔

(5) آب و ہوا یا موسم کی تبدیلی سے بھی شے کا افادہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ گرمیوں میں سردیوں کے کپڑے کوئی افادہ نہیں دیتے۔

(6) شے جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتی ہے تو افادہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ ساحل سمندر پر ریت کوئی افادہ نہیں دیتی لیکن جب یہی ریت عمارت کی تعمیر میں استعمال ہوتی ہے تو افادہ دیتی ہے۔

(7) افادہ ایک ذہنی اصطلاح (Subjective Term) ہے اس کی پیمائش نہیں ہو سکتی۔

(8) افادہ معلومات اور جدید تکنیک سے بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ قدرتی گیس جب تک دریافت نہ ہوئی تھی کوئی افادہ نہ رکھتی تھی۔

(9) افادہ طلب کی بنیاد مہیا کرتا ہے صرف وہی شے طلب کی جاتی ہے جو افادہ رکھتی ہے۔

(10) اگرچہ تمام فائدہ مند چیزیں افادہ رکھتی ہیں لیکن ضروری نہیں تمام افادہ کی حامل چیزیں فائدہ مند بھی ہوں۔

2.11 کمیابی/قلت (Scarcity)

معاشیات میں قلت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسانی اور غیر انسانی ذرائع اتنی اشیاء و خدمات پیدا نہیں کرتے کہ ہر انسان کی خواہش پوری کی جاسکے۔ کمیابی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شے کم مقدار میں دستیاب ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ شے تمام لوگوں کی طلب کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ کمیابی معاشی مسئلہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی حاجات لامحدود ہوتی ہیں۔ جبکہ ذرائع قلیل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے معاشی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

معاشی مسئلے کو حل کرنے کے لیے انسان کو اپنی خواہشات میں سے انتخاب کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ قلیل آمدنی سے زیادہ سے زیادہ تسکین حاصل کر سکے۔

چونکہ معاشی ذرائع اور اشیاء و خدمات کی پیداوار محدود ہوتی ہے اس لئے ہر شے اور خدمت کو پیدا کرنے کے لئے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔ اسی لئے ہر شے کی قیمت ہوتی ہے۔ اس طرح کمیابی کا براہ راست تعلق قیمت سے ہوتا ہے۔ جس نسبت سے شے قلیل ہوگی اسی نسبت سے اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ کمیابی کا تعلق معاشی شے سے ہوتا ہے۔ غیر معاشی شے قلیل نہیں ہوتی۔ مختصر یہ کہ کمیابی امیر یا غریب دونوں کے لئے ایک معاشی مسئلہ ہے۔ کسی بھی شے کے قلیل ہونے کا مطلب ہے کہ لوگ انتخاب کے مرحلے سے گزر کر زیادہ سے زیادہ تسکین کے معیار کو حاصل کر سکتے ہیں۔

2.12 قدر اور قیمت (Value and Price)

قدر ایک نسبی اصطلاح (Relative Term) ہے اور یہ دو طرح استعمال ہوتی ہے۔

(1) استعمالی قدر (Value-in-use)

اس کا مطلب ہے کسی شے کا انسانی خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت۔ یہ افادہ کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔

(2) متبادل قدر (Value-in-exchange)

قوت خرید کسی شے کی قدر کہلاتی ہے اور اسی کی وجہ سے شے کا تبادلہ ممکن ہوتا ہے یعنی شے ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے شخص کے ہاتھ منتقل ہو سکتی ہے۔ تمام اشیاء جن میں تسکین پہنچانے کی صلاحیت ہو وہ استعمالی قدر رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں لین دین کی قدر تب ہی ہوگی جب وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل ہو سکیں اور قلیل بھی ہوں۔

2.13 قدر کے عوامل (Determinants of Value)

- (1) اگر کسی شے کا افادہ ہوگا تو قدر بھی ہوگی۔ افادہ اور قدر کا مثبت تعلق ہے۔
- (2) مفت اشیاء کی قدر نہیں ہوتی۔ صرف کمیاب اشیاء کی قدر ہوتی ہے۔ ہیرے، سونے کی نسبت قلیل ہوتے ہیں اس لئے سونے سے مہنگے ہوتے ہیں یعنی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح سونا، چاندی کی نسبت زیادہ قدر رکھتا ہے۔
- (3) جس شے میں نقل پذیری کی صفت ہوتی ہے اس کی ہی قدر ہوتی ہے کوئی شے اگر ایک سے دوسرے کو منتقل نہیں ہو سکتی تو وہ افادہ تو رکھتی ہے لیکن قدر سے محروم ہوتی ہے۔

2.14 قدر اور قیمت کا تعلق (Relationship between Value and Price)

جس شے کی قدر زیادہ ہوگی اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ شے کا افادہ دراصل اس کی قدر کی ہی عکاسی کرتا ہے اس لئے معاشیات میں افادہ، قدر اور قیمت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ قیمت کسی بھی شے کی قدر کی عکاسی کرتی ہے۔ جب زر (روپیہ) کا وجود نہ تھا تو شے کے بدلے شے خریدی جاتی تھی آج کل کے ترقی یافتہ دور میں زر کا استعمال اشیاء کے لین دین کو ممکن بناتا ہے۔ قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ملکی معیشت میں خاطر خواہ تبدیلیاں لاتا ہے۔

2.15 دولت (Wealth)

معاشیات میں دولت وسیع معنوں میں لی جاتی ہے۔ ہر وہ چیز دولت کہلاتی ہے جس میں انسانی خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت ہو اور وہ مقدار میں قلیل یا محدود ہو، اس کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

- (1) اس میں افادہ پایا جاتا ہے۔
 - (2) یہ قلیل ہوتی ہے۔
 - (3) یہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کی جاسکتی ہے۔
- دولت کی چار اقسام ہیں۔
- (1) انفرادی دولت۔ جو اشخاص کی ذاتی ملکیت ہو، مثلاً کسی شخص کی اپنی گھڑی، کپڑے، مکان وغیرہ۔
 - (2) سرکاری دولت۔ جو حکومت کی دولت ہو مثلاً سرکاری عمارت، سرکاری زمین وغیرہ۔
 - (3) ملکی دولت۔ ملک کے قدرتی وسائل، دریا، معدنیات وغیرہ۔
 - (4) بین الاقوامی دولت۔ مثلاً ہوا، سمندر، خلا وغیرہ۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i- کمیابی کی وجہ سے معاشرہ مجبوراً:

- (الف) سڑکیں بناتا ہے (ب) وسائل بچاتا ہے
(ج) انتخاب کرتا ہے (د) کام کرنا بند کر دیتا ہے

ii- قلت ہر معاشرے میں موجود ہوتی ہے کیونکہ:

- (الف) خواہشات محدود اور وسائل لامحدود ہوتے ہیں۔ (ب) لامحدود خواہشات اور لامحدود وسائل ہوتے ہیں۔
(ج) محدود وسائل اور لامحدود حاجات ہوتی ہیں۔ (د) محدود معلومات اور تکنیکی سہولت ہوتی ہے۔

iii- لفظ ”معاشی“ کا تعلق ہے:

- (الف) قلت سے (ب) لامحدود سے
(ج) قیمت سے (د) الف، ب اور ج تمام سے

iv- معاشی شے وہ ہوتی ہے جو:

- (الف) منافع پر بیچی جائے (ب) جس کی قیمت ہو
(ج) بہترین کوالٹی کی ہو (د) حکومت نے بنائی ہو

v- معاشیات میں ”مختتم“ کا مطلب:

- (الف) زیادہ (ب) کم از کم
(ج) اگلی اکائی کا اضافہ (د) تینوں میں سے کوئی نہیں

سوال نمبر 2- درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- مختتم افادہ ہر اگلی اکائی سے ----- ہے۔

ii- معاشی ----- اشیاء خدمات پیدا کرتی ہے۔

iii- کسی شے کی قدر زیادہ ہونے سے اس کی ----- زیادہ ہو جاتی ہے۔

iv- خوراک، لباس اور رہائش ----- حاجات ہیں۔

v- اشیائے سرمایہ کی طلب ----- طلب کہلاتی ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) کی کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معاشی اشیا کے لئے	اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں	
غیر معاشی اشیا کے لئے	اس میں تسکین کی صفت ہونی چاہیے	
اشیا و خدمات کے لئے	پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں	
اشیائے صارفین کے لئے	پیسوں کی ضرورت نہیں پڑتی	
کسی شے کی طلب کے لئے	اشیائے سرمایہ کی ضرورت پیش آتی ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- معاشی حاجات کیا ہوتی ہیں؟
- ii- مفت اشیا سے کیا مراد ہے؟
- iii- فادہ سے کیا مراد ہے؟
- iv- کمیابی سے کیا مراد ہے؟
- v- دولت کی کوئی چار اقسام ہیں؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- انسانی حاجات سے کیا مراد ہے؟ ان کے درجے اور قسمیں بھی بتائیے۔
- ii- معاشیات میں افادہ کا مفہوم اور اس کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
- iii- شے کی قدر سے کیا مراد ہے؟ اس کے عوامل بیان کریں۔

☆☆☆

طلب

(Demand)

3.1 طلب کا مفہوم (Meaning of Demand)

کسی شے کو خریدنے کا ارادہ اور خریدنے کی قوت کو طلب کہا جاتا ہے۔

"A desire which is accompanied by willingness and power to purchase is called demand"

شے کو حاصل کرنے کی قوت سے مراد روپیہ ہے۔ ہماری خواہشات تو بے شمار ہوتی ہیں، لیکن یہ خواہشات اس وقت تک طلب میں تبدیل نہیں ہو سکتیں جب تک ہم ان کو خریدنے کے قابل نہ ہوں۔ چنانچہ طلب کے لئے بیک وقت دو شرطیں ہیں:

(1) شے خریدنے کا ارادہ (Will to Purchase)

(2) شے خریدنے کی قوت (Power to Purchase)

اس لحاظ سے طلب اور قیمت میں ایک مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے۔ ہم اگر خریداری کے لئے بازار جائیں تو کم قیمت والی اشیا زیادہ خریدتے ہیں اور زیادہ قیمت والی اشیا کم خریدتے ہیں۔ چنانچہ طلب کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے۔
"طلب سے مراد شے کی وہ مقدار ہے جو خریدار مختلف قیمتوں پر خریدنے کے لئے رضامند ہوں۔"

"Demand is the amount of a good that buyers want to purchase at different prices"

3.2 قانون طلب (Law of Demand)

"دیگر حالات بدستور رہتے ہوئے، اگر کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کی طلب سکڑ جاتی ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت کم ہو جائے تو اس کی طلب پھیل جاتی ہے"

"Other things remaining the same, if price of a good rises, then quantity demanded falls and if price falls, then the quantity demanded rises"

اس سے ظاہر ہوا کہ مقدار طلب قیمت کا تفاعل (Function) ہے۔

اس کی تفاعلی مساوات یوں ہوگی: $Q_d = f(P)$

(Quantity demanded a the function of price)

تعریف میں "دیگر حالات بدستور رہتے ہوئے" سے مراد درج ذیل عوامل کو یکساں تصور کرنا ہے جن کو مفروضات کہتے ہیں۔

3.3 قانون طلب کے مفروضات (Assumptions of Law of Demand)

(1) صارف یا خریدار کی آمدنی:

صارف کی آمدنی میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اگر قیمت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آمدنی بھی بڑھ جائے تو قانون طلب کے مطابق طلب کم نہیں ہوگی۔

(2) متبادل اشیا موجود نہ ہوں:

قانون کو درست کرنے کے لیے ضروری ہے کہ متبادل اشیا کی قیمتیں نہ بدلیں۔ متبادل اشیا ایک دوسرے کا نعم البدل ہوتی ہیں مثلاً چائے اور کافی۔

(3) پسند اور فیشن:

صارف کی پسند اور ناپسند میں فرق نہ پڑے ورنہ قانون کے مطابق قیمت کی تبدیلی سے طلب تبدیل نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر صارفین کسی شے کو پہلے سے زیادہ پسند کرنے لگیں، یا شے کا فیشن ہو جائے تو قیمت میں اضافے کے باوجود طلب کم نہ ہوگی۔

(4) آبادی کا حجم:

اگر آبادی میں کسی وجہ سے اضافہ ہو جائے تو بغیر قیمت میں تبدیلی کے طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

(5) مستقبل کی توقعات:

اگر لوگوں کو مستقبل میں کسی شے کی قلت ہونے کا اندیشہ ہو تو بھی اس شے کی قیمت یکساں ہونے کے باوجود اس کی طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

(6) زر کی مقدار:

قیمت بدستور رہے لیکن اگر زر میں اضافہ یا کمی ہو جائے تو بھی طلب میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔

3.4 قانون طلب کی گرائی تعبیر:

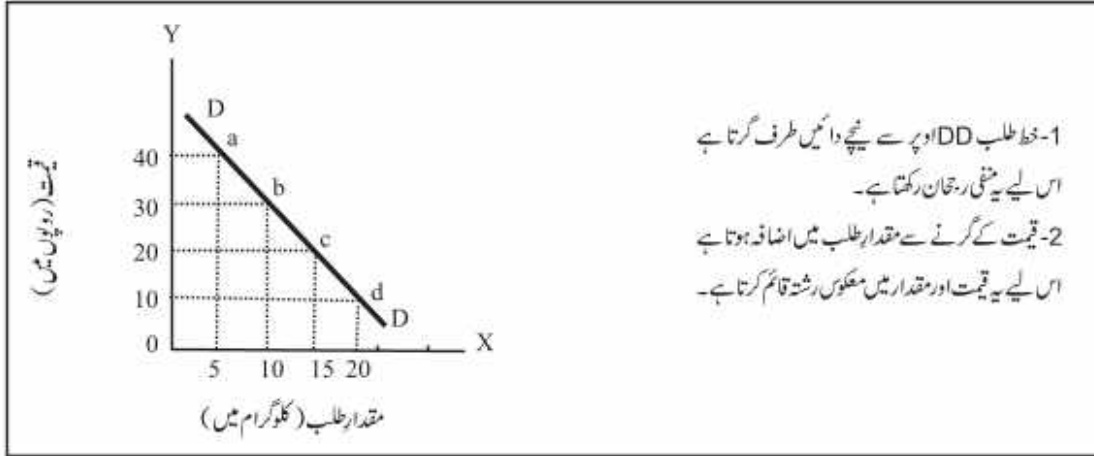
قانون طلب کی تحریری وضاحت کے بعد یہاں ہم اس کی مزید تشریح گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے کریں گے۔

طلب کا گوشوارہ: 3.1

پیاز کی قیمت (روپوں میں)	پیاز کی طلب (کلوگرام)
40	5
30	10
20	15
10	20

طلب کا گوشوارہ ہمیں بتاتا ہے کہ قیمتوں کی مختلف سطح پر مقدار طلب بھی مختلف ہوتی ہے۔ جب پیاز 40 روپے فی کلوگرام ہے تو اس کی مقدار طلب صرف 5 کلوگرام ہوتی ہے۔ اگر پیاز سستا ہو تو زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب قیمت 10 روپے ہوتی ہے تو طلب بھی زیادہ ہو جاتی ہے یعنی 20 کلوگرام۔ مطلب یہ ہوا کہ جب پیاز مہنگا ہوتا ہے تو کم اور جب سستا ہوتا ہے تو زیادہ خریدا جاتا ہے۔ یعنی کسی شے کی قیمت اور طلب میں معکوس رشتہ پایا جاتا ہے۔

طلب کا ڈائیگرام 3.1



طلب کا خط DD ڈائیگرام 3.1 میں بنایا گیا ہے۔ اس میں ox پر طلب کی مقدار کلوگراموں میں لی گئی ہے جبکہ oy پر قیمت روپوں میں لی گئی ہے۔ ox خط کو افقی اور oy خط کو عمودی خط کہتے ہیں۔ معاشیات میں ہمیشہ قیمت عمودی اور مقدار افقی خط پر ناپی جاتی ہے۔ اگر ہمیں منڈی میں رائج قیمت معلوم ہو تو خط طلب پر ایک نظر ڈالتے ہی یہ علم ہو جاتا ہے کہ صارف شے کی کتنی مقدار طلب کرتا ہے۔ طلب کے خط پر ہر نقطہ خاص قیمت پر مخصوص مقدار طلب ظاہر کرتا ہے۔ یہ خط اوپر سے نیچے بائیں سے دائیں جانب گرتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیمت جب گرتی ہے تو مقدار طلب بڑھتی ہے۔ نقطہ a پر قیمت 40 روپے ہو تو مقدار طلب 5 کلوگرام ہے۔ جبکہ نقطہ b پر 30 روپے قیمت کے مقابل مقدار طلب 10 کلوگرام ہے۔ اسی طرح نقطہ c پر قیمت 20 روپے اور طلب 15 کلوگرام اور نقطہ d پر قیمت 10 روپے اور طلب 20 کلوگرام ہے۔ ان تمام نقاط a, b, c, d کو ملانے سے خط طلب حاصل ہوتا ہے۔

طلب کی چمک:

قیمت میں تبدیلی کے رد عمل کے طور پر مقدار طلب میں جو متناسب تبدیلی ہوتی ہے وہ طلب کی چمک کہلاتی ہے۔

زیادہ چمکدار طلب:

جب قیمت میں معمولی تبدیلی سے طلب میں زیادہ تبدیلی ہو تو طلب زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔

کم کلیدار طلب:

جب قیمت میں زیادہ تبدیلی سے طلب میں کم تبدیلی ہو تو طلب کم کلیدار ہوتی ہے۔

غیر کلیدار طلب:

جب قیمت تو تبدیل ہو لیکن طلب میں کوئی تبدیلی نہ آئے تو طلب غیر کلیدار ہوتی ہے۔

3.5 قانون طلب کی حدود (Limitations of Law of Demand)

خاص حالات میں یا بعض اشیاء پر یہ قانون درست ثابت نہیں ہوتا اس لئے قانون کی کچھ حدود موجود ہیں جن کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(1) گھٹیا اشیاء (Inferior Quality Goods)

یہ وہ اشیاء ہوتی ہیں جن کو کم درجے کی حامل سمجھا جاتا ہے۔ ان اشیاء کی قیمت اگر گر جاتی ہے تو صارف ان کو زیادہ مقدار میں نہیں خریدتا لہذا ان اشیاء پر قانون طلب لاگو نہیں ہوتا۔

(2) کمیاب اشیاء (Scarce Goods)

اگر مستقبل قریب میں کسی شے کی قلت پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی لوگ قیمت بڑھنے پر زیادہ مقدار طلب کرتے ہیں۔ یہ بھی قانون کے خلاف عمل ہے۔ ایسی صورت میں بھی قانون طلب کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(3) گفن اشیاء (Giffen Goods)

گفن اشیاء کا تصور پروفیسر گفن (Giffen) نے پیش کیا۔ ان اشیاء پر بھی قانون طلب لاگو نہیں ہوتا۔ مثلاً گندم کے مقابلہ میں جو ایک ادنیٰ شے ہے، اگر جو کی قیمت کم ہو جائے تو لوگ اس کی طلب بڑھانے کی بجائے گندم کی کچھ زیادہ مقدار خرید لیں گے اور جو کی طلب میں اضافہ نہیں ہوگا۔

(4) نہایت قیمتی اشیاء (Precious Goods)

اگر کسی شے کا استعمال باعث امتیاز سمجھا جائے مثلاً قیمتی ہیرے جواہرات وغیرہ۔ ان کی قیمت میں اضافہ بھی ہو جائے تو طلب کم نہیں ہوگی بلکہ اور بڑھ جائے گی کیونکہ ان کے استعمال سے وہ لوگ منفرد نظر آئیں گے۔

3.6 طلب پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل (Other Factors Affecting Demand)

قانون طلب کے مطابق اگر شے کی قیمت میں تبدیلی ہو تو مقدار طلب بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ قیمت میں تبدیلی کے علاوہ چند اور عوامل بھی طلب میں تبدیلیاں لاتے ہیں یہ درج ذیل ہیں:-

(1) پسند / ناپسند (Liking / Disliking)

اگر آپ کو چاکلیٹ پسند ہے تو آپ کا دوست شاید آپ کو کس کریم پسند کرتا ہو۔ کسی بھی شے کی خواہش کرنے میں انسان کی ذاتی ترجیحات اور پسند ہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بہت سی اشیاء کی طلب، مثلاً کپڑے یا بالوں کا انداز، فیشن کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لوگ قیمت کی تبدیلی کے بغیر طلب میں تبدیلی لے آتے ہیں۔

(2) آمدنی (Income)

بہت سی اشیاء کی مقدار طلب آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے مثلاً لباس کی خریداری آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے۔ ایسی اشیاء جن کی مقدار طلب، آمدنی کے بڑھنے سے بڑھ جاتی ہے ان کو نارمل اشیاء (Normal Goods) کہتے ہیں۔ لیکن کچھ حالات میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اگر آمدنی کے بڑھنے سے اشیاء کی طلب کم ہو جائے تو ایسی اشیاء کو گھٹیا اشیاء کہتے ہیں۔

(3) آبادی (Population)

لوگ ہی چونکہ خریدار ہوتے ہیں اس لئے آبادی کے بڑھنے سے طلب بھی بڑھ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر لوگ جب دیہات سے شہروں کا رخ کرتے ہیں تو مکانوں، ہوٹلوں اور ذرائع آمد و رفت کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

(4) دیگر متعلقہ اشیاء کی قیمتیں (Prices of other Related Goods)

یہاں ہم اشیاء کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔

(i) نعم البدل اشیاء (Substitute Goods)

(ii) تکمیلی اشیاء (Complementary Goods)

(iii) خود مختار اشیاء (Independent Goods)

(i) نعم البدل اشیاء (Substitute Goods)

نعم البدل اشیاء کی قسم میں اگر ایک شے کی قیمت چڑھتی ہے تو اس کی متبادل شے کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر بکرے کے گوشت کی قیمت چڑھے گی تو مرغی کے گوشت کی مقدار طلب بڑھے گی۔ یہاں مرغی کا گوشت، بکرے کے گوشت کا متبادل ہے اور سستا ہے۔

(ii) تکمیلی اشیاء (Complementary Goods)

تکمیلی اشیاء کی قسم میں اگر ایک شے کی قیمت چڑھتی ہے تو اس کے ساتھ استعمال ہونے والی دوسری شے کی مقدار طلب گرتی ہے۔ اگر ٹینس بال کی قیمت چڑھے گی تو ٹینس ریکٹ کی مقدار طلب گریں گی۔

(iii) خود مختار اشیاء (Independent Goods)

خود مختار اشیاء کی قسم میں ایک شے کی قیمت میں اضافہ سے کسی دوسری خود مختار شے کی مقدار طلب میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور

پر کمپیوٹر کی قیمت بڑھنے سے گاڑی کی مقدار طلب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(5) توقعات (Expectations)

اگر کسی خاص شے کی مستقبل قریب میں قیمت بڑھنے کی توقع ہو تو اس کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے اگر لوگوں کو اندیشہ ہو کہ چینی کی قیمت چڑھ جائے گی تو لوگ زیادہ چینی خریدنا شروع کر دیں گے تاکہ ذخیرہ کر سکیں۔

(6) زر کی مقدار (Quantity of Money)

زر کی مقدار زیادہ ہونے سے اشیا کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے اور زر کی مقدار کم ہونے سے اشیا کی مقدار طلب گر جاتی ہے۔

(7) موسمی حالات (Climate Conditions)

گرم موسم میں برف کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے جبکہ سرد موسم میں برف کی مقدار طلب کم ہو جاتی ہے اسی طرح ایئر کنڈیشنر کی طلب گرمیوں میں زیادہ اور سردیوں میں کم ہو جاتی ہے۔

(8) شے کا معیار (Standard of Good)

اگر شے کا معیار پہلے سے بہتر ہو جائے تو بھی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے۔ گرمیوں میں کسی بھی مشروب میں اگر برف ڈال دی جائے تو اس کا معیار بہتر ہو جاتا ہے، اگر پتیسی کو لاٹھنڈی ہوگی تو قیمت یکساں ہونے کے باوجود زیادہ طلب کی جائے گی۔

(9) نئی تکنیک (New Techniques)

کبھی کبھی نئی تکنیک کے نتیجے میں بھی کسی شے کی مقدار طلب تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کاغذ اور قلم کے بجائے کمپیوٹر پر کتاب جلدی اور بہتر لکھی جاسکتی ہے تو کمپیوٹر کی مقدار طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیے۔

- i- اگر کسی شے کی قیمت گر جاتی ہے تو اس شے کی مقدار طلب:
- (الف) بڑھ جاتی ہے (ب) گر جاتی ہے
(ج) یکساں رہتی ہے (د) الف، ب اور ج
- ii- طلب کے خط کا رجحان ہوتا ہے:
- (الف) نیچے سے اوپر (ب) افقی
(ج) عمودی (د) اوپر سے نیچے دائیں طرف
- iii- قانون طلب کا اطلاق نہیں ہوتا اگر اشیا ہوتی ہیں:
- (الف) گھٹیا (ب) نایاب
(ج) قلیل (د) الف، ب اور ج
- iv- کسی ایک شے کی قیمت چڑھنے سے متبادل شے کی:
- (الف) قیمت گر جاتی ہے (ب) قیمت بڑھ جاتی ہے
(ج) طلب بڑھ جاتی ہے (د) طلب گر جاتی ہے

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

- i- جب شے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو مقدار طلب گر جاتی ہے۔
ii- گھٹیا شے کی قیمت کم ہونے سے قیمت بڑھ جاتی ہے۔
iii- باعث امتیاز شے کی قیمت زیادہ ہونے سے طلب بڑھ جاتی ہے۔
iv- قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے طلب میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
تکمیلی شے	ایسی شے جس کی قیمت گرنے سے مقدار طلب گر جاتی ہے	
گھٹیا شے	ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب گر جاتی ہے	
نارمل شے	ایسی شے جس کی قیمت چڑھنے سے طلب بھی چڑھ جاتی ہے	
کمیاب شے	ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب بڑھ جاتی ہے	
متبادل شے	ایک شے کی قیمت گرنے سے اس کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- طلب کی تعریف کیجئے۔
- ii- طلب کی تقابلی مساوات بیان کیجئے۔
- iii- طلب کی پک سے کیا مراد ہے؟
- iv- خط طلب کار، تھان کیا ہوتا ہے؟
- v- ”قانون طلب میں دیگر حالات یکساں رہیں“ سے کیا مراد ہے؟
- vi- خط طلب کس بات کی وضاحت کرتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- قانون طلب کی تعریف بیان کریں؟ نیز اس کے مفروضات بھی تحریر کیجئے۔
- ii- قانون طلب کی وضاحت گوشوارہ اور ڈائیکٹرام کی مدد سے کیجئے۔
- iii- قانون طلب سے کیا مراد ہے؟ اس کی حد بندیاں بیان کیجئے۔
- iv- قیمت کے علاوہ ان عوامل کی وضاحت کریں جو مقدار طلب میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔

باب 4

رسد

(Supply)

4.1 رسد کا مفہوم (Meaning of Supply)

”اشیا کی وہ مقدار جو ایک خاص وقت اور مخصوص قیمت پر فروخت کے لئے منڈی میں پیش کی جاتی ہے رسد کہلاتی ہے۔“ اس تعریف میں دو باتیں غور طلب ہیں۔

(1) مخصوص قیمت (Specific Price)

جس طرح قیمت کے بغیر طلب نہیں ہو سکتی اسی طرح قیمت کے بغیر رسد کی وضاحت نامکمل ہے۔ ہمیشہ شے کی کسی قیمت پر مقدار رسد لی جاتی ہے۔

(2) خاص وقت (Specific Time)

رسد کے ساتھ وقت کا حوالہ ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ رسد۔ یعنی مقدار رسد کا تعین اسی وقت ہو سکتا ہے اگر وقت کی حد بندی کی جائے۔

4.2 رسد اور ذخیرہ میں فرق (Difference Between Supply and Stock)

ذخیرہ کسی شے کی وہ مقدار ہے جو منڈی میں فروخت کے لئے پیش نہیں کی جاتی بلکہ شاہ کی صورت میں موجود رہتی ہے۔ پس رسد کا تعلق قیمت سے ہوتا ہے جبکہ ذخیرہ آجرین کے پاس موجود تو ہوتا ہے لیکن فروخت نہیں ہوتا۔ یہ ذخیرہ اس وقت رسد کی صورت اختیار کرتا ہے جب آجر کو طے شدہ قیمت پر خاطر خواہ منافع ملنے کی امید ہوتی ہے، اگر قیمت زیادہ ہو تو آجر رسد میں اضافہ کر دیتا ہے تاکہ زیادہ منافع کما سکے اسی طرح جب قیمت کم ہو تو آجر رسد میں کمی کر دیتا ہے تاکہ وہ نقصان سے بچ سکے۔

4.3 قانون رسد (Law of Supply)

رسد اور قیمت کے باہمی تعلق کو قانون رسد کی مدد سے بہتر طور پر واضح کیا جاسکتا ہے۔ اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے۔
”اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو مقدار رسد بھی بڑھ جاتی ہے اور اگر کسی شے کی قیمت کم ہو جاتی ہے تو رسد بھی کم ہو جاتی ہے جبکہ دیگر حالات تبدیل نہ ہوں۔“

’یہاں دیگر حالات تبدیل نہ ہوں‘ سے مراد درج ذیل مفروضات ہیں۔

(1) مصارف پیدائش میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

- (2) طریقہ پیدائش میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔
 (3) ملک کے قدرتی وسائل میں تبدیلی نہ ہو۔
 (4) عاملین پیدائش کی قیمتوں میں تبدیلی نہ ہو۔

4.4 قانونِ رسد کی گرافی تعبیر

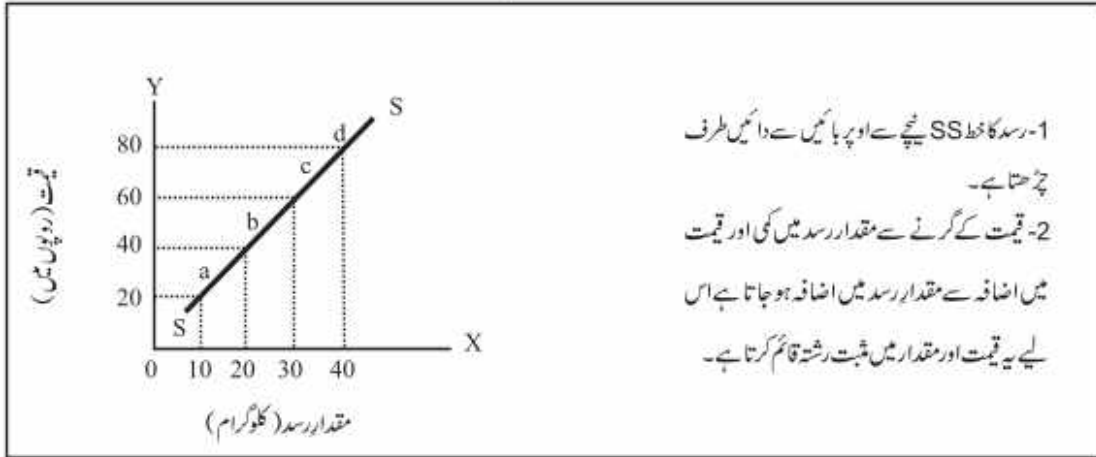
رسد کا گوشوارہ:

رسد کے گوشوارے 4.1 میں پیاز کی قیمتیں پیاز کی رسد فی کلوگرام کے حساب سے درج کی گئی ہیں، جب قیمت 20 روپے سے بڑھ کر 40 روپے ہو جاتی ہے تو پیاز کی رسد بھی 10 کلوگرام سے بڑھ کر 20 کلوگرام ہو جاتی ہے۔ چونکہ قیمت کے بڑھنے سے رسد بھی بڑھ جاتی ہے اسی طرح قیمت اگر گر جاتی ہے تو مقدار رسد بھی گر جاتی ہے۔ گویا قیمت اور مقدار رسد میں مثبت رجحان پایا جاتا ہے۔

رسد کا گوشوارہ: 4.1

پیاز کی قیمت (روپوں میں)	پیاز کی مقدار رسد (کلوگرام میں)
20	10
40	20
60	30
80	40

رسد کا ڈائیگرام 4.1



ڈائیکرام 4.1 قانونِ رسد کے مطابق رسد کا خط

اوپر ڈائیکرام میں SS رسد کا خط ہے جو بائیں سے دائیں اوپر کو اٹھتا ہے۔ یہ خط گوشوارے کے مطابق بنایا گیا ہے۔ OX محور پر مقدارِ رسد اور OY محور پر قیمت لی گئی ہے۔ پیاز کی 20 روپے قیمت پر مقدارِ رسد 10 کلوگرام ہے۔ جب قیمت 40 روپے ہو جاتی ہے تو مقدارِ رسد بھی بڑھ کر 20 کلوگرام ہو جاتی ہے۔ قیمت کے بڑھتے جانے سے مقدارِ رسد بھی بڑھتی جا رہی ہے یعنی قیمت 60 روپے پر مقدارِ رسد 30 کلوگرام اور قیمت 80 روپے پر مقدارِ رسد بڑھ کر 40 کلوگرام ہو جاتی ہے۔ اس طرح a, b, c اور d نقاط کو ملانے سے خطِ رسد حاصل ہوتا ہے۔ قیمت اور مقدارِ رسد کے نقاط کے اشتراک سے خط SS کھینچا گیا ہے۔ اس کا مثبت رجحان ظاہر کرتا ہے کہ قیمت کے بڑھتے جانے سے مقدارِ رسد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔
اس کی تقابلی مساوات یوں ہوگی۔

$$Q_s = f(P)$$

یعنی مقدارِ رسد قیمت کا تفاعل ہے۔ (Quantity supplied is a function of price)

4.5 رسد کی لچک (Elasticity of Supply)

طلب کی لچک کی طرح رسد کی لچک کا تصور بھی معاشیات میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ قیمت کی تبدیلی کی وجہ سے مقدارِ رسد میں جو متناسب تبدیلی آتی ہے اس کو رسد کی لچک کہتے ہیں۔ تمام اشیاء کی رسد کی لچک ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ رسد کی لچک کے مختلف درجات ہیں۔

(1) زیادہ لچکدار رسد (More Elastic Supply)

اگر اشیا کی قیمت میں معمولی تبدیلی سے ان کی رسد میں بہت بڑی تبدیلی آئے تو ان اشیا کی رسد زیادہ لچکدار ہوتی ہے۔

(2) کم لچکدار رسد (Less Elastic Supply)

اگر اشیا کی قیمت میں بہت بڑی تبدیلی سے ان کی رسد میں معمولی تبدیلی آئے تو ان اشیا کی رسد کم لچکدار ہوتی ہے۔

(3) غیر لچکدار رسد (Inelastic Supply)

اگر قیمت میں تبدیلی کے باوجود رسد میں تبدیلی نہ آئے تو وہ غیر لچکدار رسد کہلاتی ہے۔

4.6 رسد میں قیمت کے علاوہ تبدیلی پیدا کرنے والے عوامل

(Factors Affecting Supply Other than Price)

درج ذیل عوامل میں تبدیلی سے رسد کی مقدار تبدیل ہو جاتی ہے۔

(1) اشیا کی لاگتِ پیدائش (Cost of Production)

جب شے کو تیار کرنے کی لاگت میں کمی بیشی ہو تو مقدارِ رسد میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اگر لاگتِ پیدائش میں اضافہ ہو جائے تو رسد کم

ہو جاتی ہے اور لاگت پیدائش میں کمی رسد میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

(2) اشیا کو بنانے کے طریقے (Methods of Production)

کسی شے کے بنانے کے طریقے اس کی لاگت پیدائش کو تبدیل کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے رسد میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔

(3) موسمی حالات (Climatic Conditions)

اگر موسمی حالات کی وجہ سے زری اور اس کے ساتھ منسلک صنعتی شعبہ میں پیداوار پر منفی اثر پڑے تو رسد میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور اگر مثبت اثرات ہوں تو اشیا کی رسد بڑھ جاتی ہے۔

(4) ذرائع نقل و حمل (Means of Transportation)

اشیا کی رسد کا دار و مدار ذرائع نقل و حمل کی نوعیت پر بھی ہوتا ہے اگر یہ ذرائع بہتر ہوں تو رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیا کی منڈی کو وسعت ملتی ہے۔

(5) آجر پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کی شرح (Rate of Taxes)

زیادہ ٹیکس لگنے سے آجر کا منافع کم ہو جاتا ہے جس سے رسد میں کمی آ جاتی ہے۔

(6) ملک کا سیاسی اور معاشی نظام (Political and Economic System)

ملک میں عدم استحکام کی صورت میں آجر کا منافع بھی متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے رسد میں کمی واقع ہو جاتی ہے، لیکن اگر حالات نہایت سازگار ہوں تو پیداوار کے بڑھنے سے رسد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i۔ رسد کا مطلب ہے:

- (الف) ایک خاص آجر کے پاس کل مقدار
- (ب) خریدنے والوں کی تعداد
- (ج) مختلف قیمتوں پر فروخت کرنے کے لئے پیش کی جانے والی مقدار
- (د) مقدار رسد کو خریدنے کی قوت

ii۔ خط رسد کا جھکاؤ ہوتا ہے:

- (الف) منفی
- (ب) مثبت
- (ج) افقی
- (د) عمودی

iii۔ زیادہ چکدار رسد کا مطلب ہے:

- (الف) جب قیمت میں تبدیلی کے بغیر رسد میں معمولی تبدیلی ہو۔
- (ب) جب قیمت تبدیل ہو لیکن رسد تبدیل نہ ہو۔
- (ج) جب قیمت میں معمولی تبدیلی سے رسد میں غیر معمولی تبدیلی ہو۔
- (د) جب قیمت میں غیر معمولی تبدیلی سے رسد میں معمولی تبدیلی ہو۔

iv۔ درج ذیل میں سے کون سی چیز رسد کو تبدیل نہیں کرتی؟

- (الف) مضارف پیدائش
- (ب) سیاسی نظام حکومت
- (ج) موسمی حالات
- (د) آمدنی کا معیار

v۔ کون سی بات درست نہیں ہے:

- (الف) عام طور پر رسد ذخیرہ کا ایک حصہ ہوتی ہے۔
- (ب) خط رسد کا رجحان منفی ہوتا ہے۔
- (ج) رسد قیمت کا متقابل ہے۔
- (د) رسد میں چمک کی وجہ سے مقدار رسد تبدیل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

- i۔ کسی شے پر ٹیکس لگانے سے اس کی پیداوار ----- جاتی ہے۔
- ii۔ رسد کا خط ----- رجحان رکھتا ہے۔
- iii۔ رسد ذخیرہ کا ایک ----- ہوتی ہے۔
- iv۔ مقدار رسد قیمت کا ----- ہے۔
- v۔ قیمت کے بڑھنے سے مقدار رسد ----- جاتی ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
رشد کی چلک	قیمت میں معمولی تبدیلی لیکن رشد میں واضح تبدیلی	
اگر قیمت زیادہ ہو تو آجر	رشد میں کمی کر دیتا ہے	
اشیا پر ٹیکس	قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے مقدار رشد میں تبدیلی	
زیادہ چلکدار رشد	قیمت میں زیادہ تبدیلی لیکن رشد میں معمولی تبدیلی	
کم چلکدار رشد	رشد میں اضافہ کر دیتا ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- رشد سے کیا مراد ہے؟

ii- رشد اور ذخیرہ میں کیا فرق ہے؟

iii- رشد کا گوشوارہ کیا ظاہر کرتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- قانون رشد کی تعریف بیان کیجئے اور اس کی وضاحت گوشوارہ اور ڈائیگرام کی مدد سے کیجئے۔

ii- قیمت کے علاوہ اور کون سے عوامل رشد کو تبدیل کرتے ہیں؟

توازن اور قیمت کا تعین

(Equilibrium and Price Determination)

5.1 توازن (Equilibrium)

توازن ایسی حالت کو ظاہر کرتا ہے جس میں کسی قوت (وجہ) میں تبدیلی کی گنجائش نہ ہو۔ توازن کا لفظ طبعی اور معاشرتی دونوں علوم میں استعمال ہوتا ہے اور معاشیات میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ عام فہم میں ایک دکاندار توازن کے لئے ترازو کا استعمال کرتا ہے۔ معاشیات میں توازن کا مطلب ہوتا ہے جب بیچنے اور خریدنے والے ایک قیمت سے متفق اور مطمئن ہوں۔ طلب اور رسد کو ایک ساتھ استعمال کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح منڈی کی قوتیں شے کی ایک خاص قیمت اور مقدار کا تعین کرتے ہوئے توازن قائم کرتی ہیں۔

5.2 معاشی توازن (Economic Equilibrium)

دیگر حالات کو یکساں تصور کرتے ہوئے ایک خریدار ہمیشہ کم قیمت پر شے بیچنے والے کو تلاش کرتا ہے اور ایک بیچنے والے کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ قیمت وصول کرے، لیکن توازن کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی قیمت پر سمجھوتا ہو ورنہ منڈی میں ایک قیمت رائج نہ ہوگی اور نہ ہی توازن ہوگا۔ جب ایک قیمت مقرر ہو جاتی ہے تو یہ توازن کی قیمت کہلاتی ہے۔

5.3 مکمل مقابلہ (Perfect Competition)

منڈی میں توازن کو بیان کرنے کے لئے ہم فرض کرتے ہیں کہ منڈی میں مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے۔ مکمل منڈی وہ کہلاتی ہے جہاں خریدار اور بیچنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہو اور کوئی بھی اپنے انفرادی عمل سے شے کی قیمت یا مقدار پر اثر انداز نہ ہو سکے، یعنی اسے تبدیل نہ کر سکے۔

5.4 یکساں قیمت (Same Price)

مکمل منڈی میں ایک قیمت کا اصول کام کرتا ہے۔ جب رسد و طلب کی قوتیں اور خریدار و بیچنے والوں کا مزاج پُر سکون (توازن میں) حالت میں آجائے تو شے کی ایک قیمت رائج ہو جاتی ہے۔ خریدار اور فروخت کار کے ذاتی مفاد کی مقابلہ کی قوتیں، رسد اور طلب کی مدد سے اس اہم نتیجے کا باعث بنتی ہیں۔

5.5 منڈی کا توازن (Market Equilibrium)

توازن کی قیمت پر تمام خریدار شے کو خریدنے پر مائل ہوتے ہیں اور تمام بیچنے والے شے کی مقدار کو بیچنے پر راضی ہوتے ہیں۔ جب شے کی رسد اور طلب برابر ہو جاتی ہیں تو اس وقت ایک ہی قیمت طے ہو جاتی ہے اس کو منڈی کا توازن کہتے ہیں۔ اس مقام پر قیمت، توازن کی قیمت اور مقدار، توازن کی مقدار کہلاتی ہے۔

5.6 توازن اور قیمت کا تعین (Equilibrium and Price Determination)

منڈی میں قیمت اور مقدار کا تعین رسد اور طلب کی مدد سے ہوتا ہے۔ اس کو درج ذیل گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے مزید واضح کیا جاتا ہے۔

5.7 گوشوارے سے توازن کی وضاحت

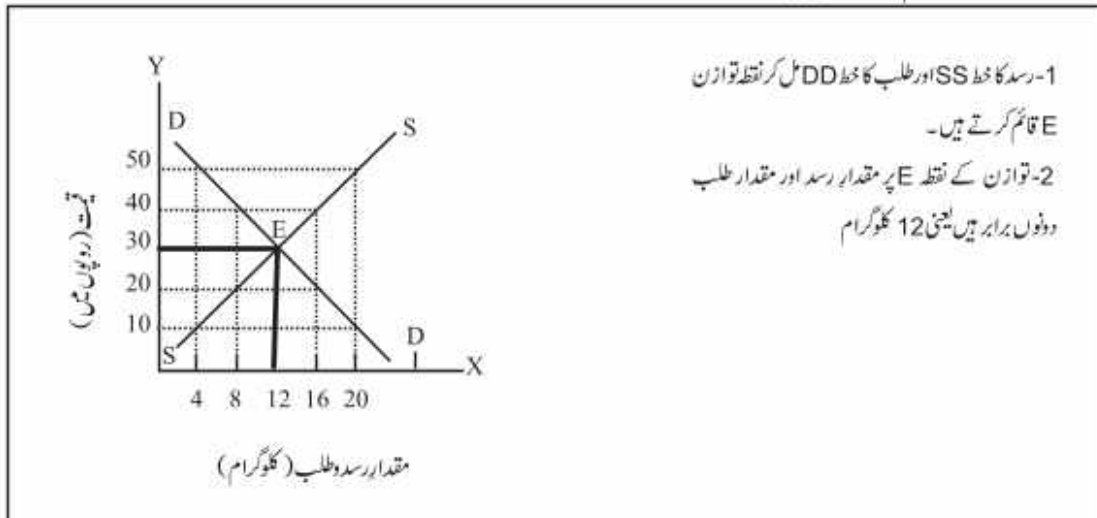
گوشوارے میں قیمت بلند ترین (50 روپے) معیار سے کم ترین (10 روپے) معیار کی طرف حرکت کرتی ہے جو مقدار طلب اور قیمت میں معکوس / الٹ رشتہ کو ظاہر کرتا ہے یعنی قیمت زیادہ ہو تو کم مقدار اور قیمت کم ہو تو زیادہ مقدار طلب کی جاتی ہے جبکہ قیمت اور مقدار رسد میں مثبت رشتہ پایا جاتا ہے یعنی قیمت زیادہ ہو تو زیادہ مقدار اور قیمت کم ہو تو کم مقدار رسد کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

گوشوارہ 5.7: اشیا کی منڈی میں توازن کی قیمت اور مقدار کا تعین

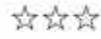
پیاز کی قیمت روپوں میں (فی کلوگرام) P	پیاز کی مقدار طلب (کلوگرام) (قیمت اور طلب میں معکوس رشتہ) Qd	پیاز کی مقدار رسد (کلوگرام) (قیمت اور رسد میں براہ راست رشتہ) Qs
50	4	20
40	8	16
30	12	12
20	16	8
10	20	4

اوپر دیا گیا گوشوارہ دیکھیے۔ پیاز کی 30 روپے قیمت پر رسد اور طلب دونوں برابر ہیں، یعنی 12 کلوگرام۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قیمت پر 12 کلوگرام پیاز خرید اور فروخت کے لیے دستیاب ہے۔ اس طرح 30 روپے توازن کی قیمت اور 12 کلوگرام توازن کی مقدار منڈی میں طے پائی اور یہی صورت حال منڈی کے توازن کو ظاہر کرتی ہے۔

5.8 ڈائیگرام سے توازن کی وضاحت



گوشوارہ 5.7 میں دیئے گئے مواد کی بنیاد پر ڈائیکرم 5.8 بنایا گیا ہے۔ خط طلب کی ڈھلان اُوپر سے نیچے کی طرف ہے جو اس کے منفی رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ قیمت اور مقدار طلب میں معکوس رشتہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف خط رسد کی ڈھلان نیچے سے اُوپر کی طرف ہے جو اس کے مثبت رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ قیمت اور مقدار رسد میں براہ راست رشتہ پایا جاتا ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے گئے ممکنہ جوابات میں سے درست پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i- طلب اور رسد کا باہمی اشتراک بتاتا ہے:
 (الف) شے کی توازن کی قیمت
 (ب) شے کی توازن کی مقدار
 (ج) منڈی میں توازن
 (د) الف، ب اور ج
- ii- منڈی میں توازن اس وقت ہوتا ہے جب:
 (الف) مصارف پیدائش تبدیل نہ ہوں
 (ب) مصارف پیدائش کم ہو رہے ہوں۔
 (ج) صارفین کی حاجات کی تسکین ہو
 (د) شے کی طلب اور رسد برابر ہوں۔
- iii- توازن کا مطلب ہے:
 (الف) ایسی حالت جو ممکن نہیں
 (ب) غیر مستقل کیفیت
 (ج) ایسی حالت جو تبدیل نہ ہو سکے
 (د) مستحکم حالت

سوال نمبر 2- درج ذیل سوالات میں خالی جگہ پُر کیجیے۔

- i- طلب اور رسد سے منڈی کا----- قائم ہوتا ہے۔
 ii- جب طلب----- کے برابر ہوتی ہے تو منڈی کا توازن ہوتا ہے۔
 iii- منڈی کی قیمت----- کہلاتی ہے۔
 iv- مکمل مقابلے کی منڈی میں کوئی بھی اپنے----- سے قیمت اور مقدار پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔
 v- خط طلب کا رجحان----- ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3- کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
منڈی	جہاں رسد اور طلب برابر ہوں۔	
مکمل مقابلہ	جو منفی رجحان رکھتا ہے۔	
توازن کی قیمت	جو مثبت رجحان رکھتا ہے۔	
خط طلب	ایسی جگہ ہے جہاں خریدنے والے موجود ہوتے ہیں۔	
خط رسد	جہاں کوئی اپنے انفرادی عمل سے قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i- منڈی کے توازن سے کیا مراد ہے؟

ii- توازن قیمت کیا ہوتی ہے؟

iii- معاشی توازن کیا ہوتا ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

i- رسد اور طلب کی مدد سے منڈی کا توازن گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے بیان کیجئے۔

ii- توازن قیمت اور توازن مقدار سے کیا مراد ہے؟ گوشوارے اور ڈائیگرام کی مدد سے بیان کیجئے۔

☆☆☆

منڈی اور پیدائش دولت

(Market and Production)

6.1 منڈی کا مفہوم (Meaning of Market)

عام طور پر منڈی سے مراد وہ خاص جگہ لی جاتی ہے جہاں اشیا کی خرید و فروخت ہوتی ہے، لیکن معاشیات میں منڈی کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ اس سے مراد وہ تمام علاقہ یا جگہ ہے جہاں اشیا بیچنے اور خریدنے والے آسانی سے براہ راست یا بالواسطہ ایک دوسرے سے مل کر اشیا کا سودا طے کر سکیں۔ منڈی کا بنیادی مقصد اشیا کے لین دین کو ممکن بنانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ خریدار اور بیچنے والے ذاتی طور پر ہی ملیں۔ یہ رابطہ ٹیلیفون، تار، انٹرنیٹ یا فیکس کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔

تعریف: پروفیسر بنہم (Benham) کے مطابق ”کوئی بھی ایسی جگہ جہاں خریدار اور بیچنے والے کے درمیان چاہے براہ راست یا ڈیلرز کے ذریعہ سے اتنا قریبی تعلق ہو کہ منڈی کے ایک حصہ میں شے کی قیمت دوسرے حصے میں ادا شدہ قیمت پر اثر انداز ہو“۔

"A market is a place where buyers and sellers are in such close contact with each other, either directly or through dealers, that the prices obtainable in one place of the market affect the prices paid in other places"

پے (Lipsey) کے مطابق ”منڈی وہ جگہ ہے جہاں خریدار اور بیچنے والے واضح شناخت شدہ شے کے لین دین پر تبادلہ خیال کرتے ہیں“۔

"A market is an area over which buyers and sellers negotiate for the exchange of a well-defined commodity" .

6.2 منڈی کی قسمیں (Kinds of Market)

مقابلے کے لحاظ سے منڈی کی دو قسمیں ہیں۔

6.3 مکمل منڈی (Perfect Market)

مکمل منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے اگر چند شرائط پوری کی جائیں۔ مکمل مقابلے کی منڈی کی درج ذیل شرائط ہیں:-

(1) خریداروں اور فروختکاروں کی کثرت (Large number of Buyers and Sellers)

اس میں بیچنے اور خریدنے والوں کی بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے اور ان میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر قیمت کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ تمام فرم منڈی میں رائج قیمت کو قبول کرتی ہیں۔

(2) شے کی یکسانیت (Homogeneity of Products)

تمام فرمیں ایک ہی معیار کی اشیاء پیدا کریں اس میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ ہو۔ یعنی شکل و صورت اور پیکنگ ایک ہی طرح کی ہو۔ اس بنیاد پر مصارف پیدائش یکساں ہوتے ہیں اور قیمت بھی ایک مقرر ہو جاتی ہے۔

(3) آزادانہ داخلہ اور اخراج (Free Entry and Exit)

نئے بیچنے والے کو منڈی میں داخلے کی مکمل آزادی ہو اور پہلے سے موجود بیچنے والے کو منڈی چھوڑنے کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

(4) منڈی کے حالات سے مکمل آگاہی (Perfect Knowledge)

شے خریدنے اور بیچنے والے کو منڈی کے حالات سے پوری آگاہی ہو۔ یعنی شے بنانے والا قیمت اور مصارف سے اچھی طرح واقف ہو اور شے خریدنے والا بھی شے کی قیمت اور معیار سے مکمل آگاہ ہو۔ اس بنیاد پر منڈی میں ایک ہی قیمت پر طلب اور رسد برابر ہو جاتی ہیں اور ایک ہی قیمت کا اصول قائم ہو جاتا ہے۔

(5) عاملین پیدائش کی مکمل نقل پذیری (Mobility of Factors)

اس کا مطلب ہے کہ عاملین پیدائش کو مکمل طور پر آزادی ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکیں، اگر عامل پیدائش کو کسی اور جگہ زیادہ معاوضہ ملتا ہو تو وہ اس جگہ آسانی سے منتقل ہو سکے۔ اس نقل پذیری کی وجہ سے عاملین کے معاوضے تمام پیدائشی شعبوں میں برابری کا رجحان رکھتے ہیں۔

6.4 غیر مکمل منڈی (Imperfect Market)

اس قسم کی منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر مکمل مقابلے کی منڈی کی شرائط پوری نہ ہوں تو وہ غیر مکمل مقابلے کی منڈی بن جاتی ہے۔ اس طرح کی منڈی میں ایک فرم اپنے انفرادی عمل سے قیمت کو تبدیل کر سکتی ہے۔ ایسی منڈی کی خصوصیات درج ذیل ہیں:-

- (1) بیچنے والے کے کثیر تعداد میں موجود نہیں ہوتے۔
- (2) اشیاء مختلف ہونے کی وجہ سے قیمتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔
- (3) عاملین پیدائش میں عدم نقل پذیری ہوتی ہے اس لیے ان کے معاوضے بھی مختلف ہوتے ہیں اور یوں فرم کے اخراجات یکساں نہیں رہتے جس کی وجہ سے قیمتوں میں بھی فرق آ جاتا ہے۔
- (4) صارفین کو منڈی کے حالات سے مکمل آگاہی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ شے کو کم ترین قیمت پر خرید نہیں پاتے یا پھر زیادہ قیمت پر گھٹیا کوالٹی کی شے خرید لیتے ہیں۔ اس لئے غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں صارفین کے مفادات نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

6.5 قلیل عرصہ کی منڈی (Short Period Market)

قلیل عرصے میں دو طرح کی منڈی ہوتی ہے۔

(1) یومیہ منڈی (Daily Market)

یہ روزانہ کی منڈی بھی کہلاتی ہے۔ اس میں قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔ یہ ان زرعی اجناس پر مشتمل ہوتی ہے جو جلد خراب ہو جاتی ہیں اور ان کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس منڈی کا عرصہ اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب کاٹکا اپنی تیار فصل منڈی میں بیچنے کے لئے لاتے ہیں۔ رسد معین ہوتی ہے اور طلب میں اضافے کے باوجود بڑھائی نہیں جاسکتی۔ اس میں رسد کا خط عمودی ہوتا ہے جو غیر لچکدار رسد ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے قیمت کا تعین صرف طلب کی مدد سے ہوتا ہے مثلاً دودھ کی منڈی، مچھلی منڈی، ہنری اور فروٹ کی منڈی وغیرہ۔

(2) قلیل عرصہ کی منڈی (Short Period Market)

اس منڈی میں شے جلد خراب نہیں ہوتی اس لیے اس کا ذخیرہ ممکن ہوتا ہے۔ اس کا عرصہ یومیہ منڈی سے ذرا لمبا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے منڈی کے حالات کے مطابق کچھ حد تک رسد میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے، لیکن عرصہ اتنا طویل نہیں ہوتا کہ نئی مشینری یا آلات لگائے جاسکیں جس کا مطلب ہے کہ معینہ عالمین پیدائش مثلاً زمین تبدیل نہیں کئے جاسکتے۔ صرف متغیر عالمین پیدائش یعنی محنت اور خام مال تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اس منڈی کی رسد کا خط کم لچکدار ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ مقدار رسد میں تبدیلی قیمت کی نسبت کم ہوتی ہے۔

6.6 طویل عرصہ کی منڈی (Long Period Market)

یہ عرصہ کافی لمبا ہوتا ہے اور معینہ عالمین پیدائش کی مقدار طلب میں اضافہ کے نتیجے میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس طرح معینہ عالمین پیدائش بھی متغیر ہو جاتے ہیں۔ رسد کا خط یہاں زیادہ لچکدار ہوتا ہے۔ فرم کا صنعت میں آزادانہ داخلہ اور اخراج ہوتا ہے۔ ان امور کی وجہ سے قلیل عرصہ کی نسبت طویل عرصہ میں فرم اپنی رسد میں زیادہ اضافہ کر سکتی ہیں۔ اس عرصہ میں قیمت کو مقرر کرنے میں رسد کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ قلیل عرصہ میں اگر وقتی طور پر طلب کے بڑھنے سے قیمت بڑھ جائے تو طویل عرصے میں رسد کے بڑھنے سے قیمت دوبارہ معیاری سطح پر واپس آ جاتی ہے۔

6.7 پیدائش دولت (Production of Wealth)

پیدائش دولت کا مطلب صرف اشیا کا بنانا نہیں ہے بلکہ افادہ کو جنم دینا بھی ہے۔ کوئی بھی محنت اگر کسی نہ کسی صورت میں افادہ کو جنم دیتی ہے تو وہ پیداواری عمل کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ افادہ کے ساتھ ساتھ ایک شے کی قدر کا ہونا بھی ضروری ہے۔ معاشیات کی زبان میں اگر ایک شے افادہ تو رکھے لیکن اس میں قدر نہ ہو تو وہ پیدائش دولت نہیں کہلاتی۔ پیدائش دولت میں صرف اشیا ہی نہیں بلکہ خدمات بھی شامل ہیں۔ پیدائش دولت میں شے کی نوعیت بدل جاتی ہے، لکڑی کا ٹکڑا جب کرسی کی شکل اختیار کر لے تو یہ پیدائش دولت کہلائے گی۔

6.8 عالمین پیدائش کی اہمیت (Importance of Factors of Production)

پیداوار ضروری ذرائع کے بغیر ناممکن ہے۔ ان ذرائع میں کارخانے، زرعی زمین، انسانی ہنر، دفاتر اور دوکانیں وغیرہ شامل ہیں۔

ان ذرائع کو معاشی اصطلاح میں عاملین پیدائش یا مدّ اخل بھی کہتے ہیں۔
عاملین پیدائش چار قسم کے ہوتے ہیں۔ زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم۔ آئیے یہاں ان کی خصوصیات اور اہمیت تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

6.9 زمین (Land)

یہ سب سے پہلا بنیادی عامل پیدائش ہے، اس سے مراد صرف سطح زمین نہیں جس پر ہم چلتے پھرتے یا رہتے ہیں، بلکہ اس میں ہر وہ شے شامل ہے جو ہمیں قدرت کی طرف سے بطور عطیہ مفت ملی ہے۔ زمین تمام قدرتی وسائل پر مشتمل ہے۔ مٹی کی قدرتی زرخیزی، معدنیات کی دولت، آب و ہوا، سمندر، پہاڑ اور جنگلات وغیرہ سب ذرائع ہی ہیں۔ ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) نے زمین کی تین خصوصیات بتائی ہیں جو اس کو دیگر عاملین پیدائش سے ممتاز کرتی ہیں۔ (1) زمین قدرت کا عطیہ ہے۔ (2) اس کی رسد معین ہے۔ (3) کارخانوں میں پیداوار زمین کی مرہون منت ہے۔

زمین کی بنیادی خصوصیت یہی ہے کہ یہ کسی بھی معاشی عمل کے لئے جگہ مہیا کرتی ہے۔ الفرڈ مارشل کے الفاظ میں ”انسان کے کسی بھی عمل کے لئے زمین کی سطح ایک بنیادی شرط ہے جو اسے کچھ بھی کرنے کے لئے جگہ مہیا کرتی ہے“۔

"Earth surface is a primary condition of anything that a man can do; it gives him room for his action."

زمین کی اہمیت (Importance of Land)

- (1) یہ سب سے پہلا اور بنیادی عامل پیدائش ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی معاشی عمل ممکن نہیں۔
- (2) یہ انسان کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اس سے پھل، سبزیاں اور اجناس حاصل ہوتی ہیں۔
- (3) اس کی وجہ سے بڑی بڑی عمارتیں اور گھر تعمیر ہوتے ہیں۔
- (4) زرخیز پیداواری زمین کی مدد سے ملک میں معاشی ترقی ممکن ہوتی ہے۔
- (5) زرعی ترقی کا انحصار بہترین زمین پر ہی ہوتا ہے۔
- (6) صنعتی شعبہ کے لئے خام مال زرعی شعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔
- (7) زمین سے ہمیں پہاڑ، جنگلات، دریا، سمندر، معدنیات جیسے کوئلہ اور پیٹرول وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

6.10 محنت (Labour)

یہ دوسرا عامل پیدائش ہے۔ اس سے مراد انسان کی ذہنی اور جسمانی کوشش ہے جس سے وہ روزی کمانے کے قابل ہوتا ہے۔ معاوضے کے بغیر کوئی بھی انسانی کوشش محنت نہیں کہلاتی۔ محنت نہ صرف ایک عامل پیدائش ہے بلکہ یہ معاشی ترقی کی وجہ بھی ہے جو لوگ معاشی ترقی میں حصہ لیتے ہیں وہ صارفین بھی ہوتے ہیں۔ صارفین کی مجموعی طلب کاروباری طبقہ کو پیدائش دولت کی طرف راغب کرتی ہے۔ اس لئے محنت کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہ بات یاد رکھیے کہ مزدور خود نہیں بلکہ اس کی محنت خریدی جاتی ہے۔

محنت کی اہمیت

- (1) پیدائش دولت میں محنت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔
- (2) محنت ایک سرگرم عامل پیدائش ہے جس کے بغیر زمین استعمال میں نہیں لائی جاسکتی ہے۔ زمین کی پیداواری صلاحیت مزدور کی محنت سے ہی اُجاگر ہوتی ہے۔
- (3) ہمارے زیر استعمال تمام اشیاء محنت کا ثمر ہیں۔ ضروریات زندگی سے لے کر تہیاشی اشیاء تک سب انسانی محنت کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں۔
- (4) صنعتی ممالک مثلاً برطانیہ، امریکہ اور جاپان کی قومی آمدنی کا زیادہ تر حصہ مزدوروں کی محنت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔
- (5) زرعی ممالک مثلاً پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں زرعی اجناس کی پیداوار مزدوروں کی محنت کا ثمر ہے۔

6.11 سرمایہ (Capital)

یہ انسان کا بنایا ہوا عامل پیدائش ہے۔ یہ اشیاء و خدمات کو پیدا کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ پروفیسر چیپ مین (Chapman) کے مطابق ”سرمایہ وہ دولت ہے جو آمدنی پیدا کرتی ہے یا آمدنی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے یا اس سے آمدنی پیدا کرنے کا ارادہ ہو“۔

"Capital is the wealth which yields an income or aids in the production of an income or is intended to do so."

آدم سمٹھ کے مطابق، ”سرمایہ کسی شخص کی دولت کا وہ حصہ ہے جس سے مزید آمدنی حاصل کی جائے“ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سرمایہ دولت کا وہ حصہ ہے جو مزید آمدنی پیدا کرنے کا باعث ہو۔

سرمائے کی اہمیت (Importance of Capital)

- (1) دیگر عاملین پیدائش کی طرح سرمایہ بھی کم اہم نہیں۔ اس کے بغیر زمین اور محنت سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔
- (2) بڑی بڑی فرمیں سرمائے کے بغیر کاروبار نہیں کر سکتیں۔
- (3) جدید آلات اور مشینری کی شکل میں سرمایہ پیداوار میں اضافہ کرتا ہے اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- (4) سرمائے کا زیادہ سے زیادہ استعمال زرعی اور صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے میں مدد دیتا ہے۔
- (5) سرمائے کا زیادہ استعمال فرم کی استعداد میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔
- (6) سرمائے سے اُجرتوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔
- (7) آج رین اشیاء کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں فروخت کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اس کے لئے اشتہار بازی کا سہارا لیا جاتا ہے جو سرمایہ کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔

6.12 تنظیم یا آجر (Entrepreneur)

اشیا پیدا کرنے کے لئے تینوں عاملین پیدا کش یعنی زمین، محنت اور سرمائے کو باہم ملا کر ان سے کام لینے کے لئے جس عاملی پیدا کش کی ضرورت ہوتی ہے اسے تنظیم یا آجر کہتے ہیں۔ آجر تمام کاروبار سنبھال کر نہ صرف ذاتی منافع حاصل کرتا ہے بلکہ دیگر عاملین پیدا کش کو معاوضے بھی ادا کرتا ہے۔ ہر کاروبار میں یقیناً خطرہ بھی ہوتا ہے اس لئے آجر کو کبھی کبھار نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔

پروفیسر نیون (Newin) کے مطابق، ”آجر ایسا فرد ہے جو زمین، محنت اور سرمایہ میں منظم رابطہ پیدا کرے اور یہ فیصلہ کرے کہ ہر عاملی پیدا کش کی کس قدر کا یاں لگائی جائیں اور کون سی اشیا پیدا کی جائیں۔“

پروفیسر سٹونیر اور ہیگ (Stonier and Hague) نے ان الفاظ میں آجر کی تعریف کی ہے، ”آجر یا ناظم اور دیگر عاملین پیدا کش میں بنیادی فرق یہ پایا جاتا ہے کہ زمین، محنت اور سرمایہ کرایہ پر حاصل کیے جاسکتے ہیں لیکن تنظیم کرایہ پر حاصل نہیں کی جاسکتی۔“

آجر کی اہمیت (Importance of Entrepreneur)

- (1) آجر اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی شے کب، کہاں اور کتنی مقدار میں پیدا کی جائے، اس طرح وہ پیدا کش دولت میں اہم کام انجام دیتا ہے۔
- (2) آجر کی مدد سے عاملین پیدا کش کا اشتراک ہوتا ہے جس کے بغیر کوئی شے بھی بنائی نہیں جاسکتی۔
- (3) آجر کی معاملہ فہمی کی وجہ سے ملکی وسائل پوری استعداد سے کام میں لائے جاتے ہیں۔
- (4) ایک قابل آجر مناسب اور معیاری عاملین کے اشتراک سے نہ صرف اپنا منافع بڑھاتا ہے بلکہ ملک کی معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- (5) آجر ہی کی وجہ سے تقسیم دولت ممکن ہوتی ہے۔ آجر معاہدے کے مطابق زمین کو لگان، محنت کو اجرت، اور سرمائے کو سود ادا کرتا ہے۔
- (6) جدید تحقیق کی مدد سے آجر نے نئے طریقہ پیدا کش کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس سے وہ اپنے مصارف پیدا کش کم سے کم رکھ کر زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے اس عمل سے قوم و ملک کی ترقی بھی ہوتی ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i- یہ منڈی کا فرض نہیں ہوتا کہ وہ:

(الف) اشیا کے لین دین کو ممکن بنائے

(ب) خریدار اور بیچنے والے کو آپس میں ملائے

(ج) قیمت کا تعین کرے

(د) زیادہ سے زیادہ پیداوار دے

ii- درج ذیل میں سے کون سا عامل پیداؤش نہیں ہے:

(الف) محنت (ب) پیداوار

(ج) زمین (د) سرمایہ

iii- مقابلے کے لحاظ سے منڈی کی قسمیں ہوتی ہیں:

(الف) چار (ب) چھ

(ج) دو (د) تین

iv- مکمل مقابلہ کی منڈی کی یہ شرط نہیں ہوتی کہ:

(الف) دکانداروں کی کثرت ہو (ب) شے کی یکسانیت ہو

(ج) عاملین پیداؤش کی نقل پذیری ہو (د) ایک ہی شے کی قیمت مختلف ہو

سوال نمبر 2- درج ذیل جملوں میں خالی جگہ پُر کیجیے۔

i- زمین طویل عرصہ میں ----- عامل پیداؤش بن جاتا ہے۔

ii- یومیہ منڈی میں خطِ رسد ----- چلکدار ہوتا ہے۔

iii- تمام عاملین پیداؤش ----- عرصے میں متغیر ہو جاتے ہیں۔

iv- طویل عرصے میں ----- کے بڑھنے سے قیمت معیاری حد پر آ جاتی ہے۔

v- سرمایہ کسی شخص کی دولت کا وہ حصہ ہے جس سے ----- حاصل کی جائے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں	قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔	
طویل عرصہ کی منڈی میں	اشیا کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں۔	
یومیہ منڈی میں	زمین متغیر عامل پیداؤں ہوتی ہے۔	
مکمل مقابلے کی منڈی میں	ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔	
قلیل عرصے کی منڈی میں	زمین معینہ عامل پیداؤں ہوتی ہے۔	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- زمین سے کیا مراد ہے؟
- ii- محنت سے کیا مراد ہے؟
- iii- سرمایہ سے کیا مراد ہے؟
- iv- تنظیم سے کیا مراد ہے؟

v- یومیہ منڈی میں قیمت روزانہ کیوں بدلتی ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- منڈی سے کیا مراد ہے؟ مقابلے کے لحاظ سے اس کی قسمیں بیان کیجئے۔
- ii- مکمل مقابلے اور غیر مکمل مقابلے کی منڈیوں میں فرق کو واضح کیجئے۔
- iii- قلیل عرصے اور طویل عرصے کی منڈیوں کی خصوصیات بیان کیجئے۔
- iv- عاملین پیداؤں کی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔
- v- پیداؤں دولت میں سرمائے کے کردار کی وضاحت کیجئے۔

☆☆☆

پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل

(Economic Problems of Pakistan and Remedial Measures)

7.1 غربت (Poverty)

پاکستان میں غربت بنیادی معاشی مسئلہ ہے۔ کسی بھی ملک میں غربت کا عام طور پر انحصار دو عوامل پر ہوتا ہے۔

(1) قومی آمدنی کی عام سطح

(2) قومی آمدنی کی تقسیم۔

ملک میں قومی آمدنی کی عام سطح جتنی پست ہوگی، غربت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اسی طرح قومی آمدنی کی تقسیم جتنی زیادہ غیر مساوی ہوگی، غربت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

پاکستان میں غربت کی کئی صورتیں ہیں۔ یہاں غریب آدمی کی آمدنی اس قدر کم ہے کہ وہ ضروریات زندگی سے بھی محروم ہے۔ آبادی کا زیادہ حصہ تعلیم، صحت اور پینے کے صاف پانی کو حاصل نہیں کر پاتا۔ شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں حالات اور بھی زیادہ خراب ہیں۔

7.2 پاکستان میں غربت کی وجوہات (Causes of Poverty in Pakistan)

(1) بیروزگاری (Unemployment)

پاکستان میں روزگار کے مواقع کم ملتے ہیں جس کی وجہ سے بیروزگاری کا مسئلہ موجود ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 2021-22 کے مطابق بیروزگاری کی تعداد 5.9 ملین ہے۔

(2) کم پیداواریت (Low Productivity)

پاکستان میں مختلف شعبوں کی پیداواری صلاحیت عموماً کم رہی ہے جس کو بڑھانے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے گئے ہیں۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار (GNP) میں اضافہ کی شرح 1980ء کے عشرے میں 5.5 فی صد تھی۔ اکنامک سروے 2006-07ء کے مطابق یہ شرح بڑھ کر 6.7 فی صد ہو گئی ہے۔ اکنامک سروے 2017-18ء کے مطابق یہ شرح 5.8 فی صد ہو گئی۔

(3) کم فی کس آمدنی (Low Per Capita Income)

پاکستان کی فی کس آمدنی بہت کم ہے۔ اس کی بڑی وجہ آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے اور پیداوار کا کم ہونا ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 2021-22ء کے مطابق پاکستان کی فی کس آمدنی 1658.36 امریکی ڈالر سالانہ ہے جو دوسرے ملکوں کے مقابلے میں کافی کم ہے۔

(4) دولت کی غیر مساوی تقسیم (Unequal Distribution of Wealth)

پاکستان میں امیر لوگ امیر تر اور غریب لوگ غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں کل آمدنی کا زیادہ تر حصہ امیر لوگوں کے پاس ہے جبکہ بہت تھوڑا حصہ غریب لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔

(5) ناقص صحت (Poor Health)

پاکستان میں صحت کی بنیادی سہولتیں ناکافی ہیں، جس کی وجہ سے عام آدمی کی صحت ناقص ہے جو پیداواری صلاحیت کو متاثر کرتی ہے۔

7.3 اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

- (1) غربت کو کم کرنے کے لئے تمام انسانی، قدرتی اور سرمایاتی وسائل کو مستعد طریقے سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔
- (2) لوگوں کو بہتر طبی سہولتیں مہیا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں بڑھ سکیں۔
- (3) پیداواری صلاحیتیں بڑھانے سے حقیقی قومی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جو لوگوں کا معیار زندگی بلند کرتا ہے۔ اس لئے فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔
- (4) مربوط ترقیاتی پروگرام شروع کیے جائیں جس کی مدد سے سماجی ترقی، روزگار کے مواقع اور افرادی قوت میں اضافہ ہو، اور تمام شعبے یکساں ترقی کر سکیں۔
- (5) سرکاری سطح پر ایسی پالیسیاں بنائی جائیں جن میں نجی شعبہ کی بھرپور شمولیت ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ آبادی کو فائدہ پہنچے اور معاشی ترقی کے ثمرات عام آدمی تک رسائی حاصل کر سکیں۔

7.4 ناخواندگی (Illiteracy)

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لئے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں تعلیمی سہولتیں بہت ہی کم ہیں۔ ہمارے ملک کی کل قومی آمدنی کا صرف 2.2 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے جو بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے ناکافی ہے اور جس کی وجہ سے شرح خواندگی 2021-22ء میں صرف 58.9 فی صد ہو سکی ہے جو دوسرے ممالک کے مقابلے میں اب بھی بہت کم ہے۔

7.5 ناخواندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures of Illiteracy)

- (1) عام لوگوں کی تعلیمی درجہ گاہوں تک رسائی بہت کم ہے۔ خاص طور پر دیہی علاقوں میں صورتحال بہت خراب ہے۔
- (2) تعلیم کو صنعت کا درجہ ملنا چاہیے۔
- (3) نجی شعبہ کو زیادہ سے زیادہ سرکاری مراعات دی جائیں تاکہ تعلیم کے شعبہ میں سرمایہ کاری تیز ہو سکے۔
- (4) یونیسکو (UNESCO) کے مطابق تعلیمی بجٹ خام قومی پیداوار (GNP) کا کم از کم 4 فی صد ہونا چاہیے۔

7.6 زرعی پسماندگی (Agricultural Backwardness)

زراعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جس کا ملکی پیداوار میں حصہ 19 فیصد ہے۔ پاکستان میں زیادہ تر لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت سے منسلک ہے لیکن بدقسمتی سے یہ شعبہ کچھ زیادہ ترقی نہیں کر سکا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

7.7 زرعی پسماندگی کی وجوہات (Causes of Agricultural Backwardness)

(1) کاشتکاروں کی کم آمدنی (Low Income)

آمدنی کم ہونے کی وجہ سے کاشتکار بہتر بیج، کھاد، اور جدید طریقہ کاشتکاری کو استعمال نہیں کر پاتے جس سے فی ایکڑ پیداوار کم ہوتی ہے۔

(2) سیم اور تھور کا پھیلاؤ (Water Logging and Salinity)

پاکستان میں تقریباً 17 فیصد رقبہ سیم اور 33 فیصد رقبہ تھور کا شکار ہے۔ ہماری زراعت کا 20 فیصد حصہ اس جزواں بیماری کا شکار ہو چکا ہے۔ پاکستان کی سطح مرتفع اور اونچائی والے علاقوں میں زمینی کٹاؤ کے باعث بیکار اور ناقابل کاشت بنی جا رہی ہیں۔

(3) آبپاشی کی ناکافی سہولتیں (Inadequate Facilities)

اگرچہ پاکستان کا موجودہ نظام آبپاشی دنیا کا ایک بہترین نظام قرار دیا جاتا ہے لیکن اس نظام کو مستعد طریقے سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں آبپاشی کی سہولتیں کم ہیں، جس کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار کم ہے۔

(4) فرسودہ کاشتکاری کا طریقہ (Permitive Methods)

ہمارے ملک میں بہت سے کاشتکار جدید زرعی ٹیکنالوجی سے یا تو نا آشنا ہیں یا ان کو استعمال کرنے کی استعداد سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ سے زمین کی پوری صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا اور پیداوار کم رہ جاتی ہے۔

(5) منڈیوں کا ناقص نظام (Market Imperfections)

پاکستان میں منڈیوں کا نظام ناقص ہونے کے باعث عام کاشتکار کو اپنی فصل کی مناسب قیمت نہیں ملتی جس کی وجہ سے کاشتکار مالی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے یہ صورت حال اس کی پیداواری صلاحیت کو متاثر کرتی ہے۔

(6) زرعی تحقیق کی کمی (Lack of Agricultural Research)

پاکستان میں زرعی شعبہ کے لئے تحقیق کی سہولتیں ناکافی ہیں۔ اچھے اور معیاری بیج ہمارے موسم اور زمین کی ساخت کے لحاظ سے استعمال نہیں ہوتے۔ عام کسان اپنی پچھلی فصل سے تیار کردہ بیج استعمال کرتا ہے اس طرح پیداوار کم رہتی ہے۔ عالمی بینک کے مطابق پاکستان کو اپنی خام ملکی پیداوار کا تقریباً 2 فیصد حصہ زرعی تحقیق پر خرچ کرنا چاہیے۔

(7) ناقص نظام اراضی (Defective Land Tennure System)

پاکستان کو جاگیردارانہ نظام ورثہ میں ملا ہے۔ جس کے مطابق ایک فرد جس قدر چاہے زمین رکھ سکتا ہے۔ جاگیردار مزارعوں کے حقوق کا کوئی خیال نہیں رکھتے، 1959ء، 1972ء اور 1977ء کی زرعی اصلاحات کے تحت نظام اراضی کے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ان سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہو سکے۔

(8) ان پڑھ کاشتکار (Illiterate Farmer)

پاکستان کے کاشتکار عام طور پر کم تعلیم یافتہ ہیں اس لئے جدید تکنیکی طریقوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

7.8 زرعی پسماندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

(1) فی ایکڑ پیداوار (Per-acre Yield)

فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے جدید طریقہ کاشتکاری اپنایا جائے اس سے عام کاشتکار کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور معیار زندگی بلند ہوگا۔

(2) آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ (Irrigation Facilities)

پاکستان میں بعض علاقوں میں آبپاشی کی سہولتیں بہت کم ہیں۔ اس صورت حال میں نئے ٹیوب ویل لگا کر اور کچے راجباہوں اور کھالوں کو پختہ کر کے فصلوں کے لئے پانی کی مقدار بڑھائی جاسکتی ہے۔

(3) بیج اور کھاد کی فراہمی (Seeds and Fertilizers)

سرکاری طور پر اس بات پر خصوصی توجہ دی جائے کہ کسان کو بروقت اچھے بیج اور کھاد مہیا ہو سکے تاکہ بہترین فصل حاصل ہو۔

(4) نہری نظام کی بہتری کی کوشش (Better Canal System)

پاکستان کا نہری نظام اگرچہ یکتا نوعیت کا ہے، تاہم اسے مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ پانی ضائع نہ ہو اور فی ایکڑ پیداوار بڑھائی جاسکے۔ بارشوں کے زیادہ یا بروقت نہ ہونے کے اثرات سے اسی طرح بچا جاسکتا ہے۔

(5) مزید زرعی اصلاحات کی ضرورت (Additional Reforms)

یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے زمینداروں کی نسبت چھوٹے کاشتکار فی ایکڑ زمین پر زیادہ محنت کرتے ہیں اور اس طرح چھوٹے کاشتکار زرعی پیداوار بڑھانے کا بہتر ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے مزید زرعی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

(6) زمین کے کٹاؤ کا سد باب (Soil Erosion)

زمین کے کٹاؤ سے مراد زمین کی زرخیز مٹی کا شدید آندھیوں، بارشوں یا طوفانوں کے تیز بہاؤ کی وجہ سے بہہ جانا ہے۔ اس کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ جنگلات لگائے جائیں۔ پاکستان میں کل رقبے کا صرف 5.02 فیصد جنگلات ہیں جو کہ بہت ہی کم ہے۔

(7) مشینی کاشت کا فروغ (Mechanization)

زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے مشینی کاشت کا فروغ بہت ضروری ہے۔ اس سے کاشتکاروں کی پیداواری صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں بینکوں کے ذریعے کسانوں کو قرضے فراہم کرنے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ مشینی کاشت کو اپنائیں۔

(8) زرعی قرضوں کی فراہمی (Agricultural Credit)

پاکستان کا عام کاشتکار کیونکہ غربت کا شکار ہے اس لئے حکومت اگر اسے مالی طور پر اس قابل بنادے کہ وہ وقت پر اپنی زمین کی کاشت کر سکے تو زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں انھیں اچھا بیج، کھاد اور دیگر لوازمات کے لئے زرعی قرضوں کی سہولت میسر ہو جائے تو زرعی خوشحالی لانا کچھ ایسا مشکل نہ ہوگا۔

(9) زرعی تعلیم و تحقیق (Agricultural Research)

زرعی تعلیم و تحقیق زرعی پیداوار (Agricultural Productivity) کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں فیصل آباد، پشاور اور رٹنڈو جام تحقیقی اداروں کے علاوہ مزید ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسانوں کو بڑے پیمانے پر تحقیقی خدمات مہیا کی جاسکیں۔

(10) زراعت پر مبنی صنعتوں کی ترقی (Development of Agro-based Industries)

زراعت پر مبنی صنعتوں میں جنگلاتی پیداوار، پرورش حیوانات، مرغبانی اور مائی پروری (Forest Production, Livestock, Poultry and Fisheries) شامل ہیں۔ چنانچہ پورے زرعی شعبے کی ترقی کے لئے جنگلاتی اور حیواناتی پیداوار میں اضافہ بہت ضروری ہے۔

7.9 صنعتی پسماندگی (Industrial Backwardness)

پاکستان کے قیام کے وقت ملک میں صنعتیں بہت کم تھیں۔ لیکن اب حکومت کی مسلسل کوششوں سے صنعت نے کافی ترقی کر لی ہے۔ ملکی پیداوار میں اس کا حصہ 19 فیصد ہے۔ صنعتی ترقی سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، توازن ادائیگی درست ہوتا ہے اور ملک میں معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔ ہمارا ملک صنعتی پسماندگی کا شکار ہے۔ جس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

7.10 صنعتی پسماندگی کی وجوہات (Causes of Industrial Backwardness)

(1) سرمائے کی کمی (Shortage of Capital)

پاکستان میں کم آمدنی کی وجہ سے بچتیں کم ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں سرمایہ کی کمی ہوتی ہے اور سرمائے کے بغیر کوئی صنعت بھی پروان نہیں چڑھ سکتی۔

(2) معلومات اور ٹیکنالوجی کی کمی (Lack of Informations and Technology)

ہمارے ملک میں مصارفِ پیدائش بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ کسانوں کی جدید تحقیق سے لاعلمی ہے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے وہ زمین کی پوری استعداد کو استعمال میں لانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے تمام ذرائع غیر مستعدی سے استعمال ہوتے ہیں اور پیداوار ضرورت سے کم ہوتی ہے۔

(3) ہنرمند افراد کی کمی (Lack of Skilled Labour)

ہمارے ملک میں ہنرمند افراد کی کمی ہے۔ ان پڑھ اور غیر ہنرمند محنت وصولی کی بجائے مصارف بڑھاتی ہے۔ جس سے منافع کی شرح میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس طرح سرمایہ کاری کو ترغیب نہیں ملتی۔

(4) بنیادی ڈھانچہ کی کمی (Lack of Basic Infrastructure)

پاکستان میں بنیادی ڈھانچہ یعنی سڑکوں، ریلوں، بندرگاہوں، ہوائی اڈوں، نقل و حمل، ٹیلیفون و ٹیلیگراف، مالی اداروں، پانی و بجلی کی سہولتیں بہت کم ہیں۔ صنعتوں کی توسیع کے لئے ان سب کا بہترین حالت میں ہونا بہت ضروری ہے۔

(5) زرمبادلہ کی کمی (Shortage of Foreign Exchange)

ہمارا ملک چونکہ ترقی پذیر ہے اس لئے صنعت کے شعبے کے لئے پرزہ جات اور مشینری باہر کے ملکوں سے درآمد کرنا پڑتی ہے اس کے لئے کثیر زرمبادلہ کی ضرورت پیش آتی ہے جس کی کمی ہے۔

(6) صنعتوں کو قومیا کرنے کی پالیسی (Nationalization of Industries)

1974ء میں نجی صنعتوں کو سرکاری تھویل میں لیا گیا جس سے صنعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ قومیا کی گئی صنعتوں کے مالکان کو ان کی رقم کم یا بروقت نہ لوٹائی گئیں اور مستقبل میں اسی خطرے کے پیش نظر نجی سرمایہ کاری کی رفتار بہت کم ہو گئی۔

(7) سیاسی عدم استحکام (Political Instability)

ملکی سیاست میں بہت تیزی سے اتار چڑھاؤ آتے رہے جس کی وجہ سے صنعتی پالیسیاں بہت جلدی جلدی تبدیل ہوتی رہیں اس سے نجی سرمایہ کاری پر بہت بُرا اثر پڑا۔ بڑے بڑے تاجروں نے اپنا سرمایہ باہر کے ملکوں میں منتقل کر دیا جس سے زرمبادلہ کے ذخائر کم ہو گئے۔

7.11 صنعتی پسماندگی کی اصلاح کے طریقے (Remedial Measures)

(1) بچت اور سرمایہ میں اضافہ (Increase in Saving and Investment)

سرمایہ کی تشکیل اسی وقت ممکن ہے جب بچتیں کی جائیں۔ پاکستان میں لوگوں کی آمدنیاں کم ہونے کی وجہ سے بچتیں بھی کم ہوتی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسی پالیسیاں متعارف کرائے کہ جس سے لوگ زیادہ بچتوں کی طرف راغب ہوں۔ جب بچتوں اور سرمایہ کاری

میں اضافہ ہوگا تو سرمایہ اندوزی میں بھی اضافہ ہوگا۔

(2) بہتر تعلیم اور تربیت (Education and Training)

حکومت کو چاہیے کہ مختلف پیشوں اور شعبہ جات کے بارے میں تعلیم و تربیت کی سہولتیں فراہم کرے۔ اس طرح ملکی معیشت کو بہتر افرادی قوت حاصل ہو سکے گی۔ اس سے ملک کی مادی پیداوار میں اضافہ ہو سکے گا۔

(3) بنیادی ڈھانچہ کی بہتری (Improvement of Infrastructure)

حکومت کو چاہیے کہ ذرائع نقل و حمل کو بہتر کرے تاکہ عام کسانوں کی منڈی تک رسائی ہو۔ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ پر قابو پانے کی اشد ضرورت ہے اور دیگر ”توانائی کے وسائل“ (Energy Resources) جیسے شمسی توانائی اور جوہری توانائی استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(4) منڈی میں وسعت (Extension of Market)

حکومت کو اندرونی اور بیرونی منڈیوں کو وسیع کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں۔ اندرونی منڈی میں وسعت لانے کے لئے عام لوگوں کی قوت خرید کو بڑھانا چاہیے۔ بیرونی منڈی کی وسعت کے لئے اشیاء کا معیار اعلیٰ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہم صنعتی اشیاء کو ملک اور بیرون ملک آسانی سے فروخت کر سکتے ہیں۔

(5) معلومات اور ٹیکنالوجی (Information and Technology)

ترقی یافتہ ممالک کی طرح پاکستان میں بھی معلومات اور ٹیکنالوجی میں تیز رفتاری کی اشد ضرورت ہے۔ اس کی مدد سے آج اپنے مصارف کم سے کم رکھ کر زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکتے ہیں جو ملک کی ترقی میں تیزی لاسکتا ہے۔

(6) صنعتی مشاورتی اداروں کا قیام (Industrial Advisory Institutions)

پاکستان میں حکومت کی نگرانی میں صنعتی مشاورتی ادارہ قائم کیا جانا چاہیے جو سرمایہ کاری میں دلچسپی رکھنے والوں کی رہنمائی کر سکے۔ بیرون ملک پاکستانی افراد کو سرمایہ کاری کے طریقے بتائے جائیں اس سے وہ اپنے ملک میں سرمایہ کاری کو ترجیح دے کر صنعتی ترقی میں اضافہ کر سکیں گے۔

7.12 آبادی کا دباؤ (Population Pressure)

پاکستان کی آبادی 1947ء میں 32.5 ملین یعنی تین کروڑ پچیس لاکھ تھی جو بڑھ کر 18-2017ء میں 207.77 ملین یعنی 20 کروڑ 77 لاکھ ہو گئی ہے، لیکن یہ ابھی بھی وسائل کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

7.13 آبادی کے دباؤ کے منفی اثرات (Negative Effects of High Population Growth Rate)

- (1) بڑھتی ہوئی آبادی سے فی کس آمدنی کم ہو جاتی ہے۔
- (2) شرح آبادی میں اضافہ سے لوگوں کی صحت خراب ہوتی ہے اور خوراک کی بھی قلت پیدا ہوتی ہے۔
- (3) آبادی کے دباؤ سے نامکمل (dependents) آبادی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی سے بیروزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے لوگوں کا معیار زندگی گرتا ہے اور ان کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔
- (4) آبادی کے دباؤ کے باعث کل آبادی میں بچوں کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ ان کے لئے خوراک اور لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے صرف دولت زیادہ اور بچتیں کم ہو جاتی ہیں۔ اس کا سرمایہ کاری پر منفی اثر پڑتا ہے اور یہ کم ہو جاتی ہے۔

7.14 افزائش آبادی کی وجوہات (Causes of Increase in Population Growth)

افزائش آبادی کی تین بنیادی وجوہات ہیں:

- (i) شرح اموات میں کمی
- (ii) شرح پیدائش میں اضافہ
- (iii) ہجرت

(1) شرح اموات میں کمی (Decrease in Death Rate)

پاکستان میں بنیادی صحت اور علاج کی سہولتوں کی وجہ سے شرح اموات میں کمی واقع ہوئی ہے جبکہ اوسط متوقع زندگی 66 سال ہے۔ اس سے آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔

(2) شرح پیدائش میں اضافہ (Increase in Birth Rate)

پاکستان میں شرح پیدائش میں اضافہ سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ اس میں کمی کا رجحان پایا جاتا ہے لیکن وسائل کے اعتبار سے یہ زیادہ ہے۔

(3) ہجرت (Migration)

افغان مہاجرین نے پاکستان میں 1979ء میں داخل ہونا شروع کیا اور جون 1990ء تک ان کی تعداد 3.7 ملین یعنی 37 لاکھ سے تجاوز کر گئی۔

پاکستان میں دیہی علاقوں میں چونکہ روزگار کے مواقع کم ہیں اس لئے لوگ شہروں کی طرف تیزی سے رخ کر رہے ہیں اس سے شہری علاقوں میں آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ 18-2017ء میں شہری علاقوں میں آبادی کا تناسب 37.0 فیصد اور دیہی علاقوں میں آبادی کا

تناسب 63 تھا۔ ان میں زیادہ تر طبقہ ان پڑھ ہوتا ہے اس لئے ان کی آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان کی شہری رہائش صحت مند نہیں ہوتی۔ شہری علاقوں میں اخراجات زیادہ ہونے کے باعث یہ غربت کا شکار رہتے ہیں۔

(4) لوگوں کے رویے (Attitude of People)

زیادہ تر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں اور خدا کی مرضی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

(5) مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

مشترکہ خاندانی نظام کی موجودگی کی وجہ سے زیادہ بچے بوجھ تصور نہیں ہوتے۔

7.15 افزائش آبادی کو کنٹرول کرنے کے طریقے (Methods to Control Population)

(1) عورتوں کی تعلیم (Female Education)

عورتوں میں تعلیم کا معیار بڑھانے اور ان کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنے سے شرح پیدائش میں خاطر خواہ تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

(2) ذرائع ابلاغ کا کردار (Role of Media)

ذرائع ابلاغ کے ذریعے آبادی کی منصوبہ بندی کے فوائد کو ذاتی زندگی اور قومی معیشت کے پروگرام کو بہتر طریقے سے اجاگر کیا جائے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔

(3) وسائل کا بہتر استعمال (Use of Resources)

وسائل کا بہتر استعمال کرنے سے روزگار کے مواقعوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیداوار میں اضافے کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اس سے نہ صرف قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ زراعت کے شعبہ میں بڑھتی ہوئی آبادی کی کھپت بھی ہو سکے گی۔

(4) حکومتی کاوشیں (Government Efforts)

حکومت کو مزید بہتر طریقے سے آبادی کی منصوبہ بندی کے پروگرام تیار کرنے چاہئیں۔ ان پروگراموں کی ملک گیر تشہیر کی اشد ضرورت ہے۔

(5) روزگار کے مواقع (Employment Opportunities)

پاکستان میں بیروزگاری عام ہے، اس کو کم کرنے کے لئے باقاعدہ حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے سالانہ پروگرام میں حکومت صرف اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ اتنے ملین کو روزگار مہیا کریں گے لیکن اس کے لئے معاشی ڈھانچے میں کوئی تبدیلی نہیں لاتی۔ حقیقی تبدیلی کے لئے معیشت کے صنعتی اور زرعی شعبوں میں انقلابی سوچ کی ضرورت ہے۔

7.16 فی کس آمدنی (Per-Capita Income)

فی کس آمدنی سے مراد ایک شخص کی آمدنی ہے۔ کل آبادی کو اگر قومی آمدنی سے تقسیم کر دیا جائے تو فی کس آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے لوگ اس لیے غریب ہیں کیونکہ ان کی فی کس آمدنی بہت پست ہے۔ پاکستان کے اکنامک سروے 2021-22ء کے مطابق، پاکستان کی فی کس آمدنی 1658.36 امریکی ڈالر سالانہ ہے۔

فی کس آمدنی کی پیمائش سے لوگوں کے معیار زندگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ ملک کی معاشی ترقی کی عکاسی کرتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو اس ملک کے ہر باشندہ کو اوسطاً پہلے سے زیادہ اشیاء و خدمات حاصل ہوتی ہیں۔ جس سے اوسطاً غربت میں کمی آتی ہے اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

7.17 فی کس کم آمدنی کی وجوہات (Causes of Low Per-Capita Income)

1. قدرتی وسائل کا غیر معیاری استعمال (Mis-utilization of Natural Resources)

(i) ہمارے ملک میں قدرتی وسائل کا غیر معیاری استعمال ہوتا ہے۔ ہماری زرعی زمینیں سیم و تھور کا شکار ہیں۔ زمینیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی جا رہی ہیں، کسانوں کی مالی حالت پست ہے اور غریب کسانوں کو قرضوں کی بہت محدود سہولتیں حاصل ہیں۔

(ii) مالیاتی، فنی اور سیاسی وجوہات (Financial, Technical and Political Causes)

مالیاتی، فنی اور سیاسی وجوہات کی بنا پر قدرتی وسائل جیسے تیل، گیس، کوئلے اور دیگر معدنیات محدود حد تک نکالی جاتی ہیں جو ضرورت کو پورا نہیں کر پاتیں۔

(2) آبادی میں اضافہ (Increase in Population)

آبادی میں اضافے کی وجہ سے ملک میں اشیاء و خدمات کی طلب میں خاصا اضافہ ہو رہا ہے جس سے افراط زر کا مسئلہ بھی دن بدن سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ زیادہ آبادی کی وجہ سے حکومت کو اپنے اخراجات کا بڑا حصہ ترقیاتی مقاصد کی طرف لگانے کی بجائے امن عامہ کی بہتری پر لگانا پڑتے ہیں۔ ان حالات کی بنا پر ملکی سرمایہ کاری اور پیداوار کی سطح پست ہو رہی ہے جس کا نتیجہ پست فی کس آمدنی اور معاشی پسماندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔

(3) ناقص انتظامی ڈھانچہ (Defective Administrative Setup)

پاکستان میں غیر معیاری انتظامی ڈھانچے کی وجہ سے غیر پیداواری اخراجات میں بے تحاشا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ذاتی فائدہ، دفتری کاروائیاں، رشوت ستانی، لاقانونیت، سرکاری وسائل کا غلط استعمال وغیرہ ایسے امور ہیں جنہوں نے ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس وجہ سے قومی آمدنی میں اضافہ آبادی میں اضافے سے نسبتاً کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے فی کس آمدنی کم ہوتی ہے۔

(4) محنت کی کم پیداواری صلاحیت (Low Productivity of Labour)

بہت سے سماجی، سیاسی اور معاشی وجوہات کی بنا پر مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کم ہے۔ جس کی وجہ سے پیداواری ذرائع معیاری حد تک استعمال نہیں ہو پاتے۔ اس طرح پیداوار کم ہونے سے قومی آمدنی کی سطح بھی گرتی ہے اور فی کس آمدنی پست ہو جاتی ہے۔

(5) محنت کی کم شرح شمولیت (Low Labour Force Participation Rate)

ہماری کل آبادی تقریباً 207.77 ملین میں سے صرف 60 ملین محنت پر مشتمل ہے۔ اس میں سے 63 فیصد کا تعلق دیہات سے ہے۔ یہ بھی فی کس آمدنی کم ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے۔

(6) سرکاری اخراجات میں اضافہ (Increase in Public Expenditures)

پاکستان میں سرکاری اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس سے ملک بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

7.18 فی کس آمدنی بڑھانے کے طریقے (Measures to Increase in Per Capita Income)

- (1) قدرتی اور انسانی وسائل کا بہتر استعمال کیا جائے۔
- (2) تعلیم و تربیت اور صحت کی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔
- (3) ذہنی، جسمانی اور فنی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔
- (4) زراعت کو جدید تقاضوں کے تحت استوار کیا جائے۔ اس سلسلے میں موجودہ حکومت کا زراعت کو صنعت کا درجہ دینا ایک بہترین عمل ہے۔
- (5) صنعتی شعبہ کی ترقی کو بھی اہمیت دی جائے۔ اس سلسلے میں چھوٹی صنعتوں کے ساتھ ساتھ بڑی صنعتوں کے مسائل بھی حل کرنے چاہئیں۔
- (6) پروگرام اور پالیسی بنانے کے ماہرین مستعد اور تعلیم یافتہ ہوں۔
- (7) غیر مساوی تقسیم دولت میں کمی کی جائے اور پاکستان کے تمام خطوں کو برابر ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں۔
- (8) افزائش آبادی پر کنٹرول کیا جائے۔
- (9) انتظامی اور بنیادی ڈھانچے میں خاطر خواہ تبدیلی لائی جائے۔
- (10) خواتین کی تعلیم اور صحت پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ ہماری آبادی کا آدھا حصہ بھی معیشت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

☆☆☆

مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i- پاکستان میں متوقع اوسط زندگی سال ہے:
- (الف) 61 (ب) 66 (ج) 73 (د) 71
- ii- پاکستان میں فی کس آمدنی ڈالر میں ہے:
- (الف) 1200 (ب) 1658.36 (ج) 1561 (د) 1100
- iii- پاکستان میں شرح پیدائش فیصد ہے:
- (الف) 3.1 (ب) 2.4 (ج) 4.1 (د) 1.1
- iv- ملکی پیداوار میں زراعت کا فیصد حصہ ہے:
- (الف) 70 (ب) 19 (ج) 65 (د) 35
- v- پاکستان کی آبادی 2021-22ء میں تھی:
- (الف) 170.69 ملین (ب) 231.4 ملین (ج) 165.93 ملین (د) 150.36 ملین

سوال نمبر 2- درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

- i- پاکستان ایک ----- ملک ہے۔
- ii- فی کس آمدنی سے مراد ----- کی آمدنی ہے۔
- iii- پاکستان میں کل خام پیداوار کا صرف ----- فیصد تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔
- iv- ہماری کل آبادی کا ----- فیصد حصہ دیہی علاقوں میں رہتا ہے۔
- v- پاکستان میں ----- فیصد رقبہ سیم اور تھور کا شکار ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
زری شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ	58.9 فی صد تھی	
صنعتی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ	21 فی صد ہے	
آبادی کی شرح پیدائش	19 فی صد ہے	
2021-22ء میں شرح خواندگی تھی	2.2 فی صد ہے	
کل قومی آمدنی کا تعلیم پر سرکاری خرچ	2.4 فی صد ہے	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟
 - ii- افزائش آبادی کی تین وجوہات بیان کیجئے۔
- سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- پاکستان کے زرعی شعبہ کو کون سے مسائل درپیش ہیں؟
- ii- صنعتی شعبہ کی پسماندگی پر نوٹ لکھئے۔
- iii- پاکستان میں ناخواندگی کی وجوہات کیا ہیں؟ ان کے سد باب کے لیے تجاویز پیش کیجئے۔
- iv- پاکستان میں افزائش آبادی کی کیا وجوہات ہیں؟
- v- پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کے لئے اپنی تجاویز پیش کیجئے۔
- vi- پاکستان میں فی کس قومی آمدنی کے پست ہونے کی وجوہات تفصیل سے بیان کیجئے۔

☆☆☆

قومی آمدنی کے بنیادی تصورات

(Basic Concepts of National Income)

8.1 قومی آمدنی کا مفہوم (Meaning of National Income)

قومی آمدنی کا مطلب جاننے سے پہلے آمدنی کے اصطلاحی معنی سمجھنا ضروری ہے۔ وہ صلہ یا معاوضہ جو کوئی شخص اپنی ذہنی (Mental)، جسمانی (Physical) محنت یا کاوش سے جو اشیا و خدمات کی پیدائش کے سلسلے میں سرانجام دے کر حاصل کرتا ہے، آمدنی کہلاتا ہے۔ عام طور پر کسی ملک میں آمدنی حاصل کرنے کے صرف چار ہی اہم ذرائع ہیں جنہیں عاملین پیدائش کہا جاتا ہے۔ اگر ان تمام عاملین پیدائش (یعنی زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم) کی منظم خدمات کے معاوضوں کو جو وہ لگان۔ اجرت۔ سود اور منافع کی صورت میں حاصل کرتے ہیں جمع کر لیا جائے تو قومی آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عاملین پیدائش کو مالی معاوضے اشیا و خدمات پیدا کرنے کے صلے میں ملتے ہیں۔ لہذا اشیا و خدمات کی زری مالیت (Money value) عاملین پیدائش کے معاوضوں کے برابر ہوتی ہے۔ اس طرح قومی آمدنی کی تعریف دو طرح سے کی جاسکتی ہے۔

8.2 قومی آمدنی کی تعریف (Definition of National Income)

قومی آمدنی سے مراد وہ کل آمدنی ہے جو کسی ملک کے افراد یا عاملین پیدائش مثلاً زمین۔ محنت۔ سرمایہ اور تنظیم اپنے استعمال کے عوض حاصل کرتے ہیں۔

الفرڈ مارشل کے الفاظ میں:

" کسی ملک کے افراد اپنے دستیاب سرمائے اور قدرتی وسائل کو استعمال میں لا کر جتنی مالیت کی اشیا و خدمات ایک سال کے عرصہ کے دوران پیدا کرتے ہیں اس کو قومی آمدنی کہا جاتا ہے۔"

گویا الفرڈ مارشل کی تعریف کی رو سے کسی ملک کے چاروں عاملین پیدائش (یعنی زمین۔ محنت۔ سرمایہ اور تنظیم) مل کر ایک سال میں جو اشیا (مثلاً گندم، چاول، کپاس، کپڑا، سائیکل، سینٹ، لوہا اور تیل وغیرہ) و خدمات (مثلاً ڈاکٹر، استاد، وکیل، انجینئر اور کلرک وغیرہ) مہیا کرتے ہیں اس کی مالیت کو قومی آمدنی کا نام دیا جاتا ہے۔

پال اے سمیوئیل سن (Paul. A. Samuelson) نے قومی آمدنی کی تعریف یوں کی ہے۔

" کسی ملک میں ایک سال کے دوران پیدا ہونے والی تمام اشیا و خدمات کے سالانہ بہاؤ کی زری قدر و قیمت کا نام قومی آمدنی ہے۔"

اس تعریف کی رو سے قومی آمدنی کا تعین کرتے وقت ان امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ قومی آمدنی ایک سال کے دوران اشیا و خدمات کی مالیت کے بہاؤ کا نام ہے چاہے وہ اشیا استعمال ہو چکی ہوں یا بیچ گئی ہوں۔ دوسرا قومی آمدنی کا تعین ہمیشہ روپے پیسے کی شکل یعنی زری مالیت میں کیا جاتا ہے کیونکہ اشیا و خدمات کی مالیت معلوم کرنے کیلئے کوئی دوسرا طریقہ پیچیدگی کا باعث بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ملک میں ایک سال کے دوران پیدا ہونے والی تمام اشیا و خدمات کی مالیت کا اندازہ ترازو میں تولنے، انچوں یا میٹروں میں ناپنے کی صورت میں مشکلات درپیش آ سکتی ہیں۔

8.3 قومی آمدنی کے مختلف تصورات (Different Concepts of National Income)

قومی آمدنی کے مختلف تصورات درج ذیل ہیں۔

- (1) خام ملکی یا داخلی پیداوار (GDP) Gross Domestic Product
- (2) خام قومی پیداوار (GNP) Gross National Product
- (3) خالص قومی پیداوار (NNP) Net National Product
- (4) قومی آمدنی (NI) National Income
- (5) شخصی آمدنی (PI) Personal Income
- (6) قابل تصرف شخصی آمدنی (DPI) Disposable Personal Income

(1) خام ملکی یا داخلی پیداوار (Gross Domestic Product)

خام ملکی یا داخلی پیداوار سے مراد اشیا و خدمات کی وہ مقدار جو ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر موجود عاملین پیدائش نے ایک سال میں پیدا کی ہو قطع نظر اس کے کہ وہ عاملین پیدائش کس کی ملکیت ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں جاپان کے تعاون سے ”پاک سوزوکی موٹرز کمپنی“ میں کام کرنے والے انجینئرز خواہ وہ پاکستانی ہوں یا جاپانی ان کی کمائی ہوئی رقوم کو پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں شامل کیا جائے گا کیونکہ کار سازی کا پلانٹ پاکستان کی جغرافیائی حدود کے اندر اشیا و خدمات فراہم کر رہا ہے۔ اس لئے اس سے حاصل ہونی والی آمدنی پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں شامل کی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر پاکستان کے انجینئرز بیرون ملک خدمات فراہم کر رہے ہوں۔ وہ جو رقوم پاکستان میں اپنے رشتہ داروں کو بھیجتے ہیں ان کو پاکستان کی خام ملکی یا داخلی پیداوار میں شامل نہیں کیا جاتا کیونکہ پاکستانی انجینئرز کی خدمات ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر سرانجام نہیں دی گئیں۔ ان رقوم کو ان بیرونی ممالک کی خام داخلی پیداوار میں ہی شامل کیا جائے گا جہاں یہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں۔ لہذا خام ملکی پیداوار کسی ملک کے صرف اندرونی ذرائع سے حاصل ہونے والی اشیا و خدمات کی مالیت کے مجموعے کا نام ہے۔ چاہے یہ خدمات ملکی یا غیر ملکی افراد نے فراہم کی ہوں۔

پس خام ملکی پیداوار ”ایک سال کے دوران ملک کے اندر پیدا ہونے والی اشیا و خدمات کی مروجہ قیمتوں (Market price) پر کل مالیت کے مجموعے کا نام ہے۔“

(2) خام قومی پیداوار (Gross National Product)

اشیا و خدمات کا مجموعہ جو کسی ملک کے افراد خواہ وہ ملک میں ہوں یا ملک سے باہر ایک سال میں پیدا کرتے ہیں اسے خام قومی پیداوار کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا کسی ملک کے لوگ دستیاب قدرتی وسائل اور سرمائے کی مدد سے ایک سال میں جو زرعی پیداوار (مثلاً گندم، کپاس، پھل وغیرہ) صنعتی پیداوار (مثلاً کاریں، ٹی وی، سائیکل اور سینٹ وغیرہ) معدنی پیداوار (مثلاً گیس، تیل اور لوہا وغیرہ) اور خدمات (مثلاً وکیل، ڈاکٹر اور استاد وغیرہ) مہیا کرتے ہیں ان کی مجموعی زری مالیت کو جمع کر لینے سے خام قومی پیداوار حاصل ہو جاتی ہے۔

پروفیسر شیلٹن فشر (Stanley Fischer) نے خام قومی پیداوار کی تعریف اس طرح کی ہے۔

”کسی ملک کے ذرائع پیداوار کسی مخصوص عرصہ میں اشیا و خدمات کی جو مقدار پیدا کرتے ہیں۔ اگر اس مقدار کی زری مالیت کو جمع کر لیا جائے تو یہ مقدار اس ملک کی خام قومی پیداوار کہلائے گی۔“

سادہ الفاظ میں خام قومی پیداوار سے مراد ہے:-

”اشیا و خدمات کی وہ مقدار جو کسی ملک کے عاملین پیدائش کی مدد سے ایک سال کے عرصہ میں پیدا ہوتی ہے اور جب یہ اشیا و خدمات پیداوار کے آخری مرحلہ میں ہوں تو ان کی زری مالیت معلوم کر کے اس کو جمع کر لیا جاتا ہے۔“

خام قومی پیداوار، خام ملکی پیداوار سے مختلف ہے کیونکہ خام قومی پیداوار میں خالص غیر ملکی آمدنیاں بھی شامل ہوتی ہیں مثلاً بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی بھیجی جانے والی رقوم خام قومی پیداوار میں جمع کی جاتی ہیں جبکہ خام ملکی پیداوار میں صرف اندرون ملک حاصل ہونے والی آمدنیاں شامل ہوتی ہیں۔

خام قومی پیداوار = خام ملکی پیداوار + بیرونی ممالک سے پاکستانی افراد کی بھیجی ہوئی رقوم۔ غیر ملکی افراد کی اپنے ممالک کو بھیجی ہوئی رقوم

خام قومی پیداوار کا تعین کرتے وقت درج ذیل احتیاطیں ضروری ہیں تاکہ خام قومی پیداوار کے صحیح اعداد و شمار حاصل ہو سکیں۔

- (1) کسی شے کی مالیت کو ایک سے زیادہ مرتبہ شمار نہ کیا جائے۔ اس لئے دوہری گنتی سے بچنے کیلئے ہمیشہ شے کی حتمی شکل کی قیمت جمع کرنی چاہیے مثلاً کپاس، دھاگے اور سلائی کی قیمت کی بجائے شرٹ کی قیمت قومی آمدنی میں شامل کرنی چاہیے۔
- (2) صرف رواں سال میں پیدا ہونے والی اشیا و خدمات کی مالیت کو خام قومی پیداوار معلوم کرنے کیلئے جمع کیا جائے۔
- (3) بیرون ملک کام کرنے والے افراد کی بھیجی ہوئی رقوم کو خام قومی پیداوار میں شمار کرنا ضروری ہے۔

(3) خالص قومی پیداوار (Net National Product)

کسی ملک میں عمل پیدائش کے دوران بے شمار مشینیں، موٹریں، آلات، عمارتیں اور گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ گھسداؤ اور توڑ پھوڑ کا شکار ہوتی رہتی ہیں۔ ان کی مرمت و تجدید پر جو رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اسے فرسودگی الاؤنس (Depreciation Allowance) یا صرف سرمایہ الاؤنس (Capital Consumption Allowance) کہتے ہیں۔

اگر خام قومی پیداوار کسی مجموعی زری مالیت سے اشیائے سرمایہ کے توڑ پھوڑ یا شکست و ریخت پر اٹھنے والے اخراجات کو تفریق کر دیا

جائے تو حاصل شدہ آمدنی خالص قومی پیداوار کہلاتی ہے۔

خالص قومی پیداوار = خام قومی پیداوار - فرسودگی الاؤنس

فرسودگی الاؤنس چونکہ شکست و ریخت کے اخراجات ہیں جو کہ مشینری، گاڑیوں، عمارتوں اور دیگر اشیائے سرمایہ کی توڑ پھوڑ کے سلسلہ میں برداشت کرنے پڑتے ہیں تاکہ ان کی قدر و مالیت ویسی کی ویسی (Intact) رہے۔ اس لئے یہاں اخراجات خام قومی پیداوار میں تو شامل ہوتے ہیں لیکن خالص قومی پیداوار میں شامل نہیں ہوتے۔

(4) قومی آمدنی (National Income)

قومی آمدنی سے مراد وہ کل رقم ہے جو کسی ملک کے عاملینِ پیدائش (مثلاً زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم) اپنی خدمات کے عوض سال بھر میں وصول کرتے ہیں۔ گویا زمین کا لگان، محنت کی اجرت، سرمائے کا سود اور ناظم کا منافع جمع کر لینے سے قومی آمدنی حاصل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ قومی آمدنی بلحاظ عاملِ مصارف (Factor cost) بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس لئے اگر خالص قومی پیداوار یا آمدنی سے بالواسطہ ٹیکس مثلاً ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ کو منہا کر دیا جائے اور اعانتیں (Subsidies) مثلاً حکومتی چھوٹ اور رعایات جمع کر دیں تو قومی آمدنی بلحاظ عاملِ مصارف حاصل ہو جاتی ہے۔

قومی آمدنی = خالص قومی پیداوار - بالواسطہ ٹیکس + اعانتیں

(5) شخصی آمدنی (Personal Income)

شخصی آمدنی ان تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہے جو مختلف افراد سال بھر میں کماتے ہیں۔ گویا ملک کے سب افراد کو تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی مجموعی آمدنی شخصی آمدنی کہلاتی ہے۔

یاد رہے شخصی آمدنی ہمیشہ قومی آمدنی سے کم رہتی ہے۔ کیونکہ قومی آمدنی ان تمام آمدنیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو کسی ملک کے افراد سال بھر میں کماتے ہیں۔ جبکہ شخصی آمدنی حاصل کرنے کیلئے کچھ رقم قومی آمدنی سے تفریق کر دی جاتی ہے جو افراد نے کمائی تو ہوتی ہیں مگر ان میں تقسیم نہیں ہوتی۔ یہ رقم درج ذیل اقسام کی صورت میں ہوتی ہیں۔

(1) مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے غیر منقسم شدہ منافع جات شخصی آمدنی میں شمار نہیں ہوتے۔

(2) سماجی تحفظ (Social security) کے تحت دی جانے والی امداد بھی شخصی آمدنی سے منہا کر دی جاتی ہے۔

(3) مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر عائد کردہ حکومتی ٹیکس بھی شخصی آمدنی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

لیکن کچھ ایسی سرکاری انتظامی ادائیگیاں جو قومی آمدنی میں تو شمار نہیں ہوتیں لیکن افراد کو حاصل ہوتی ہیں یعنی وہ رقم جو بغیر کسی محنت اور مشقت کے حاصل ہوں مثلاً زکوٰۃ، خیرات، صدقات، وظائف، پنشن اور تحائف وغیرہ ان کا شمار شخصی آمدنی میں کیا جاتا ہے۔

شخصی آمدنی = قومی آمدنی - مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے غیر منقسم منافع جات - مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر عائد کردہ حکومتی ٹیکس - سماجی فلاح و بہبود کے فنڈز کیلئے کٹوتیاں + انتقالی ادائیگیاں۔

(6) قابل تصرف شخصی آمدنی (Disposable Personal Income)

قابل تصرف شخصی آمدنی سے مراد کسی شخص کی وہ آمدنی ہے جو وہ اپنے ذاتی ٹیکس ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر شخصی آمدنی میں سے افراد پر لگائے گئے براہ راست ٹیکس مثلاً انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس وغیرہ منہا کر دیئے جائیں تو باقی قابل تصرف شخصی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

قابل تصرف شخصی آمدنی = شخصی آمدنی - براہ راست ٹیکس (انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس وغیرہ)۔

قابل تصرف شخص آمدنی چونکہ کل صرفی اخراجات اور بچت کے حجم کے برابر ہوتی ہے۔ اس لئے

قابل تصرف شخصی آمدنی = کل صرفی خرچ + بچت

گویا قابل تصرف شخصی آمدنی میں سے کل صرفی خرچ منہا کرنے پر شخصی بچت حاصل ہوتی ہے۔

قومی آمدنی کے مختلف تصورات کی فرضی اعداد و شمار سے وضاحت درج ذیل طریقے سے کی جاسکتی ہے۔

نمبر شمار	قومی آمدنی کے مختلف تصورات	زری مالیت (بلین روپے)
1	خام ملکی پیداوار	900
	جمع بیرون ممالک پاکستانی افراد کی بھیجی ہوئی رقوم	+60
2	خام قومی پیداوار	960
	منفی فرسودگی الاؤنس	-20
3	خالص قومی پیداوار	940
	منفی بالواسطہ ٹیکس	-10
	جمع حکومتی اعانتیں	+5
4	قومی آمدنی (عامل مصارف)	935
	منفی مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے غیر منقسم منافع جات	-20
	منفی مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے منافع جات پر ٹیکس	-15
	منفی سماجی تحفظ کی امداد کیلئے رقوم	-10
	جمع انتقالی ادائیگیاں	+20
5	شخصی آمدنی	910
	منفی براہ راست ٹیکس	-10
6	قابل تصرف شخصی آمدنی	900
	منفی لوگوں کا کل صرفی خرچ	-850
7	شخصی بچتیں	50 بلین روپے

8.4 فی کس آمدنی (Per Capita Income)

فی کس آمدنی سے مراد وہ رقم لی جاتی ہے جو ایک سال کے عرصہ میں اوسط ہر فرد کے حصہ میں آتی ہے۔ اگر کسی ملک کی کل آمدنی کو ملک کی کل آبادی پر تقسیم کر دیا جائے تو ہر شخص کے حصہ میں جو اوسط رقم آئے گی وہ فی کس آمدنی کہلاتی ہے۔

$$\text{فی کس آمدنی} = \frac{\text{کل قومی آمدنی}}{\text{کل آبادی}}$$

پاکستان اکنامک سروے 2021-22 کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی فی کس آمدنی 1658.36 امریکی ڈالر سالانہ ہے۔ فی کس آمدنی کی مدد سے نہ صرف لوگوں کے معیار زندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے ممالک کے ساتھ معاشی ترقی کا موازنہ بھی کیا جاسکتا ہے اگر کسی ملک کے افراد کی فی کس آمدنی زیادہ ہو تو وہاں کے لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہوتا ہے۔ یعنی وہ ضروریات زندگی کی تمام سہولیات اور آسائشات سے استفادہ کرتے ہیں لیکن اگر فی کس آمدنی کم ہو تو لوگوں کا معیار زندگی بھی پست ہوتا ہے۔

8.5 صرف دولت (Consumption)

صرف دولت تمام قسم کی معاشی سرگرمیوں کو سرانجام دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ معاشی اصطلاح میں صرف دولت سے مراد افراد کی آمدنیوں کا وہ حصہ ہے جو اشیائے صارفین (Consumer's Goods) پر خرچ کر کے ان سے براہ راست استفادہ کرتے ہیں۔ گویا لوگ اپنی آمدنی کا جو حصہ اپنی روزمرہ ضروریات زندگی کی اشیاء و خدمات پر خرچ کرتے ہیں وہ صرف دولت کہلاتا ہے۔ کیونکہ صرف دولت کا انحصار براہ راست لوگوں کی آمدنیوں کے معیار پر ہوتا ہے۔ اس لیے آمدنی کے بڑھ جانے سے اشیاء و خدمات پر صرف بھی بڑھ جاتا ہے۔ لہذا صرف دولت اور آمدنی کے درمیان اس باہمی تعلق کو تقابلی شکل میں درج ذیل طریقے سے لکھا جاتا ہے۔

$$C = f(Y) \text{ (Consumption is a function of Y)}$$

$$C = \text{Consumption, } Y = \text{Income}$$

یعنی صرف دولت آمدنی کا تفاعل ہے۔ جب آمدنی میں تبدیلی آتی ہے تو صرف دولت میں بھی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔ پس جب کوئی متغیر مقدار کسی دوسری متغیر مقدار پر انحصار کرتی ہے تو وہ اس کا تفاعل بن جاتی ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو تقابلی رشتہ کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ صرفی اخراجات اور آمدنیوں کے درمیان پائے جانے والا تقابلی رشتہ ایک تکثری نوعیت کا تفاعل ہے جس کے مطابق آمدنی میں اضافے کے ساتھ لوگوں کے صرفی اخراجات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر آمدنی کم ہو جائے تو صرفی اخراجات بھی کم ہو جاتے ہیں۔ صرفی اخراجات کے عام طور پر دو اجزاء ہوتے ہیں۔

(1) خود اختیاری صرف (Autonomous Consumption)

اس سے مراد وہ صرفی اخراجات ہیں جو صرف آمدنی پر بھی برداشت کئے جاتے ہیں یا وہ اخراجات جو آمدنی سے متاثر نہ ہوں انہیں خود اختیاری صرف کہتے ہیں۔

(2) ترغیب یافتہ صرف (Induced Consumption)

اس سے مراد وہ صرفی اخراجات ہیں جو آمدنی میں اضافے کے ساتھ بڑھتے چلے جاتے ہیں اور آمدنی کم ہونے پر گھٹ جاتے ہیں گویا یہ وہ صرفی اخراجات ہیں جو براہ راست آمدنی سے متاثر ہوتے ہیں۔

8.6 بچتیں (Savings)

بچتوں کا رجحان کسی ملک کی معاشی ترقی کیلئے بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ملک میں بچتوں کی شرح جتنی زیادہ ہوگی، سرمایہ کاری کی صورتحال اتنی ہی زیادہ حوصلہ افزاء ہوگی۔ گویا بچتوں کو معاشی ترقی کے عمل میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

بچت سے مراد آمدنی کا وہ حصہ ہے جو کسی فرد کے پاس تمام صرفی اخراجات کرنے کے بعد بچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کی آمدنی 10 ہزار روپے ہے۔ وہ شخص 9 ہزار روپے روزمرہ اخراجات کو پورا کرنے پر خرچ کر دیتا ہے تو بچ جانے والا ایک ہزار روپہ اس شخص کی بچت کہلائے گا۔

بچت کا انحصار عام طور پر دو عوامل پر ہوتا ہے۔

1- بچت کرنے کی قوت (Power to Save) 2- بچت کرنے کا ارادہ (Will to Save)

صرف دولت کی طرح بچت کا انحصار بھی آمدنی (Y) پر ہوتا ہے۔ آمدنی میں اضافہ سے بچتیں بڑھ جاتی ہیں اور آمدنی کم ہونے سے بچتیں گھٹ جاتی ہیں گویا بچت آمدنی کا تکثیری تفاعل ہے جسے درج ذیل صورت میں لکھا جاسکتا ہے۔

$$S = f(Y) \text{ Saving is a function of income}$$

$$S = \text{Saving, } Y = \text{income}$$

یعنی بچتیں آمدنی کا تفاعل ہیں جب آمدنی میں تبدیلی آتی ہے تو بچتوں میں بھی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

8.7 سرمایہ کاری (Investment)

کسی ملک کی معاشی ترقی میں سرمایہ کاری کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ جس قدر سرمایہ کاری زیادہ ہوگی اسی قدر قومی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔ یاد رہے کہ سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہوتا ہے اس لیے جس ملک میں جتنی زیادہ بچتیں ہوں گی اتنی ہی زیادہ سرمایہ کاری کے مواقع پیدا ہوں گے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو سکے گی گویا سرمایہ کاری سے مراد، افراد کی بچائی ہوئی رقم کو ایسے کاموں میں لگانا جہاں سے انہیں مزید آمدنی حاصل ہونے کی امید ہو۔ یاد رہے سرمایہ کاری کا مطلب نئے مکان کی تعمیر کر کے بیچنا، کوئی فیکٹری بنانا نئی کار خرید کر کرائے پر چلانا ہے۔ مگر پرانے گھر کی مرمت کر کے بیچنا یا پرانی گاڑی کرائے پر چلانا سرمایہ کاری کے زمرہ میں نہیں آئے گا پس سرمایہ کاری سے مراد حکومت عام کاروباری افراد اور لوگوں کی طرف سے نئی پیدا کردہ سرمائے کی اشیا کا خریدنا ہے۔

سرمایہ کاری کی درج ذیل دو اقسام ہیں۔

(1) خود اختیاری سرمایہ کاری (Autonomous Investment)

اس سے مراد وہ سرمایہ کاری ہے جو آمدنی (Y) میں تبدیلی سے متاثر نہیں ہوتی بلکہ جوں کی توں رہتی ہے۔ مثال کے طور پر سرنگوں کی تعمیر، ڈیم کی تعمیر، تعلیمی اداروں کی تعمیر وغیرہ پرائیویٹ سرمایہ کاری خود اختیاری سرمایہ کاری کہلاتی ہے۔

(2) ترغیب یافتہ سرمایہ کاری (Induced Investment)

ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ یعنی آمدنی بڑھنے سے ترغیب یافتہ سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے اور اس کے برعکس آمدنی گھٹ جانے سے کم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جب جاپان میں پہلی مرتبہ کاریں بنانے کا کارخانہ قائم کیا گیا تو یہ خود اختیاری سرمایہ کاری تھی لیکن جب لوگوں کی آمدنیاں بڑھنے سے کاروں کی طلب میں اضافہ ہوا تو کاروں کی پیداوار میں اضافہ کرنے کیلئے جو سرمایہ کاری کی گئی وہ ترغیب یافتہ سرمایہ کاری کے زمرے میں آتی ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i۔ قومی آمدنی بنیادی طور پر کس کا مجموعہ ہوتی ہے؟
 (الف) اشیا و خدمات کی زری مالیت (ب) ملک میں دستیاب قدرتی وسائل
 (ج) حکومتی ٹیکسوں سے حاصل شدہ آمدنی (د) زرعی اور صنعتی پیداوار کی مالیت
- ii۔ درج ذیل میں سے کونسی فی کس آمدنی کہلاتی ہے؟
 (الف) فی فرد سالانہ آمدنی (ب) فی گھرانہ سالانہ آمدنی
 (ج) فی گھرانہ ماہانہ آمدنی (د) فی فرد ماہانہ آمدنی
- iii۔ خالص قومی پیداوار حاصل کرنے کیلئے خام قومی پیداوار سے کیا منہا کیا جاتا ہے؟
 (الف) بالواسطہ ٹیکس (ب) حکومتی اعانتیں
 (ج) فرسودگی الاؤنس (د) انتقالی ادائیگیاں
- iv۔ درج ذیل میں سے کس کا تعلق شخصی آمدنی سے ہے؟
 (الف) تعلیمی وظائف سے حاصل شدہ آمدنی (ب) زکوٰۃ میں دی جانے والی رقم
 (ج) تحائف سے حاصل شدہ آمدنی (د) کلرک کی حاصل کردہ آمدنی
- v۔ کسی ملک میں سرمایہ کاری کا انحصار کس بات پر ہوتا ہے؟
 (الف) موسمی اتار چڑھاؤ (ب) کاروباری حالات پر
 (ج) ملکی بچتوں (د) صرف دولت

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

- i۔ فی کس آمدنی معلوم کرنے کیلئے ملک کی کل آمدنی کو..... پر تقسیم کیا جاتا ہے۔
- ii۔ عاملینِ پیدائش کی آمدنیوں کا مجموعہ ہمیشہ اشیا و خدمات کی..... کے برابر ہوتا ہے۔
- iii۔ کسی ملک کے عوام کے معیار زندگی کا اندازہ..... سے کیا جاسکتا ہے۔
- iv۔ بے روزگار اور حاجت مند افراد کو بغیر محنت کے جو رقم حکومت کی طرف سے ملتی ہے اسے..... کہتے ہیں۔
- v۔ آلات سرمایہ کی توڑ پھوڑ کے سلسلے میں برداشت کئے جانے والے اخراجات..... کے اخراجات کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
ذہنی و جسمانی مشقت کا صلہ	حکومتی رعایات ہیں۔	
فی کس آمدنی =	زکوٰۃ، تحائف وغیرہ ہیں۔	
اعانتیں	آمدنی ہے۔	
انتقالی ادائیگیاں	کل قومی آمدنی کل آبادی	
بلا معاوضہ خدمات جیسے	اپنے کپڑے خود استری کر لینا ہے۔	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- شخصی آمدنی سے کیا مراد ہے؟
 - خام ملکی پیداوار اور خام قومی پیداوار میں کیا فرق ہے؟
 - خالص قومی آمدنی سے کیا مراد ہے؟
 - آمدنی اور انتقالی ادائیگیوں میں فرق بیان کیجیے۔
 - قابل نصرت شخص آمدنی سے کیا مراد ہے؟
- سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- قومی آمدنی کی تعریف کیجیے۔
- قومی آمدنی کے مختلف تصورات کی وضاحت کریں۔
- فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟ نیز انتقالی ادائیگیوں اور فرسودگی الاؤنس کی معاشی ماہیت بیان کیجیے۔
- درج ذیل معاشی اصطلاحات کی وضاحت کیجئے اور ان کا آپس میں تعلق مثالوں سے واضح کیجیے۔

(الف) صرف دولت

(ب) بچت

(ج) سرمایہ کاری

☆☆☆

زر

(Money)

9.1 تبادلہ اشیا کا نظام (Barter System)

انسانی تاریخ سے ثابت ہے کہ معاشی ارتقاء کے ابتدائی دور میں زر موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسی شے موجود تھی جو سب کے لئے قابل قبول ہو۔ لہذا شروع میں انسان نے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اشیا کا براہ راست تبادلہ کیا یعنی اشیا کے بدلے اشیا کا لین دین۔ اشیا کے بدلے اشیا کے تبادلے کو تبادلہ اشیا کا نظام یا بارٹر سسٹم کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ لہذا ”بارٹر سسٹم سے مراد ہے ایک شے کا دوسری شے کے عوض براہ راست تبادلہ، جبکہ اس میں زر کو بطور آلہ تبادلہ استعمال نہ کیا جائے۔“

“Barter System, means the direct exchange of one good for another, without using money as a medium of exchange”.

زر کی ایجاد سے پہلے انسانی تہذیب سادہ مگر پسماندگی کا شکار تھی۔ عام طور پر لوگ اپنی ضرورت سے زائد اشیا کا تبادلہ دیگر افراد کی زائد اشیا کے ساتھ کر لیتے تھے۔ مثلاً کاشتکار اپنی زرعی اجناس کے بدلے جولاہے سے کپڑا، موچی سے جوتا، معمار سے اپنا گھر تعمیر کروا لیتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان مہذب (Civilized) ہوتا چلا گیا۔ اس کی ضروریات بھی بڑھتی چلی گئیں اور اشیا کے تبادلے میں کئی مشکلات حائل ہو گئیں اور انہی مشکلات کے باعث براہ راست تبادلے کا نظام زوال پذیر ہوا اور اپنی اہمیت کھو بیٹھا۔ ذیل میں ہم اس نظام کی مشکلات کا جائزہ لیتے ہیں۔

(1) ضروریات کی دو طرفہ مطابقت کا نہ ہونا (Lack of Double Coincidence of Wants)

اشیا کے براہ راست تبادلہ میں پیش آنے والی سب سے بڑی مشکل لوگوں کی ضروریات میں دو طرفہ مطابقت کا نہ ہونا تھا۔ کیونکہ ہر شخص کو ایسا آدمی تلاش کرنا پڑتا تھا جو اس کی شے کے عوض اس کی مرضی کی شے دے دے۔ مثال کے طور پر اگر اسلم کے پاس کپڑا ہے اور اسے گندم کی ضرورت ہے تو اسلم کو ایسے شخص کی تلاش کرنا پڑتی تھی جو اسلم سے کپڑا لے کر گندم دے دے۔ لیکن اسلم کو اس قسم کی تلاش میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسلم کو ایسا شخص تو مل جائے جس کے پاس گندم ہو مگر ضروری نہیں کہ وہ شخص گندم، کپڑے کے عوض دینے پر تیار ہو کیونکہ ہو سکتا ہے وہ گندم کے بدلے میں گھی لینے کا خواہشمند ہو۔ اسی طرح ضروریات کی دو طرفہ عدم مطابقت کے باعث تبادلہ اشیا کا نظام ناکام ہو گیا۔

(2) مشترکہ معیار قدر کا موجود نہ ہونا (Lack of Common Measure of Value)

تبادلہ اشیا کے نظام میں اشیا کی قدر و مالیت کی پیمائش کا کوئی مشترک پیمانہ موجود نہ تھا۔ مثال کے طور پر اگر دو اشخاص اشیا کا ایک دوسرے سے تبادلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو یہ مسئلہ پیدا ہو جاتا کہ ایک شخص کتنی مقدار کے عوض دوسرے شخص سے کتنی مقدار کا تبادلہ کرے۔ یعنی اسلم ایک گائے کے بدلے اکرم کو کتنے من گندم دے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اکرم ایک گائے کے بدلے گائے کی مالیت سے کہیں زیادہ گندم مانگ لے۔ لہذا ضروریات کی دو طرفہ مطابقت ہونے کے باوجود سودا طے کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

(3) ذخیرہ قدر میں دشواری (Difficulty in Store of Value)

براہ راست تبادلہ کے زمانے میں اشیا کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ زیادہ تر اشیا گلنے سڑنے والی ہوتیں تھیں۔ اس لئے انہیں زیادہ دیر تک ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مثال کے طور پر زرعی اجناس، پھل، ہنریاں، دودھ وغیرہ کو لمبی مدت کے لئے محفوظ کرنے کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ اس لئے نقصان کا خطرہ سر پر منڈلاتا رہتا تھا۔ اس طرح تبادلہ اشیا کا نظام اپنی حیثیت گنوا بیٹھا اور لوگوں نے اس کو رد کر دیا۔

(4) اشیا کی عدم تقسیم پذیری (Indivisibility of Goods)

براہ راست تبادلے میں ایک اور مشکل یہ تھی کہ بعض اشیا تقسیم پذیر نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے لین دین میں خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس گھوڑا ہے اور اسے جوتے کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں وہ شخص گھوڑے کو کاٹ کر تو دے نہیں سکتا تھا لہذا اسے جوتا لینے کیلئے پورا گھوڑا ہی دینا پڑتا تھا۔ اس طرح اشیا کے لین دین میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

(5) حکومتی واجبات کی وصولی میں دشواری

(Difficulty in Collection of Government Revenue)

تبادلہ اشیا کے نظام کے تحت حکومت کو اپنے سرکاری واجبات روپے پیسے کی بجائے اشیا کی صورت میں وصول ہوتے تھے۔ کیونکہ تمام ٹیکسوں کی وصولی اشیا کی صورت میں ہوتی تھی۔ اس لئے حکومت کے پاس خراب اور گل سڑ جانے والی اشیا کا ذخیرہ بڑی مقدار میں اکٹھا ہو جاتا تھا۔ جس کے باعث حکومت کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ جب حکومت سرکاری ملازمین کو اجرتیں دیتی تو اشیا کی تقسیم میں بہت سی مشکلات پیش آتیں اس لئے یہ نظام ناکام ہو گیا۔

(6) دولت کی نقل پذیری میں مشکلات (Problems in Transfer of Wealth)

اشیا کے تبادلہ کے نظام میں افراد کا تمام تر سرمایہ اشیا کی صورت میں ہوتا تھا۔ جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مصیبت بن جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ایک شخص اپنا گھر بیچ کر دوسرے شہر جانا چاہتا ہے تو گھر کے بدلے اس شخص کو زرعی اجناس یا مویشی وغیرہ ملتے تھے جن کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اشیا تبادلہ کا نظام بری طرح ناکام ہو گیا اور لوگوں کو اس نظام کو بالآخر چھوڑنا پڑا۔

9.2 زر کا ارتقا (Evolution of Money)

براہ راست تبادلہ کے نظام کی متعدد مشکلات نے زر کو جنم دیا اور مختلف اوقات میں انسان نے مختلف اشیا کو بطور زر آزمایا جس میں جانور، کھالیں، تیر، سیپ، پتھر اور دھاتیں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ گویا دور حاضر میں انسان کی سب سے بڑی اور اہم ایجاد زر ہے۔ جس کی مدد سے نہ صرف اشیا تبادلہ کے نظام کی مشکلات پر قابو پایا گیا بلکہ معاشی نظام کو زرخیزی نعمت سے نوازا کرتی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ جدید زرعی نظام نے تجارت اور پیداواری سرگرمیوں کو وسعت دیکر معیشت کو مستحکم کر دیا۔

9.3 زر کی تعریف (Definition of Money)

موجودہ زمانہ میں کوئی بھی ملک قیمتوں کے معاشی نظام کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ قیمتوں میں اتار چڑھاؤ تمام معاشی شعبوں کو متاثر کرتے ہیں۔ قیمتوں کے اظہار کیلئے زر اہم کردار ادا کرتا ہے۔ زر ہمارے معاشی نظام میں اس طرح گردش کرتا ہے جیسے خون ہمارے جسم میں۔ اس لئے زر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ اگر خون ہمارے جسم میں گردش نہ کرے تو کیا ہوگا؟ اسی طرح زر کی گردش کے بغیر پورا معاشی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ چنانچہ زر کی جامع اور مدلل تعریف پیش کرنا ضروری ہے۔

پروفیسر واکر (Walker) کے مطابق

”زر سے مراد وہ شے ہے جو بطور زر اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔“

جے ایم کیمنز (J.M. Keynes) کے نزدیک۔

”زر وہ شے ہے جس کے ذریعے ادھار کے معاہدوں اور قیمت کے معاہدوں کی ادائیگیاں چکائی جاتی ہیں۔“

مورگن (Morgan) کے الفاظ میں

”زر وہ شے ہے جو عام طور پر قرض کی ادائیگی کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔“

زر کی سب سے بہتر اور جامع تعریف پروفیسر جی کراوٹھر (G.Crowther) نے کی ہے۔

”زر سے مراد وہ شے جو بطور آلہ مبادلہ قبول عام ہو اور وہ پیمائش قدر اور ذخیرہ قدر کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہو۔“

"Anything that is generally acceptable as a medium of exchange and at the same time acts as a measure and store of value"

جی کراوٹھر کی تعریف کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی شے کو زر کی حیثیت لینے کیلئے درج ذیل خصوصیات حاصل

کرنا ہوں گی۔

(1) شے کو مقبولیت عامہ حاصل ہو یعنی ہر شخص اسے بلا روک ٹوک اشیا کے تبادلہ میں قبول کرے۔

(2) زر آلہ مبادلہ کا کام دے یعنی اشیا کے لین دین میں کام آئے۔

(3) زر شے کی قدر کی پیمائش کا کام دے یعنی مختلف اشیا کی قدری مالیت ناپی جاسکے۔

(4) شے کو بطور زر آسانی سے ذخیرہ کیا جاسکے۔

9.4 زر کے فرائض (Functions of Money)

زر کے اہم فرائض درج ذیل ہیں۔

(1) آلہ مبادلہ (Medium of Exchange)

زر کا اہم ترین اور لازمی فرض ہے کہ وہ بطور آلہ مبادلہ کام دیتا ہے یعنی اشیا کی خرید و فروخت کے وقت بطور ذریعہ استعمال ہوتا ہے۔ بارٹر سسٹم میں اشیا کے بدلے اشیا کا تبادلہ ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ضروریات کی دو طرفہ مطابقت اور تسکین کا فقدان تھا۔ لیکن زر کے ارتقا سے اس مشکل پر قابو پالیا گیا۔ کیونکہ اب اشیا کی دو طرفہ مطابقت کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ہر شخص نئی پیداوار کو زری منڈی میں فروخت کر کے اپنی ضرورت کی شے خرید سکتا ہے۔ اس طرح آلہ مبادلہ کا فرض سرانجام دیتے ہوئے زر نے پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت کے عمل کو تقویت بخش دی۔

(2) مشترکہ پیمانہ قدر (Common Measure of Value)

زر کی مدد سے تمام اشیا و خدمات کی قدر و مالیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مروجہ قیمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک لیٹر دودھ 60 روپے میں ملتا ہے۔ لیکن اشیا کا تبادلہ میں کسی شے کا دوسری شے سے موازنہ انتہائی مشکل اور تکلیف دہ عمل تھا کیونکہ بارٹر سسٹم کے تحت مشترک قدر کے فقدان کے باعث ایک لیٹر دودھ کی مالیت کئی گنا طلب کی جاسکتی تھی۔ اب اس قسم کی مشکل درپیش نہیں آسکتی۔ کیونکہ زر کی مدد سے تمام اشیا و خدمات کی قدر و مالیت کا اندازہ ان کی حقیقی مالیت کے برابر کیا جاسکتا ہے۔

(3) ذخیرہ قدر (Store of Value)

زر کا ایک اور اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنی دولت کو زر کی شکل میں ایک طویل عرصہ کیلئے محفوظ کر سکتے ہیں اور جب کبھی اشیا و خدمات خریدنے کی ضرورت محسوس ہو تو اسی زر سے مطلوبہ اشیا و خدمات خرید سکتے ہیں۔ براہ راست تبادلہ میں اشیا و خدمات کا ذخیرہ نہیں کا جاسکتا تھا۔ کیونکہ کئی اشیا گل سڑ جانے والی ہوتیں تھیں۔ لیکن زر کوئی گلنے سڑنے والی شے نہیں بلکہ یہ دھات کے سکے یا کاغذ کی شکل میں ہوتے ہیں اور انہیں بغیر کسی دقت کے ایک لمبے عرصہ تک محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

(4) انتقال قدر (Transfer of Value)

براہ راست تبادلہ کے نظام میں لوگوں کے پاس جمع شدہ دولت بھاری اور زیادہ حجم رکھنے والی اشیا کی شکل میں موجود ہوتی تھی جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن آج زر کی تخلیق کے باعث یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ کیونکہ لوگ اب اپنے اثاثوں (Assets) کو زر کے بدلے بیچ دیتے ہیں اور پھر اسی زر کے بدلے کسی دوسری جگہ اپنی مرضی سے اپنے اثاثے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح زر نے لوگوں کی جائیداد کی منتقلی میں آسانی پیدا کر دی گویا زر کی مدد سے ہم اپنے ناقابل انتقال اثاثوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ با آسانی منتقل کر سکتے ہیں۔

(5) سرکاری واجبات اور ادائیگیوں میں آسانی

(Ease in Government Revenues and Payments)

براہ راست تبادلہ کے زمانے میں حکومت اپنے واجبات اشیا کی صورت میں وصول کر کے اشیا کی شکل میں سرکاری ملازمین کو ادائیگیاں کرتی تھی۔ اس طرح حکومت کو اپنے واجبات اکٹھا کرنے اور ادائیگیاں کرنے میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن زرنے نے یہ مسئلہ حل کر دیا آج حکومت تمام ادائیگیاں اور وصولیاں زر کی شکل میں کرتی ہے۔ حکومت ٹیکسوں وغیرہ کی وصولی زر کی شکل میں کرتی ہے اور زر ہی کی صورت میں سرکاری ملازمین کو تنخواہیں اور وظائف وغیرہ دیتی ہے۔

(6) متفرق فرائض (Miscellaneous Functions)

زر کے دیگر اہم فرائض میں قرضوں کی ادائیگی کا معیار بھی شامل ہے۔ آج کل لوگوں کے درمیان آدھالین دین زر کی شکل میں ہوتا ہے اور اس کی واپسی اور ادائیگی میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ جبکہ اشیا تبادلہ کے زمانہ میں اشیا کے لین دین میں شے کی کوالٹی اور مقدار میں اتار چڑھاؤ کے باعث کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اسکے علاوہ زر کو اشیا و خدمات کے لین دین میں بطور معیاری پیمانہ استعمال کیا جاتا تھا کہ فلاں شے کی قیمت کتنی ہوگی اور کوئی شے کتنی مالیت کی حامل ہوگی۔ جبکہ اشیا تبادلہ کے نظام میں اشیا کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔

9.5 زر کی اقسام (Kinds of Money)

زر کی مندرجہ ذیل اہم اقسام ہیں۔

(1) دھاتی زر (Metallic Money)

(الف) معیاری زیریاپوری مالیت کا سکہ (Standard Money or Full Bodied Coin)

(ب) علامتی زر (Token Money or Legal Tender)

(2) کاغذی زر (Paper Money)

(الف) بدل پذیر کاغذی زر (Convertible Paper Money)

(ب) غیر بدل پذیر کاغذی زر (Inconvertible Paper Money)

(3) قانونی زر (Legal Tender)

(الف) محدود قانونی زر (Limited Legal Tender)

(ب) غیر محدود قانونی زر (Unlimited Legal Tender)

(4) اعتباری زر (Credit Money)

(5) قریبی زر (Near Money)

(1) دھاتی زر (Metallic Money)

مختلف دھاتوں سے بنائے گئے سکوں کو دھاتی زر کہتے ہیں۔ ابتدائی دور میں دھاتی زر قیمتی دھاتوں کے مخصوص اوزان کے ٹکڑوں پر

مشمتمل ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں مختلف ریاستوں کے حکمرانوں نے باقاعدہ ٹیکسائیں (Mints) قائم کر کے سکوں پر ان کی قدری مالیت حکمرانوں کی اشکال اور ان کے نام نقش بنانے شروع کر دیے۔ دھاتی زر کی دو اہم اقسام ہیں۔

(الف) معیاری زریا پوری مالیت کا سک (Standard Money or Full-Bodied Coin)

معیاری زر سے مراد زر کی ایسی اکائی جو ملک کے زرعی نظام میں معیار کا کام دے۔ آسان الفاظ میں ایسا دھاتی زر جس کی ظاہری قدر (Face Value) حقیقی مالیت (Intrinsic Value) کے برابر ہو معیاری زر کہلاتا ہے۔ یعنی ایک معیاری سکے پر جتنی ظاہری قدر درج ہوتی ہے اتنی ہی قدر و مالیت کی قیمتی دھات مثلاً سونا، چاندی وغیرہ اس سکے میں موجود ہوتی ہے۔ 1883ء سے قبل پاک و ہند کا معیاری زر بھی پوری مالیت کا سک تھا۔ یعنی جتنی مالیت اس کے اوپر درج تھی اتنی ہی مالیت کی قیمتی دھات اس میں موجود تھی۔ مثلاً چاندی کا روپیہ ایک تولہ کا ہوتا تھا اور اس وقت ایک تولہ چاندی کی قیمت بھی ایک روپیہ تھی۔ لیکن بعد میں سونے چاندی کی قلت کے باعث معیاری سکوں کا اجراء بند کر دیا گیا۔ اب کسی ملک میں معیاری سکے نہیں بنائے جاتے۔

(ب) علامتی زر (Token Money)

ایسے سکے جن کی ظاہری مالیت (Face Value) ان کی حقیقی قدر (Intrinsic Value) یعنی اندرونی قدر سے بہت زیادہ ہو علامتی زر کہلاتے ہیں مثال کے طور پر پاکستان میں پانچ روپے مالیت کے سکے کی ظاہری مالیت تو پانچ روپے کے برابر ہے لیکن اس میں استعمال کی گئی دھات کی مالیت بہت کم ہے۔ ساری دنیا میں آج کل علامتی سکے ہی استعمال ہوتے ہیں مگر یہ کسی ملک کے کل زرعی مقدار کے بڑے قلیل حصے پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(2) کاغذی زر (Paper Money)

کاغذی زر سے مراد وہ نوٹ ہیں جو کسی ملک کی حکومت یا مرکزی بینک جاری کرتے ہیں اور انہیں قانونی قبولیت عامہ کا وصف حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص بھی کاغذی کرنسی کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ گویا کاغذی زر کو عام لین دین میں بطور آلہ مبادلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

کاغذی زر کی دو اہم اقسام ہیں۔

(الف) بدل پذیر کاغذی زر (Convertible Paper Money)

اس سے مراد ایسے کاغذی نوٹ ہیں جن کو مطالبے کی صورت میں چاندی، سونے یا منظور شدہ زر مبادلہ کی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

(ب) غیر بدل پذیر کاغذی زر (Inconvertible Paper Money)

یہ ایسے کاغذی نوٹ ہیں جنہیں حکومت جاری تو کرتی ہے لیکن مطالبہ کرنے پر مرکزی بینک سونا یا معیار زر کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تمام ممالک میں غیر بدل پذیر کاغذی زر کا رواج ہے۔

(3) قانونی زر (Legal Tender)

قانونی زر کو عام لین دین اور قرضوں کی ادائیگی میں قانوناً قبول کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں تمام سکے اور کاغذی نوٹ قانونی زر ہیں اور کوئی بھی شخص ان کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ قانونی زر کو حکومت کا حکمی زر (Fiat Money) بھی کہتے ہیں۔
قانونی زر کی دو اقسام ہیں۔

(الف) محدود قانونی زر (Limited Legal Tender)

ایسا زر جسے ایک خاص مالیت کی حد تک قبول کرنا قانونی طور پر لازمی ہوتا ہے اور اگر اس مقررہ حد سے زیادہ مالیت کی ادائیگی کے لئے وصول کنندہ کو مجبور کیا جائے تو وہ انکار کر سکتا ہے مثلاً پاکستان میں کم مالیت کے تمام سکے محدود قانونی زر کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس لئے حکومت نے ان سکوں کی ادائیگی کے لئے ہر سکے کی الگ الگ حد مقرر کر دی ہوئی ہے۔ اس مقررہ حد سے زیادہ کی وصولی پر وصول کنندہ زیادہ مقدار میں سکوں کی گنتی کے باعث لینے سے انکار کر سکتا ہے۔

(ب) لامحدود قانونی زر (Unlimited Legal Tender)

ایسا قانونی زر جسے قانونی طور پر لین دین کے معاملات میں لامحدود حد تک قبول کرنے میں کوئی مجبوری یا قباحہ کا اظہار نہیں کیا جاسکتا گویا غیر محدود قانونی زر کی صورت میں زر کی ادائیگی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ وصول کنندہ کو ہر حال اور ہر مقدار میں قانونی زر وصول کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں بڑی مالیت کے سکے اور کاغذی نوٹ غیر محدود قانونی زر کے زمرے میں آتے ہیں۔

(4) اعتباری زر (Credit Money)

اعتباری زر دراصل اعتبار یا بھروسہ کی بنیاد پر زر کی نظام میں گردش کرتا ہے۔ اعتباری زر بنکوں کے جاری کردہ چیکوں، ہنڈیوں، ڈرافٹ، بانڈز اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ چونکہ بنکوں کے جاری کردہ چیک، ہنڈیاں، ڈرافٹ اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ بذاتِ خود تو زر کے زمرے میں نہیں آتے مگر ان کے گردش کرنے کی وجہ لوگوں پر ان کا بھروسہ یا اعتماد ہے کہ انہیں ان کے عوض زر حاصل ہو جاتا ہے۔ یاد رہے وصول کنندہ کو اعتباری زر کو چیک وغیرہ کی صورت میں رقم وصول کرنے یا نہ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اس لئے اعتباری زر کو اختیاری زر بھی کہتے ہیں۔ پاکستان میں گردش کردہ زر کی کل مقدار قانونی زر اور اعتباری زر کے مجموعے پر مشتمل ہوتی ہے۔

(5) قریبی زر (Near Money)

قریبی زر (مثلاً بانڈز، حکومت کی کفالتیں، بیمہ پالیسیاں اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس وغیرہ) بطور زر تو گردش نہیں کرتے مگر ان کو زراعت کی حالت میں تبدیل کروایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کاروباری اداروں کے حصص بھی ضرورت پڑنے پر فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ سرکاری تمکات، ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ، انعامی کوپن وغیرہ بھی ایسے اثاثے ہوتے ہیں جو زر کی طرح تو نہیں ہوتے مگر ان کو تھوڑی کوشش کے بعد زر کی حالت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

9.6 زر کی قدر (Value of Money)

زر کی قدر سے مراد زر کی قوت خرید ہے جس کے بدلے دیگر اشیا حاصل ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر 30 روپے کے عوض ایک کلو چینی حاصل کی جاسکتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ 30 روپے کی قدر ایک کلو چینی کے برابر ہوتی ہے۔ اب اگر چینی کی قیمت بڑھ جائے تو 30 روپے کے عوض ایک کلو سے کم مقدار میں چینی ملے گی۔ جس کا مطلب ہوگا کہ زر کی قوت خرید گر گئی ہے۔ لیکن اگر چینی کی قیمت کم ہو جائے تو 30 روپے کے عوض ایک کلو سے زیادہ مقدار میں چینی حاصل کی جاسکتی ہے۔ گویا زر کی قوت خرید بڑھ چکی ہے۔ اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ زر کی قدر اور قیمتوں میں معکوس (inverse) رشتہ پایا جاتا ہے۔ یعنی اگر اشیا کی قیمتیں بڑھ جائیں تو زر کی قدر کم ہو جاتی ہے اور اگر قیمتیں گر جائیں تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ زر کی رسد اور قیمتوں میں براہ راست (direct) رشتہ پایا جاتا ہے یعنی جب زر کی رسد بڑھتی ہے تو قیمتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اس کے برعکس زر کی رسد کم ہونے پر قیمتیں کم ہو جاتی ہیں۔ اس بحث سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جب کسی ملک میں زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے لیکن زر کی قوت خرید (زر کی قدر) گر جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی رسد میں کمی سے قیمتیں بھی کم ہو جاتی ہیں اور زر کی قوت خرید (زر کی قدر) بڑھ جاتی ہے۔

اس حقیقت کو ایک سادہ مثال کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی ملک میں 100 روپے چھاپے جاتے ہیں اور صرف 10 اشیا بکنے کے لئے منڈی میں لائی جاتی ہیں گویا ہر شے کی قیمت 10 روپے فی شے مقرر ہوگی کیونکہ

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{100}{10} = 10 \text{ روپے}$$

اب اگر زر کی رسد بڑھا کر 200 روپے کر دی جائے لیکن اشیا کی تعداد پہلے جتنی رہے تو ہر شے 20 روپے کے عوض فروخت کی جائے گی۔

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{200}{10} = 20 \text{ روپے}$$

گویا زر کی رسد دوگنی کرنے سے قیمتیں دوگنی ہو جاتی ہیں لیکن زر کی قوت خرید نصف رہ جاتی ہیں یعنی جو شے پہلے 10 روپے میں خریدی جا رہی تھی اب 20 روپے میں حاصل کی جاسکتی ہے اس کا مطلب ہے کہ زر کی قوت خرید آدھی رہ گئی ہے۔

اسی طرح اگر زر کی رسد کم کر کے 50 روپے کر دی جائے اور اشیا کی تعداد پہلے جتنی ہی رہے تو خریدی جانے والی ہر شے کی قیمت 5 روپے فی شے مقرر ہوگی۔

$$\text{قیمت} = \frac{\text{کل زر کی مقدار}}{\text{کل اشیا}} = \frac{50}{10} = 5 \text{ روپے}$$

حاصل ہونے والی قیمت سے صاف ظاہر ہے کہ زر کی مقدار (زر کی رسد) نصف کرنے سے قیمتیں بھی نصف ہو گئی ہیں اور قدر زر دوگنا ہو گئی ہے۔ یعنی جو شے پہلے 10 روپے میں خریدی جا رہی تھی اب زر کی قوت خرید دوگنا ہونے کے باعث 5 روپے میں حاصل کی جاسکتی ہے۔

زر کی قدر میں تبدیلیاں لانے والے عوامل

(Factors Causing Changes in Value of Money)

درج ذیل عوامل قیمتوں اور زر کی قدر میں تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔

(1) زر کی رسد (Supply of Money)

زر کی رسد اور قیمتوں کے درمیان براہ راست رشتہ پایا جاتا ہے یعنی جب زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور قدر زر گر جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی رسد کم ہو جائے تو قیمتیں بھی کم ہو جاتی ہیں اور زر کی قدر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(2) پیداوار کی مقدار (Quantity of Production)

اگر کسی ملک میں اشیا کی پیداوار بڑھتی چلی جائے اور اشیا کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اگر مقدار زر میں اضافہ کے مقابلے میں اشیا کی پیداوار میں اضافہ سست روی کا شکار ہو تو اشیا کی قیمتیں بڑھنے لگتی ہیں اور زر کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

(3) زر کی گردش (Circulation of Money)

زر کی ایک خاص مقدار جتنی بار اشیا کو خریدنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اسے زر کی گردش کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر زر کی گردش بڑھ جائے تو قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور زر کی قدر گر جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی گردش کی رفتار کم ہونے پر قیمتیں گر جاتی ہیں اور قدر زر بڑھ جاتی ہے۔

(4) آبادی کی شرح افزائش (Population Growth)

اگر کسی ملک میں آبادی کی رفتار اشیا کے صرف (مثلاً خوراک، لباس، رہائش وغیرہ) کے مقابلے میں تیز ہو تو اشیا کی کمی کے باعث قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور قدر زر گھٹ جاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک پاکستان میں اشیا کی قیمتیں بڑھنے کی ایک وجہ ہماری آبادی میں تیزی سے اضافہ ہے۔ جس کی وجہ سے اشیا و خدمات کی مقدار ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ پاکستان میں قیمتوں کے بڑھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

(5) ناموافق حالات (Unfavourable Circumstances)

بعض اوقات غیر موافق حالات مثلاً وبائی بیماریوں، جنگ کی تباہی وغیرہ کے باعث اشیا کی مانگ بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پاکستان میں یہ حالات 1965ء اور 1971ء میں معاشی عدم استحکام کا باعث بنے اور قیمتوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا زر کی قدر بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ کسی ملک میں زر کی قدر کو مستحکم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے حالات کو یقینی بنایا جائے۔

(6) ٹیکس کی شرح (Rate of Tax)

اگر کسی ملک میں ٹیکسوں کی شرح بڑھا دی جائے تو بالواسطہ ٹیکسوں (مثلاً ایکسائز ڈیوٹی، کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس وغیرہ) کا بوجھ اشیا صارفین پر منتقل ہو جاتا ہے۔ اشیا کی قیمتیں بڑھ جاتیں ہیں اور زر کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس بالواسطہ ٹیکسوں میں کمی سے اشیا کی قیمتوں کو کم کر کے زر کی قدر کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

(7) بیرونی تجارت (Foreign Trade)

اگر ملک میں برآمدات (Exports) کم ہوں اور درآمدات (Imports) زیادہ ہوں تو اس سے ملک کی شرح درآمد و برآمد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ملک کو زرمبادلہ حاصل کرنے کیلئے ٹیکس عائد کرنے پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اشیا کی قیمتیں بڑھ جاتیں ہیں اور زر کی قدر کم ہو جاتی ہے دوسری طرف درآمدات کی قیمتیں بڑھنے سے خام مال اور مشینیں مہنگی ہو جاتیں ہیں اور ملکی اشیا کی قیمتیں بھی بڑھ جاتیں ہیں جس سے قدر زر کم ہو جاتی ہے۔ لہذا برآمدات اور درآمدات میں توازن لا کر ہی زر کی قدر کو مستحکم کیا جاسکتا ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i۔ درج ذیل میں سے کسے زر کے فرائض میں شامل نہیں کیا جاتا؟
- (الف) آلہ تبادلہ (ب) معیار قدر
(ج) ذخیرہ قدر (د) عدم تقسیم پذیری
- ii۔ درج ذیل میں سے کونسی معیشت ایسی ہے جس میں مقبول عام آلہ مبادلہ زراستعمال نہ ہوتا ہو؟
- (الف) گھلی (ب) بارٹر
(ج) اسلامی (د) بند
- iii۔ پاکستان میں کرنسی نوٹ جاری کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟
- (الف) تجارتی بینک (ب) مرکزی بینک
(ج) زرعی بینک (د) صنعتی بینک
- iv۔ جب زر کی مقدار میں اضافہ ہو جائے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں ایسے میں زر کی قدر پر کیا اثر پڑتا ہے؟
- (الف) کم ہو جاتی ہے (ب) بڑھ جاتی ہے
(ج) ساکن رہتی ہیں (د) نارمل رہتی ہیں
- v۔ کس قسم کے زر کو عام لین دین اور قرضوں کی ادائیگی میں قانوناً قبول کرنا پڑتا ہے؟
- (الف) کاغذی زر (ب) اعتباری زر
(ج) زرِ اشیا (د) قریبی زر

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

- i۔ میں اشیا کا تبادلہ اشیا سے کیا جاتا ہے۔
- ii۔ ایسا زر جس میں درج شدہ مالیت اور حقیقی مالیت میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ کہلاتا ہے۔
- iii۔ ایسا زر جو بینکوں کے جاری کردہ چیکوں، ہنڈیوں، ڈرافٹ اور کریڈٹ کارڈز وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہلاتا ہے۔
- iv۔ وہ زر جس کی ظاہری مالیت اس کی حقیقی قدر و مالیت سے زیادہ ہو۔ زر کہلاتا ہے۔
- v۔ زر کی مقدار میں اضافے سے زر کی قوت خرید ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ	زر کی قدر ہے۔	
حکمی زر	قانونی زر ہے۔	
اشیا کے لین دین کا ذریعہ	قریبی زر ہیں۔	
قوت خرید سے مراد	آلہ مبادلہ ہے۔	
سہل انتقال کا مطلب ہے	آسانی سے جگہ تبدیل کر دینا	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- زر کے بارے میں پروفیسر کوتر کی تعریف کے اہم نکات کیا ہیں؟
- ii- کاغذی زر سے کیا مراد ہے؟
- iii- بدل پذیر اور غیر بدل پذیر کاغذی زر میں کیا فرق ہے؟
- iv- زر کی قدر سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- براہ راست مبادلہ سے کیا مراد ہے۔ اس نظام میں کون کون سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔
- ii- زر کی تعریف بیان کیجئے اور تعریف کے اہم نکات پر روشنی ڈالیں۔
- iii- زر کے فرائض کی وضاحت ضروری مثالوں سے کیجئے۔
- iv- زر کی درج ذیل اقسام کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجئے۔
 - i. اعتباری زر
 - ii. قریبی زر
 - iii. کاغذی زر
 - iv. دھاتی زر
 - v. علامتی زر
- v- زر کی قدر میں تبدیلیاں لانے والے عوامل کا ذکر تفصیل سے کیجئے۔

☆☆☆

بنک

(Bank)

10.1 بنک کی تعریف (Definition of Bank)

بنک (Bank) ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو لوگوں کی بچائی ہوئی رقم کو باحفاظت رکھتا ہے اور پھر ان رقم کو اپنے کاروباری مقاصد کے لیے ضرورت مندوں کو زیادہ شرح سود پر قرض دیتا ہے۔ اس طرح سود کی شکل میں منافع کماتا ہے اور منافع کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے علاوہ بنک کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کیلئے استعمال کرتا ہے۔

سادہ الفاظ میں بنک سے مراد وہ ادارہ ہے جو عام لوگوں سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مندوں کو منافع کمانے کی غرض سے قرض کے طور پر فراہم کر دیتا ہے۔

پروفیسر جی کراوٹر (G. Crowther) کے مطابق:

”بنک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے، عوام سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مند لوگوں کو قرضے مہیا کرتا ہے۔ چونکہ بنک کی جاری کردہ رسیدیں عوام بغیر کسی عذر کے قبول کر لیتے ہیں اس لئے بنک زر کی تخلیق بھی کرتا ہے۔

گویا بنک نقد سرمایہ کا محافظ اور تقسیم کنندہ ہے۔

10.2 بنک کی اقسام (Kinds of Bank)

(1) مرکزی بنک (Central Bank)

مرکزی بنک کسی ملک کے سارے بنکاری نظام کا ناظم اور مرکز ہوتا ہے۔ یہ ملک کے تمام تجارتی بینکوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ پاکستان کے مرکزی بنک کا نام سٹیٹ بنک آف پاکستان (بنک دولت پاکستان) ہے۔ مرکزی بنک ملک میں نوٹ جاری کرنے کی اجازت داری رکھتا ہے اور گردش زر کو کنٹرول کر کے مالی نظام اور قیمتوں کو استحکام بخشتا ہے۔ یاد رہے منافع کمانا مرکزی بنک کا محض ثانوی عمل ہے۔ اس کے اہم فرائض میں زر کی قدر میں استحکام، بچت اور سرمایہ کاری کے لئے موافق حالات فراہم کرنے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

(2) تجارتی بنک (Commercial Bank)

تجارتی بینکوں کا وجود منافع کمانے کی غرض سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس لئے تجارتی بینک لوگوں سے ان کی بچائی ہوئی رقم بطور امانت وصول کرتے ہیں اور ان رقم پر منافع کمانے کی غرض سے شرح سود مقرر کر کے ضرورت مندوں کو قرضے کی حیثیت سے فراہم کر دیتے ہیں۔ آجکل بنک تجارت کے علاوہ صنعت سازی، زراعت، مکانات کی تعمیر، صر فی ضروریات زندگی کے لئے بھی قرضے

جاری کرتے ہیں اور منافع کماتے ہیں۔ تجارتی بینک اپنے جاری کردہ قرضوں کی بنیاد پر زر کی تخلیق کرتے ہیں جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ پاکستان میں تجارتی بینک (مثلاً حبیب بینک، مسلم کمرشل بینک، یونائیٹڈ بینک، پنجاب بینک، عسکری بینک، فیصل بینک، الائیڈ بینک، خیبر بینک، بینک الفلاح اور سٹی بینک وغیرہ) اپنی خدمات بڑی مہارت سے انجام دے رہے ہیں۔

(3) صنعتی بینک (Industrial Bank)

صنعتی بینک ملک میں صنعت سازی کے فروغ کیلئے قائم کئے گئے ہیں۔ یہ بینک صنعتکاروں کو مشینوں، آلات اور دیگر صنعتی ضروریات کے لئے قلیل مدت اور طویل مدت کے قرضہ فراہم کرتے ہیں۔ جس سے ملک میں صنعت سازی فروغ پاتی ہے۔ پاکستان میں یہ صنعتی بینک ”صنعتی ترقیاتی بینک آف پاکستان“ (Industrial Development Bank of Pakistan) اور ”پاکستان صنعتی قرضہ و سرمایہ کاری کارپوریشن“ (Pakistan Industrial Credit and Investment Corporation) کے نام سے مشہور ہیں۔

(4) زرعی بینک (Agricultural Bank)

یہ بینک صرف کاشتکاری اور زراعت سے متعلق شعبوں کو قرضے فراہم کرتا ہے۔ جن ممالک میں زراعت، معیشت کا اہم شعبہ ہوتا ہے وہاں پیداوار بڑھانے میں یہ بینک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ بینک کاشتکاروں کو ٹیوب ویل لگوانے، زرعی آلات اور مشینیں خریدنے، کھاد اور بیج حاصل کرنے کے لئے قلیل المعیاد اور طویل المعیاد قرضے دوسرے بینکوں کی نسبت کم شرح سود اور آسان شرائط پر فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ بینک زرعی ترقیاتی بینک کے نام سے مشہور ہے۔

(5) فہرستی اور غیر فہرستی بینک (Scheduled and Non-scheduled Bank)

فہرستی بینک ایسے بینک ہوتے ہیں جو اپنی سرگرمیاں مرکزی بینک کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق سرانجام دیتے ہیں اور پابند ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کل زرعی اثاثوں کا مقرر کردہ حصہ بطور محفوظ سرمایہ مرکزی بینک کے پاس جمع کروائیں گے تاکہ بڑے وقت میں مرکزی بینک سے مدد حاصل کر سکیں۔ پاکستان میں یہ بینک نیشنل بینک آف پاکستان، فرسٹ وومن بینک، پنجاب بینک وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ غیر فہرستی بینک مرکزی بینک کے ساتھ منسلک نہیں ہوتے نہ ہی باقاعدگی سے مرکزی بینک کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔

10.3 مرکزی بینک کے فرائض (Functions of Central Bank)

مرکزی بینک کے درج ذیل فرائض ہیں۔

(1) نوٹوں کے اجرا کا اختیار (Note Issuing Authority)

مرکزی بینک کو نوٹ جاری کرنے کا پورا اختیار اور جاری داری حاصل ہوتی ہے۔ مرکزی بینک جاری کردہ کاغذی نوٹ قانونی زور ہوتا ہے جسے قبولیت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان کے مرکزی بینک سٹیٹ بینک آف پاکستان نے 10, 50, 75, 100, 500, 1000 اور 5000 روپے کی مالیت کے نوٹ جاری کر رکھے ہیں جو ملک میں معاشی لین دین میں بطور آلہ مبادلہ کے استعمال ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں نوٹ جاری

کرنے کیلئے مرکزی بینک کو درج ذیل میں سے کسی ایک اصول کے تحت نوٹ جاری کرنے کی اجازت ہے۔

(الف) معینہ ضمانت کا نظام (Fixed Fiduciary System)

اس نظام کے تحت مرکزی بینک ایک مقررہ حد تک زر محفوظ (مثلاً زرمبادلہ، چاندی، سونا وغیرہ) رکھے بغیر نوٹ چھاپ سکتا ہے۔ لیکن اگر اس حد سے زیادہ نوٹ چھاپنے کی ضرورت پڑ جائے تو ہر نوٹ کے عوض 100 فی صد سونا، چاندی یا زرمبادلہ کی صورت میں زر محفوظ رکھنا پڑتا ہے۔ یعنی اگر ملک میں ایک سو روپے کے نوٹ چھاپے جائیں تو اس کے بدلے 100 روپے کا سونا چاندی زرمبادلہ زر محفوظ کے طور پر رکھنا ضروری ہے۔ یہ نظام برطانیہ، ناروے اور جاپان میں رائج ہے۔ یہ نظام پاکستان میں رائج نہ ہونے کی وجہ اس نظام کی کم لچکداری ہے کیونکہ اس نظام کے تحت زر کی رسد کو آسانی سے فوری طور پر ضرورت پڑنے پر بڑھایا نہیں جاسکتا۔

(ب) متناسب محفوظات کا نظام (Proportional Reserve System)

اس نظام کے تحت ایک مقرر کردہ زر محفوظ کے تناسب کے مطابق مرکزی بینک جتنے چاہے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔ پاکستان میں یہ تناسب 33 فی صد ہے۔ گویا پاکستان میں مرکزی بینک چھاپے جانے والے نوٹوں کے بدلے پر 33 فی صد زر محفوظ سونا، چاندی، زرمبادلہ وغیرہ رکھ کر جتنے چاہے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔ البتہ چھاپے جانے والے نوٹوں کی باقی مالیت کو ملکی اثاثوں کو گروڈی (Mortgage) رکھ کر پورا کیا جاتا ہے۔ اس طریقے کے تحت زر کی رسد لچکدار ہوتی ہے۔ پاکستان میں مرکزی بینک نوٹ اسی نظام کے تحت چھاپتا ہے۔

(2) حکومت کا بینک (Banker to the State)

مرکزی بینک حکومت کے لئے وہ تمام کام سرانجام دیتا ہے جو ایک تجارتی بینک عام لوگوں کے لئے کرتا ہے۔ مرکزی بینک دراصل حکومت کے مالی مشیر کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اس لئے یہ حکومت کا بینک کہلاتا ہے۔ مرکزی بینک حکومت کے معاملات کو مستحکم رکھنے کیلئے درج ذیل فرائض سرانجام دیتا ہے۔

- (i) حکومت کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے۔
- (ii) حکومت کی تمام وصولیاں اور ادائیگیاں منظم کرتا ہے۔
- (iii) حکومت کے لئے ملکی اور غیر ملکی ذرائع سے قرضے وصول کرتا ہے۔
- (iv) زرمبادلہ اور بین الاقوامی ادائیگیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔
- (v) حکومت کو مالی امور کے بارے میں مفید مشورے دیتا ہے۔

غرض یہ کہ مرکزی بینک حکومت کے تمام مالی امور اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرتا ہے اور معاشی ترقی کی راہ ہموار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(3) بینکوں کا بینک (Banker to the Banks)

مرکزی بینک سارے بینکاری نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس لئے بینکوں کا بینک کہلاتا ہے۔ مرکزی بینک تجارتی بینکوں کے لئے درج ذیل

خدمات سرانجام دیتا ہے۔

- (i) تجارتی بینکوں کو ہینڈ یوں پر دو بار ہینڈ لگا کر قرضے جاری کرتا ہے۔
- (ii) تجارتی بینکوں کی مشکل وقت میں مالی مدد کرتا ہے۔
- (iii) تجارتی بینکوں کو اپنی نئی شاخیں کھولنے کے لیے اجازت دیتا ہے۔
- (iv) تجارتی بینکوں کے ذریعہ نقد کا ایک مخصوص حصہ زر محفوظ کی صورت میں رکھتا ہے۔
- (v) مرکزی بینک تجارتی بینکوں کی تمام سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

(4) بینکوں کی آخری پناہ گاہ (Lender of the Last Resort)

مرکزی بینک مشکل وقت میں تجارتی بینکوں کو قرضے فراہم کر کے ان کی مشکلات حل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر تجارتی بینک لوگوں کو زائد قرضے جاری کر دیں اور امانتیں رکھنے والوں کو رقم کی ادائیگی کے قابل نہ رہیں تو ان کی سادھ کو بڑا نقصان پہنچنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ایسے میں مرکزی بینک انہیں سستے قرضے فراہم کر کے مشکل سے نکالتا ہے۔

(5) بینکوں کا حساب گھر (Clearing House for the Banks)

چونکہ ملک کا سارا بنکاری نظام ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے اس لیے ہر روز لاکھوں لین دین کے معاملات ان بینکوں کے درمیان طے پاتے ہیں۔ مرکزی بینک تمام بینکوں کے نمائندوں کو اپنے دفتر میں بلا کر آپس کے لین دین کے معاملات کو حل کرانے کیلئے اپنی خدمات سرانجام دیتا ہے اس طرح بینکوں کے درمیان حساب گھر کا کام کرتا ہے۔

(6) بازار زر کا ناظم (Custodian of Money Market)

مرکزی بینک بحیثیت ناظم زر ایک طرف تو نوٹ جاری کرتا ہے اور دوسری طرف زر کی مقدار کو کنٹرول کر کے معاشی استحکام کو یقینی بناتا ہے۔ مرکزی بینک کی زر پالیسی کو زر اعتبار پر کنٹرول (Credit Control) کی پالیسی بھی کہا جاتا ہے۔ مخصوص معاشی مقاصد کے پیش نظر مرکزی بینک زر اعتبار کو کنٹرول کرنے کیلئے جو اقدامات اختیار کرتا ہے اسے زر پالیسی کہا جاتا ہے۔ اس پالیسی کے تحت ملک میں پائی جانے والی دواہم معاشی نامواریاں یعنی افراط زر اور تفریط زر پر قابو پانے کے لئے مرکزی بینک درج ذیل طریقے اختیار کرتا ہے تاکہ نہ تو افراط زر ہو اور نہ ہی تفریط زر۔

(i) شرح بینک کی پالیسی (Bank Rate Policy)

شرح بینک سے مراد وہ شرح سود ہے جس پر مرکزی بینک تجارتی بینکوں کی ہینڈ یوں پر دو بار ہینڈ لگا کر قرضے جاری کرتا ہے اگر ملک میں افراط زر ہو اور مرکزی بینک زر کی مقدار کو کم کرنا چاہتا ہو تو وہ شرح سود کو بڑھا دیتا ہے۔ ایسے میں تجارتی بینک مرکزی بینک سے قرضے نہیں لیتے اور نہ ہی لوگوں کو قرضے جاری کئے جاتے ہیں۔ اس طرح ملک میں زر اعتبار کی گردش رک جاتی ہے اور افراط زر پر قابو پایا جاتا ہے۔

دوسری طرف تقریباً زر کے حالات میں زر کی مقدار بڑھانے کیلئے، شرح سود کم کر دی جاتی ہے۔ تجارتی بینک مرکزی بینک سے زیادہ قرضے لیتے ہیں اور اس طرح ملک میں زر کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور تقریباً زر کنٹرول ہو جاتا ہے۔

(ii) کھلے بازار کا عمل (Open Market Operation)

مرکزی بینک افراط زر اور تقریباً زر پر کنٹرول کرنے کیلئے سرکاری کفالتوں مثلاً پرائز بانڈ، سیونگ سرٹیفکیٹ وغیرہ خریدتا اور بیچتا رہتا ہے۔ افراط زر کے حالات میں حکومت یہ کفالتیں لوگوں کو بیچ دیتی ہے اور تقریباً زر کے حالات میں ان سے منجگہ داموں خرید لیتی ہے۔ اس طرح افراط زر اور تقریباً زر پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔

(iii) زر محفوظ کے تناسب میں اضافہ (Reserve Ratio)

ملک میں افراط زر کا دباؤ کم کرنے کے لیے مرکزی بینک تجارتی بینکوں کے زر محفوظ کے تناسب میں اضافہ کر دیتا ہے اور تقریباً زر کو کنٹرول کرنے کیلئے زر محفوظ کے تناسب کو کم کر دیتا ہے جس سے زر کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے اور تقریباً زر سے نجات مل جاتی ہے۔

(iv) راشن بندی (Rationing)

مرکزی بینک ملک میں افراط زر پر کنٹرول کرنے کیلئے بسا اوقات تجارتی بینکوں کو قرضہ دینے کی حد مقرر کر دیتا ہے۔ جس کے باعث تجارتی بینک کی ذرا اعتبار کی تخلیق محدود ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی مقدار بڑھانے کیلئے مرکزی بینک راشن بندی پر سے پابندی اٹھا کر تقریباً زر کو کنٹرول کرتا ہے۔

(7) زر مبادلہ کا محافظ (Custodian of Foreign Exchange)

مرکزی بینک برآمدات اور درآمدات میں توازن رکھ کر زر مبادلہ کے ذخائر کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں تمام زر مبادلہ مرکزی بینک میں ہی جمع ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانی جو رقوم پاکستان بھیجتے ہیں مرکزی بینک انہیں ملکی کرنسی میں تبدیل کر کے مقامی لوگوں کو ادائیگی کرتا ہے۔ اسی طرح ملک میں دستیاب تمام دھاتی زر کا محافظ بھی مرکزی بینک ہے۔

10.4 پاکستان میں بلا سود بنکاری کا نظام

(Interest Free Banking System in Pakistan)

اسلام بنیادی طور پر عدل و احسان اور باہمی تعاون پر زور دیتا ہے اور دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والوں کو بُرا سمجھتا ہے۔ اس لئے ضرورت مندوں کو بلا معاوضہ قرض دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں سود کی ہر شکل حرام قرار دی گئی ہے۔ اس لئے بلا سود بنکاری کا نظام صرف اور صرف نفع و نقصان میں برابر کی شراکت پر ہی استوار ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ماضی میں کئی حکومتوں نے ملکی معیشت کو اسلامی اصولوں پر عمل پیرا کرنے کیلئے کئی منصوبے بنائے۔

اسلامی دنیا میں اسلامی بنکاری کا آغاز مصر میں 1963ء میں زراعت کے لئے رقوم جمع کرنے اور قرض کی فراہمی کے لئے ایک ادارہ

قائم ہوا۔ جس کا نام ”میت غمر سوشل بینک“ (Mit Ghamar Social Bank) تھا۔ 1970ء تک یہ بینک مصر کے اہم ترین مالی اداروں میں شمار کیا جاتا رہا۔ لیکن بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے اس بینک کو ختم کر دیا۔ 1963ء ہی میں ملائیشیا میں حج کے خواہش مند لوگوں کے لئے ایک مالی ادارہ ”پیلگرم مینجمنٹ اینڈ فنڈز بورڈ“ (Pilgrim Management and Funds Board) یا تبونگ حاجی (Tabung Haji) کے نام سے قائم کیا گیا۔ لوگ اس ادارے میں اپنی رقم جمع کرواتے اور قرض حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح سعودی عرب میں البرکتہ انویسٹمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی (Al-barkat Investment and Development Company) کے نام سے ایک اسلامی بینک قائم ہوا جس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو غیر سودی بنیاد پر قرضوں کی فراہمی تھا۔ سعودی عرب کا اسلامی بینک، فیصل اسلامک بینک آف بحرین، اسلامک ڈویلپمنٹ بینک آف جدہ کے نام سے بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اسلامی بنکاری کو فروغ دینے کے لیے سوڈان میں بھی البرکتہ السوڈانی خرطوم، العرب اسلامک بینک، سوڈانیز اسلامی بینک کے ناموں سے یہ مالی ادارے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کوشش یکم جولائی 1981ء کو پاکستان میں تمام بینکوں میں بلا سود بنکاری نظام کی ترویج کیلئے عمل میں لائی گئی۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے امانت داروں کے لئے نفع و نقصان کے شراکتی کھاتے (Profit and Loss Sharing Accounts) کھولے گئے۔ یکم جولائی 1985ء سے تمام بینکوں کے کاروبار کو سودی نظام سے بالکل پاک کر دیا گیا اور ملک کی معیشت کو اسلامی طرز میں ڈھالنے کیلئے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(1) مشارکہ (Musharika)

مشارکہ کے تحت بینک یا دیگر مالی ادارے کاروباری فرموں کو نفع و نقصان میں شراکتی بنیاد پر زرمہیا کرتے ہیں۔ بینک نفع اور نقصان میں گاہک کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

(2) مضاربہ (Modaraba)

مضاربہ میں بینک سرمایہ فراہم کرتا ہے اور سرمایہ لینے والا اپنی محنت کے بل بوتے پر کاروبار چلاتا ہے۔ کاروبار میں دونوں نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

(3) کرائے اور خرید میں حصہ داری (Hire and Purchase)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں بینک اپنے گاہک کو ایک مخصوص عرصہ کے لیے قرضہ فراہم کرتا ہے مثلاً ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن لوگوں کو گھر بنانے کے لیے جو قرضے فراہم کرتی ہے وہ اسی سرمایہ کاری کے زمرے میں بینک کو لوٹا دیتا ہے۔ رقم کی واپسی کے بعد گھر کی ملکیت گاہک کی تحویل میں دے دی جاتی ہے۔

(4) حصصی شراکت (Equity Participation)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں بینک فہرستی اداروں کے حصص خرید لیتے ہیں۔ یہ خریداری بازاری قیمتوں پر کی جاتی ہے۔ لیکن نفع و نقصان میں شرکت اداروں کے سالانہ منافع جات پر ہوتی ہے۔

(5) سروس چارجز کے ساتھ بلا سود قرضے (Interest Free Loans with Service Charges)

اس طریقے کے تحت سرمایہ کاری کرنے والے سے سروس چارج وصول کر لئے جاتے ہیں۔ یہ قرضے بغیر سود کے ہوتے ہیں۔ اس مد میں برآمد کنندگان کو قرضے جاری کئے جاتے ہیں۔

(6) قرض حسنہ (Qarz-e-Hasna)

قرض حسنہ کے تحت ضرورت مندوں کو بغیر کسی سود یا منافع کے قرضے جاری کئے جاتے ہیں اس قسم کے قرضے زیادہ تر طالب علموں کو دیئے جاتے ہیں۔ ایسے قرضے طویل المعیاد ہوتے ہیں۔

سرمایہ کاری کے درج بالا اصولوں کو عملی طور پر مقبول بنانے کے لیے حکومت پاکستان نے قوانین میں بھی ترامیم کی ہیں جن کے تحت زیادہ تر جاری کئے جانے والے قرضے سود سے پاک ہونگے اور بیکاری نظام عین اسلامی نظام کے قریب ترین ہوگا۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i۔ ایسا ادارہ جو لوگوں کی امانتیں وصول کر کے انھیں قرض پر دے کہلاتا ہے:
- (الف) مرکزی بینک (ب) تجارتی بینک
(ج) صنعتی بینک (د) زرعی بینک
- ii۔ درج ذیل میں سے کونسا کام مرکزی بینک سرانجام نہیں دیتا؟
- (الف) نوٹ جاری کرنا (ب) زرمبادلہ کی حفاظت کرنا
(ج) زراعت کو کثرت کرنا (د) لوگوں کی امانتوں پر منافع کمانا
- iii۔ مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو قرضے جاری کرتے وقت بینکوں کے کن کھاتوں کو استعمال کرتا ہے؟
- (الف) معیادی کھاتوں کو (ب) ہنڈیوں کو
(ج) طلبی امانتوں کو (د) بچتوں کی امانتوں کو
- سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

- i۔ مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو جس شرح پر قرض دیتا ہے اس کو..... کہتے ہیں۔
- ii۔ پاکستان میں مرکزی بینک..... کے نظام کے تحت نوٹ چھاپتا ہے۔
- iii۔ نفع و نقصان کی شراکت کی بنیاد پر قرضوں کا اجراء..... میں ہوا۔
- iv۔..... میں بینک سرمایہ فراہم کرتا ہے اور سرمایہ لینے والا اپنی مہارت کے بل بوتے پر کاروبار چلاتا ہے۔
- v۔ مرکزی بینک کو نوٹ جاری کرنے کی..... حاصل ہے۔
- سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معیہ ضمانت کا نظام	بازار زر کا ناظم	
مرکزی بینک کے تابع	غیر ملکی دار	
تفریط زر	مرکزی بینک	
نوٹوں کا اجراء	قوت خرید کا کم ہونا	
مرکزی بینک	فہرستی بینک	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- نوٹ چھاپنے کے اصول بیان کریں۔
- ii- مرکزی بینک کو حکومت کا بینک کیوں کہا جاتا ہے؟
- iii- شرح بینک پالیسی سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- تجارتی بینک سے کیا مراد ہے؟ تجارتی بینکوں کے فرائض بیان کریں۔
- ii- بینکوں کی اہم اقسام کون کون سی ہیں؟
- iii- مرکزی بینک سے کیا مراد ہے؟ مرکزی بینک کے فرائض بیان کیجئے۔
- iv- مرکزی بینک بازار زر کا ناظم ہونے کی حیثیت سے کس طرح زراعت بار کو کنٹرول کرتا ہے؟
- v- پاکستان میں بلا سود بنکاری نظام کی کامیابی کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

☆☆☆

تجارت

(Trade)

11.1 ملکی تجارت (Domestic Trade)

جب اشیاء و خدمات کا لین دین ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر مختلف شہروں، قصبوں یا علاقوں کے مابین کیا جائے تو اسے ملکی تجارت یا داخلی تجارت کہتے ہیں۔ ملکی تجارت میں اشیاء و خدمات کے خریدار اور فروخت کرنے والے ایک ہی ملک میں بسنے والے باشندے خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی، شامل ہوتے ہیں جو ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں اشیاء و خدمات کا تبادلہ قدرتی وسائل کی عدم تقسیم پذیری اور مصارف پیدائش کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

11.2 بیرونی تجارت (Foreign Trade)

بیرونی یا بین الاقوامی تجارت کے تحت اشیاء و خدمات کا تبادلہ ایک ملک سے دوسرے ملک تک پھیل جاتا ہے۔ گویا جب اشیاء و خدمات کا لین دین یا تبادلہ دو یا دو سے زائد ممالک کے مابین ہو تو اسے بین الاقوامی تجارت یا تجارت خارجہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی تجارت میں خریدار اور فروخت کرنے والے کا تعلق مختلف ممالک سے ہوتا ہے۔

11.3 ملکی اور غیر ملکی تجارت میں فرق

(Difference between Domestic and Foreign Trade)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ملکی تجارت ہو یا بین الاقوامی تجارت دونوں کی بنیاد ذرائع کی جغرافیائی یا علاقائی تقسیم کار اور تخصیص کار بالفاظ مصارف پیدائش پر منحصر ہوتی ہے، لیکن دونوں قسم کی تجارت کا بنیادی مقصد ضروریات زندگی کی دستیابی اور منافع کمانا ہوتا ہے تاہم بعض وجوہات کی بنا پر ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ وجوہات درج ذیل ہیں۔

(1) عاملین پیدائش کی نقل پذیری (Mobility of Factors of Production)

پیداواری عوامل محنت اور سرمایہ کی اندرون ملک نقل پذیری آسان اور بندشوں سے آزاد ہوتی ہے۔ ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر کوئی بھی مزدور بہتر معاوضہ کے حصول کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سرمائے کی منتقلی بھی سرمائے کی استعداد کار کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں بغیر کسی بندش کے ہو سکتی ہے۔ گویا اندرون ملک محنت اور سرمائے کی منتقلی پر کوئی پابندی یا بندش عائد نہیں ہوتی۔ دونوں جہاں چاہیں آزادی سے منتقل ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، محنت اور سرمائے کی دوسرے ممالک میں منتقلی کئی بندشوں مثلاً زبان، رسم و رواج، مذہب اور نقل مکانی میں پاسپورٹ، ویزا وغیرہ کی ضرورت کے تحت مشکل ہوتی ہے اور اسے کئی قانونی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2) کرنسی کا فرق (Difference in Currency)

ملکی تجارت میں اشیا و خدمات کے لین دین کے سلسلے میں ایک ہی نوعیت کی کرنسی استعمال کی جاتی ہے۔ اس لئے اشیا و خدمات کی خرید و فروخت ملک میں جاری کردہ کرنسی نوٹوں کی صورت میں ہی کی جاتی ہے لیکن مختلف ممالک میں مختلف کرنسی رائج ہوتی ہے۔ اس لئے بین الاقوامی تجارت میں ملکی درآمد کنندگان (Importers) کو غیر ملکی اشیا کی خریداری پر اپنی کرنسی کو برآمدی ممالک کی (Exporting Countries) کی کرنسیوں میں تبدیل کروانا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ سے اشیا منگوانے کیلئے پاکستان کو اپنی کرنسی امریکی ڈالر یا برطانیہ سے اشیا منگوانے کے لیے پونڈ سٹرلنگ میں تبدیل کروانا پڑتی ہے۔

(3) تجارتی پابندیاں (Trade Restrictions)

ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر اشیا و خدمات کی نقل و حمل پر کوئی خاص پابندی نہیں لگائی جاتی۔ تاہم آزادی کے ساتھ اشیا کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں۔ جبکہ غیر ملکی اشیا و خدمات کی نقل و حمل پر کئی درآمدی و برآمدی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ تجارتی لائسنس (Trade Licence) اور ٹیکسوں (Taxes) کی ادائیگی لازمی ہوتی ہے۔ گویا ایسی تمام پابندیوں کی نوعیت مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔

(4) نقل و حمل کے اخراجات (Transportation Expenditures)

اشیا و خدمات کی ایک علاقے سے دوسرے علاقے یا ایک ملک سے دوسرے ملک منتقلی کی صورت میں نقل و حمل کے مصارف یا اخراجات (Expenditures) برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ اندرون ملک تجارتی اشیا کی نقل و حمل پر زیادہ اخراجات اٹھانے نہیں پڑتے لیکن بیرونی ممالک سے اشیا کی درآمد (Imports) اور بیرونی ممالک کو اشیا برآمد کرنے پر بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی اشیا کی نسبتی قیمتوں میں بھی عدم توازن کی فضا رواج پاتی ہے۔

11.4 بین الاقوامی تجارت کے فوائد اور نقصانات

(Advantages and Disadvantages of Foreign Trade)

بیرونی یا بین الاقوامی تجارت آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کا کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو ضروریات زندگی کی تمام اشیا و خدمات میں مکمل خود کفالت حاصل ہو۔ بین الاقوامی تجارت کی ضرورت کیوں محسوس کی جاتی ہے اس کا اندازہ بین الاقوامی تجارت کے درج ذیل فائدوں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

بیرونی تجارت کے فائدے (Advantages of Foreign Trade)

بیرونی تجارت کے درج ذیل فائدے ہیں:-

(1) ضروری اشیاء کا حصول (Availability of Essential Goods)

چونکہ کوئی بھی ملک قدرتی وسائل کی غیر مساوی تقسیم کے باعث تمام ضروری اشیاء خود تیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضرورت مند ملک دیگر ممالک (جہاں پر اشیاء نسبتاً سستی دستیاب ہوں) سے منگوا لیتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان اپنے صنعتی شعبے کو فروغ دینے کیلئے کئی قسم کی مشینری، آلات اور خام مال دیگر ممالک سے درآمد کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے کئی ممالک زرعی اجناس پاکستان سے منگواتے ہیں کیونکہ پاکستان کئی زرعی اشیاء کی پیدائش میں خود کفیل ہے۔

(2) پیداوار میں تخصیص کار (Specialization in Production)

پیداوار میں تخصیص کار کے اصول کے تحت مختلف ممالک صرف وہی اشیاء اپنے ملکوں میں پیدا کرتے ہیں جن میں وہ مہارت رکھتے ہوں اور مصارف پیدائش میں کمی کرنا جانتے ہوں اور جن اشیاء کو وہ خود بنانے کے قابل نہیں ہوتے یا ان اشیاء کو تیار کرنے پر بے شمار اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ ایسی اشیاء دوسرے ممالک سے منگوا لیتے ہیں۔ اس طرح اشیاء کے بین الاقوامی تبادلہ سے نہ صرف وسائل کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اشیاء کی پیدائش پر اٹھنے والے اخراجات میں بھی کمی آ جاتی ہے۔

(3) سستی اشیاء کا حصول (Availability of Cheap Goods)

بیرونی تجارت کی بدولت کئی ممالک کو سستی اشیاء حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے، اگرچہ یہ ملک درآمد کردہ اشیاء اپنے ملک میں تیار کر سکتے ہیں لیکن وہ اشیاء کی سستی دستیابی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے وسائل کو ایسی اشیاء کی تیاری میں استعمال کرتے ہیں جن میں وہ مہارت اور تخصیص کار رکھتے ہیں۔

(4) غیر موافق حالات میں اشیاء کی دستیابی

(Provision of Goods in Unfavourable Circumstances)

اگر کسی ملک میں ناگہانی حالات (مثلاً خشک سالی، سیلاب، طوفان، زلزلے، وبائی بیماری وغیرہ) کے باعث غیر یقینی صورت حال پیدا ہو جائے تو ایسے میں دوسرے ممالک سے خوراک، ادویات اور دیگر ضروریات زندگی منگوائی جاسکتی ہیں اور ناگہانی آفات سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(5) زائد پیداوار کی کھپت (Disposal of Surplus Output)

بیرونی تجارت کے پیش نظر کئی ممالک کی فالتو اجناس اور اشیاء سرمایہ ضائع نہیں ہوتیں بلکہ بین الاقوامی اشیاء کی منڈی میں ان اشیاء کو بیچ کر اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ بین الاقوامی منڈی کا وجود ہی زائد پیداوار کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

(6) عالمی امن اور باہمی تعاون (World Peace and Mutual Cooperation)

بیرونی تجارت کے باعث دنیا میں عالمی امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ مختلف ممالک کے تاجر اور آجراشیا کے لین دین کے عمل میں ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ ان میں باہمی تعاون اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے اور پوری دنیا امن کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

بیرونی تجارت کے نقصانات (Disadvantages of Foreign Trade)

بیرونی تجارت کے نقصانات درج ذیل ہیں:-

(1) وسائل کا غلط استعمال (Misuse of Resources)

بیرونی تجارت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ کئی ممالک میں ٹیکنالوجی کے فقدان اور تخصیص کار کی عدم دستیابی کے باعث وسائل کو غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تیل پیدا کرنے والے تمام ممالک دیگر ترقی یافتہ ممالک کے ہاتھوں ٹیکنالوجی کی قلت کے باعث بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور ایسے ممالک میں وسائل موجود ہونے کے باوجود معاشی ترقی متزل کا شکار ہے۔

(2) غیر ملکی اشیاء پر بے جا انحصار (Over Dependence on Foreign Goods)

تخصیص کار کا عمل معیشت کے مختلف شعبوں کو ترقی دینے کی بجائے پیداوار کو سست روی کا شکار کر رہا ہے۔ کیونکہ کئی ممالک میں ماسوائے چند تحقیقی شعبوں کے دیگر تمام شعبے، غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر انحصار کرتے ہیں۔ اس قسم کی پالیسی کئی دفعہ بہت سی مشکلات اور معاشی بحران کا باعث بنتی ہے اور دنیا میں رونما ہونے والے کسی بھی غیر موافق واقعہ سے متاثر ہونے والے بھی یہی ممالک ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ممالک نے بین الاقوامی تجارت کو پس پشت ڈال کر اپنی قومی صنعت کو فروغ دینے کیلئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔

(3) آزادی کو خطرہ (Danger to Freedom)

تاریخ سے ثابت ہے کہ بہت سے ملکوں میں سیاسی بحران اور آزادی جیسی نعمت سے محرومی بین الاقوامی تجارت کا دین تھی۔ جیسے برصغیر کے حکمرانوں نے ملک کو ترقی دینے کی غرض سے انگریزوں کو برصغیر میں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم کرنے کی اجازت دیکر ملک کو آزادی سے محروم کر دیا جس کا خمیازہ اب تک ہماری نسلیں بھگت رہی ہیں۔ انگریزوں نے تجارت کی آڑ میں تقریباً سو سال تک حکمرانی کی اور برصغیر کو صرف اپنی تجارتی و صنعتی ترقی کے لئے خام مال کی منڈی سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ جس کی وجہ سے آج بھی پاک و ہند باوجود آزاد ہونے کے معاشی ترقی کی راہ میں پیچھے رہ گئے۔

(4) مضر اشیاء کی دستیابی (Availability of Harmful Goods)

بیرونی تجارت کا ایک اور اہم نقص معاشرے میں منشیات اور مضر صحت اشیاء کی دستیابی ہے جس سے کئی ممالک میں لوگوں کی صحت اور روپیہ پیسہ برباد ہو رہا ہے۔ خطرناک اسلحہ ہمارے معاشرے میں خوف و ہراس کو تقویت دے رہا ہے اور امن و ایمان کی صورت حال دن بدن گہڑتی چلی جا رہی ہے۔

11.5 توازن تجارت اور توازن ادائیگی

(Balance of Trade and Balance of Payment)

(Balance of Trade) توازن تجارت

ایک ملک سال بھر میں جس قدر مرئی اشیا (Visible Goods) باہر بھیج کر زر مبادلہ کماتا ہے اور اس کے مقابلے میں جتنی مقدار میں مرئی اشیا (نظر آنے والی اشیا) مثلاً مشینیں، آلات، ڈبوں میں بند خوراک وغیرہ در آمد کر کے زر مبادلہ خرچ کرتا ہے۔ ان دونوں کا حساب کتاب رکھنے کو تجارت کا توازن کہتے ہیں۔

”توازن تجارت سے مراد کسی ملک کی ادائیگیوں کے توازن کا وہ حصہ ہوتا ہے جن کا تعلق صرف مرئی اشیا (نظر آنے والی اشیا) کی در آمد و بر آمد سے ہے۔“

"Balance of Trade of a country is the value of its visible exports and imports" .

اگر کسی ملک کی برآمدات (Exports) زیادہ ہوں اور در آمدات (Imports) کم ہوں تو ایسی صورت حال کو تجارت کا فاضل (Surplus) توازن کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر در آمدات برآمدات سے زیادہ ہوں تو تجارت کا توازن خسارے (Deficit) میں ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی برآمدات اور در آمدات برابر ہوں تو توازن تجارت متوازن (Balanced) حالت میں ہوتا ہے۔

(Balance of Payment) توازن ادائیگی

”توازن ادائیگی کسی ملک کے تمام معاشی لین دین کا باقاعدہ ریکارڈ یا ثبوت ہوتا ہے جو سال بھر میں ایک ملک کے عوام اور بیرونی ممالک کے عوام کے مابین ہوتا ہے۔“

"Balance of payment is a comprehensive record of all economic transactions between the residents of one country and the rest of the world ."

توازن ادائیگی میں مرئی اور غیر مرئی اشیا دونوں شامل ہوتی ہیں۔ غیر مرئی اشیا سے مراد نظر نہ آنے والی اشیا ہوتی ہیں جو اخراجات کی صورت میں عمل تجارت کے دوران اشیا کی برآمدات و در آمدات پر اٹھائی جاتی ہیں مثلاً جہاز ران کمپنیوں کے کرائے، سیر و تفریح پر اٹھنے والے اخراجات وغیرہ۔ چونکہ توازن تجارت، توازن ادائیگی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایک ملک کا دیگر ممالک کے ساتھ معاشی لین دین کا جامع اور مکمل ریکارڈ توازن ادائیگی سے پرکھا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر کسی ملک کی ایک سال کے دوران ہونے والی تمام مرئی و غیر مرئی در آمدات اور برآمدات کے موازنے کو توازن ادائیگی کہتے ہیں۔ پاکستان میں ماسوائے چند سالوں کے توازن ادائیگی خسارے میں چلا آ رہا

ہے جس کی اہم وجوہات درج ذیل ہیں۔

- (1) برآمدات میں کمی
- (2) درآمدی اشیاء مثلاً مشینری، خام مال وغیرہ میں اضافہ۔
- (3) بے جا صرف کی عادات۔
- (4) افراط زر اور نسبت درآمد و برآمد میں عدم استحکام۔
- (5) غیر ملکی قرضوں کا بوجھ اور زر کی قدر میں کمی۔

11.6 پاکستان کی نمایاں برآمدات و درآمدات

(Major Exports and Imports of Pakistan)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس لئے ہماری برآمدات کا 70 فی صد حصہ زرعی خام مال کی شکل میں برآمد کیا جاتا ہے، لیکن اب حکومت کی بہتر منصوبہ بندی کے باعث ہماری مصنوعات بھی برآمدات کا حصہ بن چکی ہیں۔

پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان کی نمایاں برآمدات درج ذیل ہیں۔

(1) کپاس (Cotton)

کپاس پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ کپاس کی برآمد سے پاکستان کو کثیر مقدار میں زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہر سال موسمی خرابی اور فصلی بیماریوں کے باعث کپاس کی پیداوار بڑی طرح متاثر ہوتی ہے اور زر مبادلہ کے حصول میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پاکستانی کپاس کے بڑے بڑے خریدار جاپان، چین، سنگاپور اور اٹلی ہیں۔

(2) چاول (Rice)

چاول پاکستان کی دوسری بڑی درآمدی جنس ہے جس سے ہر سال زر مبادلہ کے حصول میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پاکستان میں چاول کی کوالٹی بھی بہتر ہے اور کئی ملوں میں چاول کو جدید مشینوں پر صاف کر کے دوسرے ممالک میں مہنگے داموں فروخت کیا جا رہا ہے۔ اس وقت دوئی، سعودی عرب، کویت، ترکی، سری لنکا اور ایران چاول منگوانے والے سب سے بڑے خریدار ملک ہیں۔

(3) سوتی دھاگہ (Cotton Yarn)

سوتی دھاگہ بھی پاکستان کی ایک اہم درآمد ہے۔ سوتی دھاگے کی برآمد سے ہر سال پاکستان کو کئی ملین ڈالر زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے جو کپاس کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستانی سوتی دھاگے کے اہم خریدار جاپان، چین، جرمنی اور ہانگ کانگ ہیں۔

(4) سوتی کپڑا (Cotton Cloth)

سوتی کپڑا پاکستان کی برآمدات کا ایک اہم حصہ ہے اور دنیا بھر میں پاکستان کے سوتی کپڑے کو پسند کیا جاتا ہے۔ چونکہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی سوتی کپڑے کی ایک کثیر مقدار کو ملک میں ہی استعمال کرتی ہے اس لئے زرمبادلہ کے حصول میں بھی دشواری ہو رہی ہے۔ سوتی کپڑے کے بڑے بڑے خریدار برطانیہ، امریکہ، روس اور ایران ہیں۔

(5) قالین (Carpets)

پاکستان میں تیار کردہ قالین دوسرے ممالک میں اعلیٰ کوالٹی اور خوبصورتی کے باعث بہت پسند کئے جاتے ہیں اور برآمد کنندگان کو منہ مانی قیمت وصول ہوتی ہے۔ اس طرح زرمبادلہ کی ایک کثیر مقدار ملک کو حاصل ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے قالین جرمنی، فرانس، امریکہ، برطانیہ اور اٹلی کو فروخت کئے جا رہے ہیں۔

(6) چمڑا اور اس کی مصنوعات (Leather and its Products)

دنیا بھر میں چمڑے اور اس کی مصنوعات کی مانگ میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پاکستان میں اعلیٰ کوالٹی کے چمڑے کی مصنوعات تیار کر کے اٹلی، جاپان، روس اور چین کو بھیجی جا رہی ہیں اور کثیر زرمبادلہ کمایا جا رہا ہے۔

(7) متفرق برآمدات (Miscellaneous Exports)

متذکرہ بالا برآمدی اشیاء کے علاوہ پاکستان کئی مصنوعات دوسرے ملکوں کو بھیج رہا ہے۔ جن میں آلات جراحی، ریڈی میڈ کپڑے، ہوزری، تولیے، کھیلوں کا سامان، جوتے اور پیٹرولیم سے تیار کردہ اشیاء شامل ہیں۔ پاکستان ان اشیاء کی برآمدات سے زرمبادلہ کی ایک کثیر مقدار حاصل کر رہا ہے۔

پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان کی اہم درآمدات درج ذیل ہیں۔

(1) پیٹرولیم اور اس کی مصنوعات (Petroleum and its Products)

پاکستان میں پیٹرول کے ذخائر کی شدید قلت ہے جس کے باعث ہر سال پیٹرول اور اس کی مصنوعات کی درآمد پر زرمبادلہ کی ایک کثیر مقدار خرچ کرنا پڑتی ہے۔ چونکہ پیٹرول ملک کے پیداواری شعبوں کو براہ راست متاثر کرتا ہے اس لئے جب کبھی بین الاقوامی منڈی میں تیل مہنگا ہوتا ہے تو ملک میں اشیاء کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور زرمبادلہ کے ذخائر بھی کم ہو جاتے ہیں۔

(2) اشیائے خوردنی (Eatables)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس کے باوجود تمام اشیاء خوردنی کی پیدائش میں خود کفالت حاصل نہیں کر سکا۔ مثال کے طور پر پاکستان کو ہر سال اپنی ضرورت کی خوردنی اشیاء مثلاً چائے، ڈیری مصنوعات، خوردنی تیل، چینی، گندم وغیرہ باہر کے ملکوں سے منگوانا پڑتی ہیں۔ جن کی درآمد پر بڑی مقدار میں زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

(3) کیمیائی اشیا (Chemical Goods)

صنعتوں کے خام مال میں کیمیائی اشیا بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے صنعتوں کو فروغ دینے کیلئے زرمبادلہ کی ایک بڑی رقم کیمیائی اشیا کی خریداری پر خرچ ہوتی ہے اور زرمبادلہ کے ذخائر پر برا اثر پڑتا ہے۔

(4) مشینری اور خام مال (Machinery and Raw Material)

پاکستان کو صنعتی شعبوں کے فروغ کیلئے بیرونی ممالک سے مشینری اور خام مال درآمد کرنا پڑتا ہے جس کے بغیر ہماری صنعت ترقی نہیں کر سکتی۔ لہذا معاشی ترقی کیلئے غیر ممالک سے کثیر مقدار میں مشینری اور خام مال درآمد کرنا پڑتا ہے۔

(5) لوہا، فولاد اور اس کی مصنوعات (Iron, Steel and its Products)

پاکستان میں لوہے اور فولاد کے ذخائر محدود ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں کراچی میں کثیر سرمائے سے ایک سٹیل مل لگائی جا چکی ہے، لیکن یہ مل ملکی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے بڑی مقدار میں لوہا، فولاد اور اس کی مصنوعات دوسرے ممالک سے درآمد کرنا پڑتی ہیں۔

(6) کیمیائی کھادیں (Chemical Fertilizers)

چونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لئے زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کیلئے کیمیائی کھادیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ پاکستان میں بیشتر کھادیں ملکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے تیار کی جا رہی ہیں لیکن اس کے باوجود بڑھتی ہوئی ضرورت کے تحت دیگر ممالک سے مخصوص قسم کی کھادیں درآمد کرنا پڑتی ہیں۔

(7) متفرق درآمدات (Miscellaneous Imports)

اوپر بیان کردہ درآمدی اشیا کے علاوہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کئی قسم کی اشیا باہر کے ملکوں سے درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ جن میں ریشمی دھاگہ، رنگ و روغن، بجلی کا سامان، کاغذ، شیشہ شامیل ہیں۔ ان اشیا کی درآمد پر زرمبادلہ کی ایک بھاری مقدار خرچ ہو جاتی ہے جو ملک کی تجارت میں عدم استحکام کا باعث بنتی ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i۔ مختلف ممالک کے درمیان تجارت کے رونما ہونے کی وجہ کیا ہے؟
 (الف) صنعتیں قائم کرنا
 (ب) وسائل کی غیر مساوی تقسیم
 (ج) معاشی ترقی
 (د) پیداوار بڑھانا
 - ii۔ کسی ملک کے عوام اور بیرونی ممالک کے عوام کے مابین معاشی لین دین کا باضابطہ ریکارڈ کہلاتا ہے:
 (الف) بین الاقوامی تجارت
 (ب) توازن ادائیگی
 (ج) توازن تجارت
 (د) ملکی تجارت
 - iii۔ درج ذیل برآمدی اشیاء میں سے جس برآمدی شے کا حصہ زرمبادلہ میں زیادہ سے زیادہ ہے:
 (الف) قالین
 (ب) چمچا
 (ج) کپاس
 (د) ہوزری
 - iv۔ پاکستان میں توازن تجارت اکثر رہتا ہے:
 (الف) خسارے میں
 (ب) توازن میں
 (ج) تائین میں
 (د) منافع میں
 - v۔ درج ذیل میں سے جس چیز پر زیادہ زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے:
 (الف) کاغذ
 (ب) رنگ و روغن
 (ج) پیٹرول
 (د) ریشم
- سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔
- i۔ ایک ہی ملک کے اندر مختلف علاقوں کے مابین تجارت کا نام..... ہے۔
 - ii۔ پاکستان کی برآمدات میں سرفہرست..... ہے۔
 - iii۔ مصارفِ پیدائش..... کے اصول کے تحت کم کیے جاسکتے ہیں۔
 - iv۔ توازن..... میں تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء شامل ہوتی ہیں۔
 - v۔ بیرون ملک محنت اور سرمائے کی نقل پذیری کے لئے..... کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
وسائل کا بہترین استعمال	داخلی تجارت	
غیر مرئی اشیاء	مشین	
اشیا کی علاقائی خرید و فروخت	بسین اور ٹرک	
مرئی شے	تخصیص کار	
نقل و حمل کا سامان	جو نظر نہ آئیں	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- بیرونی تجارت کے کوئی سے تین فائدے لکھیں۔
 - ii- بیرونی تجارت کے کوئی سے تین نقصانات لکھیں۔
 - iii- پاکستان کی تین اہم درآمدات اور برآمدات کے نام لکھیں۔
- سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔
- i- ملکی اور بین الاقوامی تجارت کا فرق واضح کریں۔
 - ii- بین الاقوامی تجارت کے فائدے اور نقصانات تحریر کریں۔
 - iii- توازن تجارت اور توازن ادائیگی میں کیا فرق ہے؟
 - iv- پاکستان کی اہم برآمدات اور درآمدات کا ذکر تفصیل سے کیجئے۔

☆☆☆

سرکاری مالیات

(Public Finance)

12.1 سرکاری مالیات کی تعریف (Definition of Public Finance)

عام طور پر کسی ملک کے سرکاری اخراجات اور سرکاری آمدنی کے باہمی تعلق اور تنظیم کو سرکاری مالیات کا نام دیا جاتا ہے۔ خالصتاً معاشی اصطلاح میں سرکاری مالیات سے مراد ”حکومت کی ایسی مالیاتی پالیسی ہے جس کا تعلق ان فیصلوں سے ہوتا ہے جن کے تحت ٹیکس اور دیگر محصولات عائد کرنے، سرکاری اخراجات عمل میں لانے، سرکاری قرضے حاصل کرنے اور ان کے متعلق بندوبست یا انتظام کرنے کے اقدامات کئے جاتے ہیں“۔

بالفاظ دیگر حکومت کی مالیاتی پالیسی کا تعلق ان اقدامات سے ہے جن کے تحت وہ وصولیاں اور اخراجات کر کے ملکی معاشی سرگرمیوں کو سرانجام دیتی ہے۔ گویا حکومت کی سرکاری آمدنی اور اخراجات میں باہمی تنظیم کا نام سرکاری مالیات ہے۔

12.2 سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں مماثلت اور فرق

(Similarities and Differences between Private and Public Finance)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سرکاری مالیات حکومت کی وصولیوں اور اخراجات کی تنظیم کا نام ہے یعنی حکومت کو اپنے معاملات کو چلانے کے لیے وسائل کس طرح اکٹھا کرنے پڑتے ہیں اور کن مددات پر خرچ کرنا ہوتے ہیں اس کے برعکس نجی مالیات افراد کی آمدنیوں اور اخراجات کی نوعیت اور ان سے متعلق اصولوں کے مطالعہ کا نام ہے۔ جس کے تحت وہ اپنی آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم نجی اور سرکاری مالیات کی مماثلت (similarities) اور فرق (differences) پر بحث کرتے ہیں۔

نجی اور سرکاری مالیات کی مماثلت (Similarities of Private and Public Finance)

دونوں قسم کی مالیات میں درج ذیل مماثلت پائی جاتی ہے۔

- (1) دونوں کے وسائل چونکہ محدود ہوتے ہیں اس لیے ان کا بنیادی مقصد ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوتا ہے جس سے کم ذرائع استعمال کر کے زیادہ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔
- (2) عام آدمی اور حکومت کو اپنے اخراجات اور وصولیوں کے مابین توازن برقرار رکھنے کیلئے قرضوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس لیے دونوں آدمیوں اور اخراجات میں توازن برقرار رکھنے کیلئے قرضے لیتے ہیں۔
- (3) دونوں اپنی آمدنیوں کے ذرائع کو فروغ دینے کیلئے سرمایہ کاری کرتے ہیں

نچی اور سرکاری مالیات میں فرق (Difference between Private and Public Finance)

نچی مالیات، سرکاری مالیات سے مندرجہ ذیل نکات کی بنیاد پر مختلف ہے۔

(1) آمدنی اور اخراجات میں توازن (Balance between Revenue and Expenditures)

عام لوگ اپنی آمدنی کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروریات زندگی پر خرچ کرتے ہیں اس لیے اخراجات کا آمدنی سے تجاوز کرنا کافی حد تک لوگوں کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت کے اخراجات اکثر وصولیوں سے تجاوز کر جاتے ہیں کیونکہ حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لیے پہلے سے اخراجات کا تخمینہ مقرر کر لیتی ہے اور بعد میں ٹیکس لگا کر آمدنی وصول کرتی ہے۔ اس لیے حکومت کو آمدنی اور اخراجات میں توازن برقرار رکھنے کیلئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2) بجٹ کی مدت (Budget Period)

عام آدمی کی آمدن اور خرچ کیلئے بجٹ (Budget) کی کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہوتی کیونکہ عام آدمی اپنے اخراجات کا تعین حاصل ہونے والی آمدنی کے عرصہ وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتا ہے اور یہ عرصہ یومیہ، ہفتہ وار اور ماہوار ہو سکتا ہے، جبکہ حکومت جو بجٹ تیار کرتی ہے اس کی مدت ایک سال ہوتی ہے۔ چنانچہ حکومت اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب سالانہ بنیادوں پر کرتی ہے۔

(3) مستقبل کی ضرورت (Future Needs)

عام لوگ اپنی مستقبل کی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے جو کچھ بچا کر سرمایہ کاری کرتے ہیں اس کا مقصد صرف اپنی ذات اور اپنی نسل تک محدود ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت ترقیاتی منصوبوں پر سرمایہ کاری کرتے وقت نہ صرف موجودہ نسلوں کی ضروریات پوری کرتی ہے بلکہ آنے والی نسلوں تک اس کے ثمرات پھیلا دیتی ہے۔ گویا عام آدمی اپنی ذات کے لیے خرچ کرتا ہے جبکہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنے کیلئے سرمایہ کاری کرتی ہے۔

(4) قرضوں کا حصول (Getting Loans)

عام آدمی روپے کی ضرورت پیش آنے پر بیرونی قرضہ (یعنی رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ) سے تو حاصل کر سکتا ہے لیکن اندورنی قرضہ نہیں کیونکہ اندورنی قرضے سے مراد اپنی ذات سے قرضہ لینا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت بیرونی اور اندورنی قرضے حاصل کر سکتی ہے۔ چونکہ حکومت بیرونی ذرائع (مثلاً بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور ورلڈ بینک وغیرہ) اندورنی ذرائع (مثلاً تجارتی بینک اور مالیاتی ادارے وغیرہ) سے قرضے لے سکتی ہے۔ اس لیے حکومت کو قرضے اکٹھے کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی لیکن عام آدمی کو اپنے رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ سے قرضہ لینے میں دقت پیش آتی ہے۔

(5) خسارے کی پالیسی (Deficit Policy)

اگر عام آدمی کا خرچ آمدنی سے تجاوز کر جائے تو وہ مزید روپوں کے حصول کے لیے نوٹ نہیں چھاپ سکتا اور نہ ہی ٹیکس لگا کر اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس حکومت اپنے خسارے کو پورا کرنے کیلئے نوٹ چھاپ کر یا ٹیکس لگا کر اپنی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

(6) آمدنی اور اخراجات کے مذاات کی تشہیر (Publicity of Revenues and Expenditures)

عام لوگ اپنی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بتانے سے گریز کرتے ہیں جس کی وجوہات ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنی اصل آمدنی کو صیغہ راز میں رکھنا یا دوسروں پر اپنی آمدنی اور بچتوں کی مقدار کو ظاہر نہ کرنا وغیرہ ہو سکتی ہیں۔ لیکن حکومت اپنے بجٹ کی تشہیر اخبارات، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کھلم کھلا کرتی ہے تاکہ عام آدمی کو بھی حکومت کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل معلوم ہو سکے۔

12.3 بجٹ کی تعریف (Definition of Budget)

بجٹ کو عام طور پر میزانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ بجٹ ایک گوشوارہ (Schedule) ہوتا ہے۔ جس میں حکومت آنے والے سال کے لئے اپنی آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ پیش کرتی ہے۔ یعنی بجٹ گوشوارہ میں یہ وضاحت موجود ہوتی ہے کہ سال بھر کے دوران کن کن ذرائع سے آمدنی حاصل ہوگی اور وصول کردہ آمدنی کو کن مذاات پر خرچ کیا جائے گا۔ پاکستان کے مالی بجٹ کا دورانیہ یکم جولائی سے 30 جون تک ہوتا ہے۔ گویا پاکستان کے مالی سال کا دورانیہ ایک سال کے یکم جولائی سے دوسرے سال کے 30 جون تک پھیلا ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر بجٹ سے مراد ایسا گوشوارہ جس میں ایک مالی سال کے دوران آمدنی اور اخراجات کی وضاحت بذریعہ عددی قدروں اور حقائق کی روشنی میں کی گئی ہوتی ہے اگر حکومت کے متوقع اخراجات اس کی متوقع آمدنی سے تجاوز کر جائیں تو اسے خسارے کا بجٹ کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر متوقع آمدنی اس کے متوقع اخراجات سے بڑھ جائے تو یہ فاضل بجٹ کہلاتا ہے۔ متوقع آمدن اور اخراجات میں برابری کو متوازن بجٹ کا نام دیا جاتا ہے۔

12.4 سرکاری وصولیاں (Public Revenues)

حکومت پاکستان کی وصولیوں کے اہم ذرائع درج ذیل ہیں۔

(1) محصولات (Taxes)

ٹیکس سرکاری وصولی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ٹیکس سے مراد وہ لازمی کٹوتی ہے جو حکومت افراد اور کاروباری اداروں کی آمدنیوں پر ایک خاص شرح سے وصول کرتی ہے۔ حکومت ٹیکسوں کی صورت میں درج ذیل طریقوں سے آمدنی اکٹھا کرتی ہے۔

(i) درآمدی و برآمدی اشیاء پر لگائے جانے والے محصولات یا ٹیکس سے حاصل شدہ آمدنی حکومت کے کل محصولات کا ایک بڑا حصہ ہوتی ہے۔

(ii) ملکی پیداوار پر لگائی جانے والی ایکسائز ڈیوٹی بھی حکومت کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

(iii) لوگوں کی آمدنیوں اور جائیدادوں پر لگایا جانے والا براہ راست ٹیکس بھی حکومت کی آمدنی بڑھانے میں مددگار ہوتا ہے۔

(iv) دیگر ٹیکسوں میں مثلاً سیلز ٹیکس، سرچارج ٹیکس بھی حکومت کی آمدنی کے بڑے ذرائع ہیں۔

(2) قیمت (Price)

قیمت ایک ایسی وصولی ہے جو حکومت کو اپنی اشیاء و خدمات نجی شعبے کو فروخت کر کے حاصل ہوتی ہے، مثلاً سرکاری زمین فروخت کر کے، جنگلات سے لکڑی فروخت کر کے حکومت قیمت وصول کرتی ہے۔

(3) فیس (Fee)

فیس ایک لازمی ادائیگی ہے جو کسی خدمت کے عوض ادا کی جاتی ہے مثلاً حکومت پاکستان ریڈیو، ٹی وی لائسنس، ڈرائیونگ لائسنس، کورٹ فیس وغیرہ وصول کرتی ہے۔

(4) جرمانے (Fines)

جرمانے بھی لازمی ادائیگی میں شمار ہوتے ہیں یہ ان لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جو ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں، مثلاً ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی وغیرہ۔

(5) متفرق وصولیاں (Miscellaneous Revenues)

مذکورہ بالا وصولیوں کے علاوہ حکومت پاکستان سرکاری مددات میں غیر ملکی کمپنیوں کے حصص پر رائلٹی، غیر ملکی تحائف اور امدادی رقوم، میونسپل کارپوریشن فیس، رجسٹریشن فیس، وصول کر کے اپنے وسائل کو بڑھاتی ہے اور ان رقوم کو مجموعی مفادات کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

12.5 سرکاری اخراجات (Public Expenditures)

سرکاری اخراجات درج ذیل مددات پر کئے جاتے ہیں۔

(1) دفاع (Defence)

ملک کے دفاع اور اس کی سلامتی کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے حکومت کو کل محاصل کی ایک خطیر رقم اس اہم مد پر خرچ کرنی پڑتی ہے۔ نیز بری، بحری اور فضائی افواج کو جدید اسلحہ سے لیس کرنے کیلئے جدید جنگی سامان بیرونی ملکوں سے منگوانا پڑتا ہے جس پر بہت زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں۔

(2) قرضوں پر سود کی ادائیگی (Debt Servicing)

پاکستان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہر سال کثیر مقدار میں زرمبادلہ دیگر ممالک سے قرض کی صورت میں لینا پڑتا ہے۔ جس پر سود کی شرح دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح سرکاری اخراجات کی مددات میں سود کی ادائیگی میں دی جانے والی رقم کل محاصل کا سب سے بڑا حصہ بن جاتی ہے۔

(3) عدالتیں (Courts)

ملک میں عدل و انصاف اور قانون کی بالادستی کے لئے عدالتوں کا نظام موجود ہے۔ جس پر حکومت ہر سال ایک کثیر رقم خرچ کرتی ہے تاکہ انصاف عام لوگوں تک پہنچایا جاسکے۔

(4) نظم و نسق (Administration)

ملک کا نظم و نسق چلانے، امن و امان کی صورت حال برقرار رکھنے کیلئے حکومت کو پولیس اور دیگر عملے کا تقرر کرنا پڑتا ہے۔ جس پر کافی اخراجات کئے جاتے ہیں۔

(5) متفرق اخراجات (Miscellaneous Expenditures)

مذکورہ بالا اخراجات کے علاوہ حکومت کو عوام کی فلاح کی خاطر صحت عامہ، تعلیم، خوردنی اشیاء کی سستی فراہمی، مواصلات، خبر رسانی وغیرہ کی مدد پر کثیر مقدار میں رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔ جس سے سرکاری اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

12.6 سرکاری قرضہ (Public Debt)

کسی بھی حکومت کی اولین خواہش ریاست کو ترقی دینا اور لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہوتا ہے، لیکن وسائل کی قلت معاشی ترقی کی راہ میں حائل ہو کر حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتی ہے۔ ان حالات میں حکومت کو ملکی نظم و نسق چلانے کیلئے بیرونی ممالک سے قرضے لینے پڑتے ہیں۔ جنہیں سرکاری قرضے (Public Debt) کہتے ہیں۔

گویا سرکاری قرضہ سے مراد وہ رقم جو حکومت اپنے خسارے کو پورا کرنے کیلئے دوسرے ملکوں سے ادھار لیتی ہے۔ بالفاظ دیگر ریاست کے وہ تمام قرضے جو قدرتی وسائل کی دریافت یا دفاعی ضروریات یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کئے گئے ہوں سرکاری قرضے کہلاتے ہیں۔

عام طور پر حکومت سرکاری قرضے درج ذیل وجوہات کی بنا پر لیتی ہے۔

- (1) بجٹ کے خسارے کو پورا کرنے کیلئے۔
- (2) ہنگامی حالات مثلاً جنگ، زلزلے، سیلاب وغیرہ سے نمٹنے کیلئے۔
- (3) ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کیلئے۔
- (4) رفاه عامہ کے کاموں کو مکمل کرنے کیلئے۔
- (5) بین الاقوامی ادائیگیوں میں خسارے کو دور کرنے کیلئے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1- ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

- i- سرکاری مالیات میں حکومت اپنی آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ لگاتی ہے:
- (الف) سال بھر کیلئے (ب) ایک ماہ کیلئے
- (ج) مہینہ کے لیے (د) چھ ماہ کیلئے
- ii- سرکاری مالیات کے تحت حکومت بجٹ کے خسارے کو دُور کرنے کیلئے کیا کر سکتی ہے؟
- (الف) پیداوار میں اضافہ (ب) آمدنی میں اضافہ
- (ج) نوٹ چھاپنا (د) زر کی رسد میں کمی

سوال نمبر 2- درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

- i-..... مالیات میں افراد اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلاتے ہیں۔
- ii- حکومت اپنی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی باقاعدہ..... کرتی ہے۔
- iii-..... ایک لازمی ادائیگی ہے۔
- iv- بجٹ کو عام طور پر..... بھی کہا جاتا ہے۔
- v- پاکستان کے بجٹ کا دورانیہ یکم جولائی سے شروع ہو کر..... تک جاتا ہے۔

سوال نمبر 3- کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
بجٹ کا دورانیہ	نچی لوگ	
حکومت کی آمدنی کا ذریعہ	براہ راست کنوٹی	
آمدنی مخفی رکھتے ہیں	غلط پارکنگ	
انکم ٹیکس	ایک سال	
جرمانے	محصولات	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- سرکاری مالیات سے کیا مراد ہے؟
- ii- نجی مالیات سے کیا مراد ہے؟
- iii- نجی اور سرکاری مالیات میں فرق کے لئے دو نکات بیان کریں؟
- iv- سرکاری آمدنی کی کوئی پانچ مذاات کے نام لکھیں؟
- v- سرکاری قرضہ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں فرق بیان کریں۔
- ii- سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں کس طرح مماثلت پائی جاتی ہے؟
- iii- حکومت کے ذرائع آمدن کون کون سے ہیں؟
- iv- حکومت کے اہم اخراجات کی مذاات پر روشنی ڈالیں۔
- v- درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(الف) بجٹ

(ب) سرکاری قرضہ

☆☆☆

معاشی ترقی

(Economic Development)

13.1 معاشی ترقی کی تعریف (Definition of Economic Development)

دور حاضر میں معاشی ترقی کی ضرورت و اہمیت خاص طور پر پسماندہ ملک کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ بغیر ترقی کئے لوگوں کے معیار زندگی کو بلند نہیں کیا جاسکتا۔ معاشی ترقی کی تعریف مختلف ماہرین معاشیات نے اپنے اپنے انداز میں کی، جن میں بہتر تعریفیں درج ذیل ہیں۔

پروفیسر واٹسن (Watson) کے نزدیک

”معاشی ترقی کسی ملک میں اشیاء و خدمات کی پیدائش اور صرف میں آبادی کے مقابلہ میں تیزی سے بڑھنے کا نام ہے۔“

سادہ الفاظ میں ”معاشی ترقی سے مراد ملک کی پیداوار میں طویل عرصہ کیلئے اضافہ کرنا ہے۔“

معاشی ترقی کی سب سے بہتر تعریف مائر اینڈ بالڈون (Meier and Baldwin) نے کی ہے۔

”معاشی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں طویل عرصہ میں اضافہ ہوتا ہے۔“

"Economic Development is a Process whereby an economy's real national income increases over a longer period of time".

گویا مائر اینڈ بالڈون کے مطابق معاشی ترقی کا بڑھنا ایک عمل ہے جس کے نتیجے میں معیشت میں مختلف تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ ملکی وسائل کا استعمال تخصیص کار کے اصول کے تحت شروع ہو جاتا ہے۔ معیشت کے تمام شعبوں کی پیداواری صلاحیت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ آمدنی بڑھنے سے لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کسی ملک میں معاشی ترقی اس وقت عمل میں آتی ہے جب ملکی حقیقی آمدنی میں اضافہ وقتی نہیں بلکہ طویل المعیاد نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس دوران پوری معیشت کا تحتی ڈھانچہ اور ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

13.2 معاشی ترقی کے عوامل (Factors of Economic Development)

کسی ملک کی معاشی ترقی کا انحصار درج ذیل عوامل پر ہوتا ہے۔

(1) قدرتی وسائل (Natural Resources)

جس ملک میں قدرتی وسائل (مثلاً معدنیات، جنگلات، زرخیز زمین، دریا، پہاڑ، تیل، گیس وغیرہ) کے ذخائر جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی اس ملک میں معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ پیداواری شعبوں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس قدرتی وسائل کی قلت یا نامناسب استعمال بھوک، افلاس جیسی مصیبتوں کا باعث بنتی ہیں۔ معیار زندگی پست ہو جاتا ہے اور معاشی ترقی کی رفتار سست روی کا شکار ہو جاتی ہے۔

(2) ٹیکنالوجی (Technology)

ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیداواری شعبوں کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جدید مشینری اور آلات کے استعمال سے اشیاء کی مقدار اور کوالٹی دونوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے لیکن جن ممالک میں پُرانے اور فرسودہ طریقے پیداوار کے آزمائے جاتے ہیں وہاں معاشی ترقی کی رفتار سست رہتی ہے اور لوگوں کا معیار زندگی پست ہوتا چلا جاتا ہے۔

(3) انسانی وسائل (Human Resources)

کسی ملک کے پیداواری شعبے میں کام کرنے والے افراد کی پیشہ وارانہ مہارت اور تعلیمی قابلیت انسانی وسائل کہلاتی ہے۔ جن ممالک میں انسانی وسائل اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ موجود ہوں وہاں معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ بڑی تیزی سے ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر افرادی قوت ناخواندہ اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے نا آشنا ہو تو معاشی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے اور معیار زندگی گر جاتا ہے۔

(4) تشکیل سرمایہ (Capital Formation)

جب کسی ملک میں انفرادی بچتوں کو سرمایہ کاری کے کاموں پر لگایا جاتا ہے تو اس عمل کو تشکیل سرمایہ کہتے ہیں، کیونکہ سرمایہ کاری کے نتیجے میں ملکی وسائل (مثلاً آلات، عمارتوں، کارخانوں، سڑکوں وغیرہ) میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا جس ملک میں بچتوں کی شرح زیادہ ہوتی ہے وہاں تشکیل سرمایہ کی رفتار بھی بہتر ہوتی ہے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہونے سے معیار زندگی بھی بلند ہو جاتا ہے۔

(5) معاشرتی و سماجی عوامل (Social & Cultural Factors)

کسی ملک میں مذہبی اقدار، نسلی تعلقات، گروہ بندیاں، خاندانی روایات، ذات پات اور نمود و نمائش کے مسائل معاشی ترقی کو براہ راست متاثر کرتے ہیں جو معاشرے ان معاشرتی و سماجی مسائل اور بے اعتدالیوں کا شکار ہوں وہاں ملکی وسائل کا استعمال بہتر طور پر نہیں ہو سکتا ہے۔ ملک گروہی تنازعات کا شکار ہو جاتا ہے۔ معاشی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس قناعت پسند اور فشاری (Pressure Groups) سرگرمیوں سے پاک معاشرہ ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتا ہے اور عوام ترقی کے ثمرات سے مستفید ہوتے ہیں۔

(6) سیاسی عوامل (Political Factors)

کسی ملک میں معاشی ترقی کیلئے سیاسی استحکام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ سیاسی استحکام کے دور میں معیشت کے پیداواری اداروں کو فعال بنایا جاسکتا ہے۔ نئے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ سرمایہ کاری کے لیے بہتر اور موزوں مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ حکومت کی مجموعی کارکردگی میں کئی گنا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے راہیں متعین ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس سیاسی عدم استحکام کے دور میں ملک کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور معاشی ترقی سست ہو جاتی ہے۔

13.3 پاکستانی معیشت کا زرعی شعبہ (Agriculture Sector of Pakistan Economy)

بنیادی طور پر پاکستانی معیشت کا انحصار زراعت کے شعبہ پر ہے۔ اس لیے زراعت کا شعبہ پاکستانی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے پاکستان کی آبادی کا تقریباً 70 فی صد حصہ براہ راست یا بالواسطہ زراعت کے شعبے سے منسلک ہے۔ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 19 فی صد حصہ زراعت کے شعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ملک کی صنعتوں کو خام مال کی فراہمی بھی زراعت کے شعبہ کی مرہون منت ہے۔ گویا زرعی شعبے کو پاکستانی معیشت میں کلیدی حیثیت حاصل ہے ذیل میں ہم پاکستان کے زرعی شعبے کی معاشی ترقی میں کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

پاکستان کی معاشی ترقی میں زراعت کا کردار

پاکستان کی معاشی ترقی میں زراعت کے شعبے کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

1- اہم ذریعہ معاش (Main Source of Employment)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، اس لیے ملک کی کل افرادی قوت کا تقریباً نصف حصہ زراعت کے شعبے سے اپنی روزی حاصل کرتا ہے۔ جبکہ باقی ماندہ جمعیت محنت ملک کے دیگر پیشوں مثلاً صنعت، تجارت، کان کنی، مواصلات، نقل و حمل اور خدمات وغیرہ سے منسلک ہو کر اپنا ذریعہ معاش تلاش کرتی ہے۔

2- قومی آمدنی کا بڑا ذریعہ (Major Source of National Income)

زراعت کا شعبہ پاکستان کی قومی آمدنی میں سب سے نمایاں اور بڑا حصہ ڈالتا ہے۔ آزادی کے فوری بعد یہ شعبہ کل قومی آمدنی کا آدھا حصہ فراہم کرتا تھا لیکن اس نسبت میں بتدریج کمی واقع ہوتی چلی گئی۔ اس کے باوجود اس وقت بھی یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 19 فی صد حصہ فراہم کر رہا ہے۔

3- زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ (Source of Earning of Foreign Exchange)

پاکستان میں زراعت کا شعبہ زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ پاکستان زرعی مصنوعات مثلاً چاول، کپاس، سوتی دھاگہ وغیرہ کی پیداوار میں خود کفیل ہے اس لیے ان اجناس کو غیر ممالک برآمد کر کے کثیر زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کئی زرعی مصنوعات زراعت کے شعبے سے حاصل کر کے برآمد کی جاتی ہیں۔ اس طرح زرعی مصنوعات سے حاصل ہونے والا غیر ملکی زرمبادلہ کل قومی آمدنی کا نمایاں حصہ بن جاتا ہے۔

4- دیہاتی آبادی کا ذریعہ آمدنی (Source of Income of Rural Papulation) پاکستان میں تقریباً 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں آباد ہے جو کہ بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر اسی شعبے سے اپنی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح پاکستان کی کثیر آبادی کو خوراک اور روزگار فراہم کرنے کی ذمہ داری اسی شعبے پر عائد ہوتی ہے۔

5- خام مال کی فراہمی (Provision of Raw Material) زراعت کا شعبہ ملک کے اہم پیداواری شعبوں اور صنعتوں کو خام مال فراہم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کپڑے کی صنعت کو سوتی دھاگہ، چینی کے لیے گنا، تیل کے لیے بیج، سگریٹ کے لیے تمباکو وغیرہ فراہم کر کے ملکی صنعتوں کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتا ہے، جس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔

6- مصنوعات کے لیے منڈی کی فراہمی (Provision of Market for Products) پاکستان کی مختلف صنعتوں کی متعدد مصنوعات کے لیے زراعت کا شعبہ ملک میں ایک وسیع و عریض منڈی فراہم کرتا ہے۔ اس طرح ملکی صنعت فروغ پاتی ہے۔ روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

7- محنت کشوں کی فراہمی (Supply of Labour) پاکستان زرعی ملک ہونے کے ساتھ ساتھ آبادی کے لحاظ سے بھی بڑا ملک ہے۔ اس لیے جو لوگ زراعت کے شعبوں سے وابستہ نہیں ہوتے وہ صنعت کی طرف ارتکاز کر جاتے ہیں۔ اس طرح زراعت اپنی فالتو جمعیت محنت صنعت کی طرف منتقل کر کے صنعتی ترقی کا باعث بنتی ہے۔

8- خوراک کا ذریعہ (Source of Food) زرعی شعبہ ملک میں بسنے والے تمام لوگوں کی ہر قسم کی خوراک مثلاً اناج، پھل، سبزیاں، دودھ اور گوشت وغیرہ فراہم کرتا ہے۔ جس سے عوام کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

9- توازن ادائیگی کی درستگی کا ذریعہ (Source of Favourable Balance of Payment) توازن ادائیگی کو درست کرنے میں زراعت کے شعبہ کا بڑا عمل دخل ہے۔ کیونکہ حکومت پاکستان اپنی آمدنی کا کثیر حصہ زرعی مصنوعات برآمد کر کے حاصل کرتی ہے۔ جسے درآمدات پر اٹھنے والے اخراجات پر صرف کر کے توازن ادائیگی کو درست رکھا جاتا ہے۔

10- صنعتی ترقی کو بڑھانے کا ذریعہ (Source of Promoting Industrial Development) زرعی شعبہ صنعتی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ صنعت کو اپنے پیداواری مقاصد کے لیے خام مال کی ضرورت ہوتی ہے جو زراعت کا شعبہ فراہم کرتا ہے۔ اس طرح لوگوں کی صر فی اور اشیائے سرمایہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ صنعتی یونٹ لگائے جاتے ہیں اور ملک کی صنعت خوب پھلتی پھولتی ہے۔

13.4 پاکستان کا صنعتی شعبہ (Industrial Sector of Pakistan)

صنعتی شعبہ پاکستانی معیشت کا دوسرا اہم شعبہ ہے جو خام ملکی پیداوار میں 21 فیصد حصہ فراہم کرتا ہے جبکہ زرعی شعبے کی ترقی کا انحصار بھی صنعتی شعبے کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ زراعت میں مشینوں اور آلات کی فراہمی صنعت کی ترقی پر منحصر ہے اور زرعی خام مال کا استعمال صنعتی شعبے میں عمل پیدائش کے مراحل سے گزرنے کے بعد ممکن ہوتا ہے گویا صنعتی شعبہ عام صر فی اشیا (مثلاً خوردنی اشیا، آٹا، گھی، کپڑا وغیرہ) اور اشیاے سرمایہ (مثلاً مشین، آلات، موٹریں وغیرہ) فراہم کر کے ترقی کی رفتار میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں 25.4 فی صد حصہ ڈالتا ہے۔ ذیل میں ہم صنعتی شعبے کی معاشی ترقی میں کردار پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن بد قسمتی سے اس اہم شعبے کو آزادی ملتے ہی کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے صنعتی ترقی کی رفتار سست رہی ہے۔

پاکستان کی معاشی ترقی میں صنعت کا کردار

(Role of Industry in Economic Development of Pakistan)

پاکستان کی معاشی ترقی میں صنعت کے کردار کا اندازہ درج ذیل نکات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

1- زرعی ترقی کا ذریعہ (Source of Agriculture Development)

اگرچہ پاکستان کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے لیکن صنعتوں کی ترقی کے بغیر زراعت کے شعبہ کو ترقی نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے جدید زرعی آلات، کیمیائی کھادیں، کیڑے مار دوا کیں، نقل و حمل کے ذریعے اور ٹیوب ویلوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والا سامان صنعت ہی کا شعبہ فراہم کرتا ہے۔ اس لیے صنعتی ترقی ہی زرعی ترقی کا پہلا زینہ ثابت ہوتی ہے۔

2- قومی آمدنی میں اضافہ (Increase in National Income)

زراعت کے بعد قومی آمدنی کا دوسرا بڑا حصہ صنعت کے شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت یہ شعبہ پاکستان کی خام ملکی پیداوار کا 25.4 فیصد فراہم کر رہا ہے۔ اس لیے ملک میں زیادہ صنعتوں کے قیام سے ملکی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور صنعتی ترقی قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

3- زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ (Source of Foreign Exchange Earning)

صنعتی ترقی زرمبادلہ کمانے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ صنعتی مصنوعات کی پیداوار بڑھا کر انھیں غیر ممالک فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کمایا جاسکتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف ملک کو کثیر زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ملک میں نوزائیدہ صنعتوں کو تحفظ فراہم ہوتا ہے اور وہ زیادہ لمبی سے صنعتی پیداوار بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

4- درآمدات کے بدل (Substitutes of Imports)

صنعتی ترقی کی بدولت درآمد کی جانے والی مصنوعات کے سستے اور بہتر بدل ملک میں ہی تیار کر کے دوسرے ممالک پر انحصار کم کیا جاسکتا ہے۔ جس سے نہ صرف زر مبادلہ بچایا جاسکتا ہے بلکہ ملکی صنعت بھی فروغ پاتی ہے۔

5- روزگار میں اضافہ (Increase in Employment)

ملک میں صنعتوں کے قیام سے بے روزگاری جیسے مسئلے پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ چھوٹی بڑی صنعتوں کے قیام سے ایک طرف تو روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں دوسری طرف لوگوں کی آمدنیوں میں اضافے سے ان کے معیار زندگی میں بھی تیزی آتی ہے۔

6- ملکی سالمیت کا تحفظ (Strengthening the Sovereignty)

دور جدید میں ہر ملک کو اپنی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کے لیے سامان دفاع کی ضرورت پڑتی ہے اور آج کے دور میں صنعتوں کی ترقی کے بغیر کوئی بھی ملک اپنی دفاعی ضروریات پوری نہیں کر سکتا، اس لیے ملکی صنعتیں دفاع کو مضبوط اور بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

7- نسبت درآمد برآمد (Terms of Trade)

ملک کی نسبت درآمد و برآمد کو درست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کی صنعتوں میں اعلیٰ کوالٹی اور زیادہ مقدار میں مصنوعات تیار کی جائیں تاکہ وہ بین الاقوامی منڈی میں غیر ملکی اشیاء کا مقابلہ کر سکیں۔ اس طرح ملکی صنعتیں نسبت درآمد و برآمد کو بہتر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

8- ثقافتی و تمدنی ترقی (Development of Culture and Traditions)

صنعتی ترقی کی بدولت معاشرے میں حصول روزگار کے وافر مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔ لوگوں کے خیالات اور معیار زندگی میں بہتری آتی ہے جس سے نہ صرف اعلیٰ روایات فروغ پاتی ہیں بلکہ معاشرہ ثقافتی اعتبار سے بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جاتا ہے۔

9- ٹیکنالوجی کی ترقی (Development of Technology)

صنعتی ترقی کی بدولت ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نئی نئی اشیاء اور نئے نئے طریقے پیدا کئے جاتے ہیں۔ ملکی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔

10- معاشی استحکام (Economic Stability)

صنعتوں کے فروغ سے ملک کے پیداواری شعبوں کی صلاحیتوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے جس سے نہ صرف ملکی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں بلکہ غیر ملکی اشیاء کے لیے بھی مانگ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ملکی استحکام موثر بن جاتا ہے۔

13.5 بیرونی تجارت اور شعبہ بنکاری (Foreign Trade and Banking Sector)

پسماندہ ممالک کو معاشی ترقی کی راہیں متعین کرنے کیلئے بیرونی تجارت اور شعبہ بنکاری کو ترقی دینا ہوگی۔ کیونکہ معاشی ترقی کیلئے دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ بیرونی تجارت سے بین الاقوامی اشیا کا تبادلہ اور زرمبادلہ کا حصول معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں مدد دیتا ہے اس طرح جدید بنکاری نظام مالی معاملات کو احسن طریقے سے کنٹرول کر کے معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

معاشی ترقی میں بیرونی تجارت کا کردار

(Role of Foreign Trade in Economic Development)

بیرونی تجارت معاشی ترقی میں درج ذیل نکات کی بنا پر اہم کردار ادا کرتی ہے۔

(1) ملکی وسائل کا بھرپور استعمال (Optimum Use of Country's Resources)

بیرونی تجارت کی وجہ سے ملکی وسائل کا بہترین استعمال ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ ملک میں اشیا کی پیدائش تخصیص کار کے اصول کے تحت کی جاتی ہے اور مصارف پیدائش کو گھٹا کر اعلیٰ معیار کی اشیا پیدا کی جاسکتی ہیں۔

(2) سائنس اور ٹیکنالوجی کا استعمال (Use of Science and Technology)

تجارت کی بدولت جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ملکی اشیا کو بہتر اور کم مصارف پر تیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔ نئے نئے سائنسی طریقے دریافت ہوتے ہیں اور پیداوار میں اضافے سے معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

(3) قومی آمدنی میں اضافہ (Increase in National Income)

تجارت کی بدولت ملکی برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔ نئے نئے کارخانے لگائے جاتے ہیں اور اشیا برآمد کر کے زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ اس طرح تجارت قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

(4) منڈی کی وسعت (Extension of Market)

تجارت کی بدولت اشیا کی منڈی وسیع ہو جاتی ہے۔ اشیا کو بڑے پیمانے پر تیار کر کے دوسرے ممالک کو برآمد کیا جاتا ہے اور غیر ملکی اشیا کے قریبی نعم البدل تیار کر کے ملکی صنعت کو فروغ دیا جاتا ہے اس طرح معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

(5) معاشی استحکام (Economic Stability)

تجارت کی بدولت ملک کو معاشی استحکام نصیب ہوتا ہے کیونکہ منڈیوں میں قیمتیں طلب و رسد کی قوتوں سے مقرر ہوتی ہیں زائد اشیا کو برآمد کر دیا جاتا ہے اور قلت کی صورت میں اشیا دیگر ممالک سے درآمد کر لی جاتی ہیں۔ اس طرح معیشت معاشی بحران سے بچ جاتی ہے اور معاشی ترقی کا عمل جاری رہتا ہے۔

شعبہ بنکاری کا معاشی ترقی میں کردار

(Role of Banking Sector in Economic Development)

بنک ملکی ترقی میں درج ذیل طریقوں سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(1) بچتوں کی ترغیب (Saving Drives)

لوگوں کے اندر بچتوں کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے مختلف پالیسیاں بنا کر سرمایہ کاری کے لیے رقوم مہیا کی جاتی ہیں اور معاشی ترقی کے عمل کو تیز کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

(2) زرعی و صنعتی ترقی (Agricultural and Industrial Development)

بنک زرعی و صنعتی پیداوار بڑھانے کے لیے دونوں شعبوں کو آسان شرائط پر قلیل المیعاد اور طویل المیعاد قرضے فراہم کر کے ملکی پیداوار کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

(3) زرعی پالیسی کا اطلاق (Implimentation of Monetary Policy)

بنک ملک میں زرعی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے اہم کردار ادا کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو موثر بناتے ہیں۔ افراط زر اور تفریط زر پر کنٹرول کے لیے شرح سود میں تبدیلی کر کے زرعی پالیسی کو فعال بناتے ہیں۔

(4) ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل (Completion of Development Projects)

بنک ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے قرضے فراہم کرتے ہیں اور معاشی ترقی کے عمل کو جاری رکھنے کے لیے معیشت کے تمام شعبوں کو ترجیحی بنیادوں پر قرضے فراہم کرتے ہیں۔

(5) پسماندہ شعبوں کی ترقی (Development of Backward Sectors)

بنک تمام شعبوں کو متوازن رکھنے کیلئے ترجیحی بنیادوں پر پسماندہ شعبوں کو زیادہ فنڈ مہیا کرتے ہیں تاکہ ان شعبوں کو ترقی دے کر معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جاسکے۔

13.6 ذرائع مواصلات اور جدید ٹیکنالوجی کی ترقی

(Development of Communication and Modern Technology)

موجودہ دور میں معاشی ترقی کا حصول ذرائع مواصلات کی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے بغیر ممکن نہیں۔ جس ملک میں ذرائع ابلاغ کا استعمال بین الاقوامی مواصلاتی نظام سے مربوط کر کے عمل میں لایا جاتا ہے وہاں دنیا میں رونما ہونے والی نئی ایجادات اور معاشی تبدیلیوں کے بارے میں آگاہی ملک کے وسائل کو بہتر استعمال کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اسی طرح جدید ٹیکنالوجی کا استعمال معیشت کے پیداواری شعبوں کی کارکردگی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

درج ذیل میں ہم ذرائع مواصلات اور جدید ٹیکنالوجی کے کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

معاشی ترقی میں ذرائع مواصلات کا کردار

(Role of Communication in Economic Development)

- (1) ذرائع مواصلات (مثلاً ٹی وی۔ ریڈیو۔ اخبار۔ انٹرنیٹ وغیرہ) کی وساطت سے دنیا بھر میں رونما ہونے والی نئی ایجادات اور واقعات کے بارے میں آگاہی ملتی ہے اور اسی کی بنیاد پر ملکی وسائل کا بھرپور استعمال کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جاسکتا ہے۔
- (2) دیگر ممالک کے ساتھ ثقافتی اور تجارتی روابط مضبوط ہوتے ہیں۔ تجارت فروغ پانے سے ملکی اشیا کی کھپت دوسرے ممالک میں ممکن ہوتی ہے اور زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔
- (3) آج کل ترقی یافتہ ممالک میں آن لائن تجارت کا طریقہ فروغ پا رہا ہے۔ جس کو اپنا کر کوئی بھی ملک تجارت کے بین الاقوامی فوائد سے استفادہ کر سکتا ہے۔
- (4) ذرائع ابلاغ کے ذریعے منڈیوں کی ناکامیات (Market Imperfections) پر قابو پایا جاسکتا ہے جس سے معیشت کے اندر قیمتوں کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور معاشی ترقی کی راہیں متعین ہوتی ہیں۔

معاشی ترقی میں جدید ٹیکنالوجی کا کردار

(Role of Modern Technology in Economic Development)

- عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جن ممالک میں ٹیکنالوجی کا استعمال نہیں کیا جاتا وہ پسماندگی کا شکار رہتے ہیں۔ لہذا معاشی ترقی کی دوڑ میں شامل ہونے کے لئے نئی ٹیکنالوجی کو متعارف کروانا ہر معیشت کی ضرورت بن چکا ہے۔ معاشی ترقی میں جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔
- (1) نئی ٹیکنالوجی کی بدولت آج اشیا کو بڑے پیمانے پر کم مصارف پیدا کرنا آسان ہو گیا ہے اور فاضل اشیا کو دوسرے ممالک بھیج کر زر مبادلہ کمایا جا رہا ہے۔
 - (2) جدید ٹیکنالوجی کی بدولت انسان نے زمینوں، سمندروں، پہاڑوں اور آسمانوں کے اندر چھپی ہوئی دولت کو نکال لیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج ہمیں لوہا، گیس، تیل وغیرہ دستیاب ہوئے ہیں اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوئی ہے۔
 - (3) جدید ٹیکنالوجی کی بدولت پُرانے اور فرسودہ طریقہ پیدائش سے چھٹکارا ملا ہے اور آج ہم جدید مشینری، آلات وغیرہ کو استعمال کر کے معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔
 - (4) جدید ٹیکنالوجی کے باعث اشیا کے معیار میں بہتری آئی ہے۔ نت نئے ڈیزائن دریافت ہو رہے ہیں۔ نئی نئی ایجادات زیر استعمال آ رہی ہیں اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔
 - (5) جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے ترقیاتی منصوبوں کی پیداواری صلاحیتیں بڑھ رہی ہیں۔ روزگار کے مواقع دستیاب ہو رہے ہیں اور لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو رہا ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

- i۔ معاشی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے:
- (الف) عرصہ قلیل کے لئے (ب) عرصہ طویل کے لئے
(ج) معین عرصہ کے لئے (د) تھوڑے عرصہ کے لئے
- ii۔ پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم شعبہ ہے:
- (الف) صنعت (ب) تجارت
(ج) مواصلات (د) زراعت
- iii۔ پاکستان کی خام ملکی پیداوار میں صنعت کا حصہ ہے:
- (الف) 20 فی صد (ب) 25 فی صد
(ج) 21 فی صد (د) 30 فی صد
- iv۔ درج ذیل میں سے کونسے عوامل کا معاشی ترقی کے لئے موجود ہونا ضروری نہیں؟
- (الف) معاشی (ب) سیاسی
(ج) ثقافتی (د) نجی
- v۔ معاشی ترقی کی سب سے بہتر تعریف کس نے پیش کی ہے؟
- (الف) رابنز (ب) آرتھر لیوس
(ج) کینز (د) مائیر اور بالڈون

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

- i۔ ترقی پذیر ممالک میں معاشی ترقی کی رفتار..... ہے۔
- ii۔ زراعت کا شعبہ پاکستانی معیشت کیلئے..... کی حیثیت رکھتا ہے۔
- iii۔ مختلف ممالک کے مابین تجارتی اور ثقافتی روابط..... کے ذریعے مضبوط ہوتے ہیں۔
- iv۔ فنونِ پیدائش میں تخصیص کا راہ ور شعبوں کی پیداواری صلاحیت..... کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معاشی ترقی	19 فی صد	
تحقیقی ڈھانچہ	انٹرنیٹ	
زرعی شعبے کا حصہ	حقیقی آمدنی میں اضافہ	
معاشی عوامل	معیشت کے بنیادی لوازمات	
ذرائع ابلاغ	ٹیکنالوجی	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

- i- معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟
 - ii- معاشی ترقی کے عوامل کے نام لکھیے۔
 - iii- پاکستان میں صنعتی شعبے کی اہمیت کیا ہے؟
 - iv- پاکستان کی معیشت کے لئے زرعی شعبہ کیوں اہم ہے؟
 - v- پاکستان کی معاشی ترقی میں ٹیکنالوجی کا کردار بیان کیجئے؟
- سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i- معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟
- ii- معاشی ترقی کو متاثر کرنے والے معاشی، سیاسی و معاشرتی عوامل کی وضاحت کیجئے۔
- iii- پاکستان میں زرعی شعبے کے اہم مسائل کون سے ہیں اور انہیں کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟
- iv- پاکستان کی معیشت میں اہم صنعتی مسائل کا ذکر کیجئے۔ نیز ان پر قابو پانے کے لئے اقدامات تجویز کیجئے۔
- v- پاکستان کی معاشی ترقی میں تجارت اور بنکاری کا کردار بیان کیجئے۔
- vi- معاشی ترقی کے لئے ذرائع ابلاغ اور جدید ٹیکنالوجی کیوں ضروری ہے؟ بحث کیجئے۔

☆☆☆

اسلام کا معاشی نظام

(Economic System of Islam)

14.1 اسلامی معاشی نظام کی تعریف (Definition of Islamic Economic System)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے اس لیے اسلام نے ایک ایسا معاشی نظام دیا ہے جو دیگر معاشی نظاموں کے مقابلے میں اعتدال پسند ہے۔ جس کی بنیاد ہمدردی، اخوت، عدل و انصاف، میانہ روی اور جائز طریقوں سے روزی کمانے اور خرچ کرنے کی تعلیم پر رکھی گئی ہے۔

اسلامی نظام معیشت کسی منظم معاشرہ میں بسنے والے افراد کی معاشی احتیاجات کی تسکین کا وہ طریقہ کار ہے جو قرآن و سنت کی ہدایت کے تابع ہو۔ ان ہدایات کے مطابق اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ صرف دولت، پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت عدل و انصاف اور اعتدال پر ہو۔ گویا اسلامی معاشی نظام نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اپنی جیتیں بھرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی سوشلزم کی طرح حکومت کو تمام وسائل کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اسلام کا معاشی نظام ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ایک معتدل معاشی نظام ہے۔

14.2 اسلام کے معاشی نظام کی خصوصیات

(Characteristics of Islamic Economic System)

اسلام کے معاشی نظام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(1) قدرتی وسائل کا بھرپور استعمال (Optimum Utilization of Natural Resources)

اسلامی معاشی نظام کائنات کی وسعتوں میں موجود ان گنت وسائل (مثلاً معدنیات، جنگلات، نباتات، حیوانات، دریا، پہاڑ، سمندر وغیرہ) سے بھرپور استفادہ کرنے کا درس دیتا ہے اور انسان کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنے فکر و عمل سے ان وسائل کو بروئے کار لائے۔ ان وسائل کا بیکار پڑا رہنا اسلام کی نظر میں ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔ اسلام کا یہی فکرو احساس انسان کو تحقیق و جستجو اور وسائل کی ترقی پر ہمہ وقت مصروف رکھتا ہے اور انسان نت نئے نئے طریقے سوچ کر وسائل کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔ اسلام میں قدرتی وسائل کی رسائی تمام انسانوں کو حاصل ہے۔ کوئی شخص ان وسائل سے محروم نہیں۔ یوں اسلامی نظام کی بدولت وسائل کا بھرپور استعمال قومی پیداوار میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

(2) حقوق ملکیت (Right of Ownership)

کائنات میں موجود ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تاہم اس نے کچھ چیزیں انسان کو بطور امانت دی ہیں اور ان اشیاء پر حقوق ملکیت بھی

دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر جائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی پر اسلام افراد کے حق ملکیت کو تسلیم کرتا ہے خواہ وہ اس دولت کو نجی ضروریات پر صرف کرے یا مزید دولت پیدا کرنے کے لیے استعمال کرے۔ ساتھ ہی اسلام نے انسانوں کو اپنی دولت میں سے غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

(3) معاشی آزادی (Economic Freedom)

اسلامی معاشی نظام تمام افراد کو حلال روزی کمانے کے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ انسانوں کو قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے رزق حلال کمانے کے لیے کہا گیا ہے۔ غیر اخلاقی اور غیر قانونی ذرائع سے کمائی گئی دولت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً سہلنگ، ذخیرہ اندوزی، رشوت، دھوکہ بازی سے کمائی ہوئی دولت۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی معاشی آزادی کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود و قوانین کے اندر رہ کر استعمال کریں اور حلال ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی کو حلال مذاات پر ہی خرچ کریں۔

(4) منصفانہ تقسیم دولت (Fair Distribution of Wealth)

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ایک طرف حصول دولت کے لیے حلال ذرائع کے استعمال پر زور دیا گیا ہے تو دوسری طرف جمع شدہ دولت کو صاحب ثروت کے ذریعے وسائل سے محروم لوگوں تک پہنچانے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح دولت کی تقسیم کو منصفانہ بنایا گیا ہے لہذا اسلام ہر شخص کو دولت کی منصفانہ تقسیم کیلئے زکوٰۃ، عشر اور صدقات ادا کرنے کی سختی سے تاکید کرتا ہے تاکہ دولت چند ہاتھوں کی بجائے پورے معاشرے میں تقسیم ہو۔

(5) گردش دولت (Circulation of Wealth)

اسلامی معاشی نظام میں گردش دولت کو موثر بنانے کیلئے زکوٰۃ کے نظام کے ذریعے دولت کے ارتکاز کو روکا گیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے رزق حلال کو اپنی ذات اور اپنے اہل خانہ کی ضروریات پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ غریب اور مسکین پر خرچ کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے ہر سال قانونی طور پر دولت کا ایک معقول حصہ صاحب نصاب سے غریب اور مسکین کی طرف منتقل کر کے ان کی قوت خرید کو بڑھایا جاتا ہے جو اشیاء و خدمات کی خریداری کا سبب بنتی ہیں اور سرمایہ کاری کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔

(6) معاشرتی فلاح و بہبود (Social Welfare)

اسلام کا معاشی نظام معاشرتی فلاح و بہبود پر بڑا زور دیتا ہے۔ اس ضمن میں غریب و مسکین کی امداد بیت المال سے کر کے انہیں زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا کی جاتیں ہیں۔ غریبوں کو زکوٰۃ دے کر بھائی چارے کی فضا قائم کی جاتی ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کو مد نظر رکھتے ہوئے فرد کی ذات اور اخلاق و کردار کو تباہ کرنے والی اشیاء مثلاً شراب اور دیگر منشیات پر دولت صرف کرنے کی ممانعت کر دی جاتی ہے اور برائیوں سے معاشرے کو پاک کر دیا جاتا ہے۔

(7) خود کار نظام (Automatic System)

اسلامی نظام معیشت میں نئے افکار اور اداروں کا قیام عمل میں آتا ہے۔ اس میں صرف دولت، پیدائش اور تقسیم دولت کے لیے انسانی تجربات سے فائدہ حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ملک کا معاشی نظام پورے انتظام کے ساتھ چلتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی ممانعت سے معاشی نظام کے تمام متغیرات صرف طلب و رسد کی قوتوں کے تابع ہوتے ہیں اور قیمتیں خود کار نظام کے تحت مستحکم رہتی ہیں۔

(8) سود کی ممانعت (Prohibition of Interest)

اسلام کے معاشی نظام میں سود لینے اور دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اسلام بلا سود بنکاری نظام کی تاکید کرتا ہے۔ جیسا کہ اسلامی معاشرہ میں افراد مضاربہ کے تحت سرمایہ کاری کر سکتے ہیں مضاربہ کی صورت میں سرمایہ کاری کے تحت ایک شخص کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرا شخص اس سرمائے پر محنت کرتا ہے۔ طے شدہ معاہدے کے تحت دونوں کے درمیان حاصل شدہ منافع تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس طرح اسلامی معاشی نظام صاف ستھرا اور استحصال سے پاک معاشرہ کی ترویج کرتا ہے۔

(9) ریاست کا مثبت کردار (Positive Role of State)

اسلامی معاشی نظام اصل میں آزاد معیشت کا نظام ہے۔ جس میں ایک طرف ریاست عوام کو بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے اور دوسری طرف مناسب اقدامات کر کے بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ کرتی ہے۔ اس کے لیے آزادانہ نظام کے تحت قیمتوں کے نظام کو درست کر کے معاشی خامیوں کو دور کرتی ہے اور معیشت کے تمام شعبوں کو ترقی دینے کیلئے سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ گویا اسلامی معاشی نظام محض مخصوص انداز فکر اور طریقہ عمل کا نام نہیں بلکہ معاشرہ کے لیے فلاح و بہبود کا ضامن اور ترقی کا زینہ بھی ہے۔

غربت کے خاتمہ اور روزگار کی فراہمی میں زکوٰۃ، عشر اور صدقات کا کردار

اسلام نے غربت کے خاتمہ کے لیے زکوٰۃ، عشر اور صدقات کی شکل میں ایک مستقل معاشی نظام دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ غربت کے خاتمہ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں زکوٰۃ، عشر اور صدقات کے کردار پر بحث کی جائے۔ ذیل میں ان اصطلاحات کا مختصر مفہوم دیا جاتا ہے۔

14.3 زکوٰۃ کا مفہوم (Concept of Zakat)

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشوونما کے ہیں۔ اس کے علاوہ پاک صاف ہونا، بڑھنا بھی اس کے معنی میں شامل ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو نصاب کے تحت صاحب ثروت سے لیا جاتا ہے اور غریب و مسکین کو دیا جاتا ہے۔ گویا اسلام میں زکوٰۃ مالی عبادات کے زمرے میں آتی ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال و دولت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی زور دیا گیا ہے۔

یعنی جہاں نماز کا ذکر آتا ہے وہاں زکوٰۃ کی تاکید بھی کئی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ میں ارشاد باری ہے!

”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔“

اگر کسی معاشرہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح طریقہ سے کی جائے تو اس سے غربت اور افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور بھائی چارہ کے باعث ملک خوشحالی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔

14.4 عشر کا مفہوم (Concept of Usher)

عام اصطلاح میں عشر سے مراد زرعی پیداوار کی زکوٰۃ ہے جو زمین کے مالکان ادا کرتے ہیں اور غربا میں تقسیم کی جاتی ہے۔ عشر کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل ہے کہ:

”اللہ کا حق ادا کرو۔ جس دن تم اس کی فصل کاٹو۔“

14.5 انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم (Concept of Charity)

اسلام حق ملکیت پر کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ ان ذمہ داریوں میں زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ اسلام ایک فرد سے مزید رضا کارانہ مالی قربانی کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ جس میں اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ غریبوں کو دینا شامل ہے۔ یہ ادائیگی انفاق فی سبیل اللہ کہلاتی ہے۔ سورۃ آل عمران (آیت ۹۲) میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ:

”تم نیکی نہ حاصل کرو گے جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں راہ خدا میں خرچ نہ کرو۔“

انفاق کا بنیادی مقصد ارکان کا زکوٰۃ کو کم کرنا، گردش دولت میں اضافہ اور اس کے ذریعے معاشرے کے مختلف طبقات میں تقسیم دولت میں پائے جانے والے تفاوت کو دور کرنا ہے۔ انفاق خالصتاً ایک رضا کارانہ فعل ہے جس کے ذریعے غربا کے لیے آمدنیوں کی تخلیق کا ایک غیر منقطع سلسلہ شروع ہو جانے سے غریبوں کا معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ، عشر اور انفاق کا کردار (Role of Zakat, Usher and Charity)

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ معاشرے میں سماجی انصاف قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ گویا زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ انفرادی فریضہ کے ساتھ ساتھ اجتماعی فریضہ بھی ہے۔ اسلام زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے انسانی معاشرے کے اندر پائے جانے والے تفاوت کو ختم کر کے محبت بھائی چارے کی فضا قائم کرتا ہے اور دولت کے ارتکاز کو چند ہاتھوں میں جانے کی بجائے گردش زر پر زور دیتا ہے تاکہ معاشرے میں پیدائش دولت اور صرف دولت کا عمل خود بخود جاری رہے اور معاشرے سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ جائے۔ اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل امور سے لگایا جاسکتا ہے۔

(1) غربت کا خاتمہ (Poverty Alleviation)

دیگر معاشی نظام سرمائے کی افزائش کو معاشرے کی فلاح و بہبود پر ترجیح دیتے ہیں۔ خاص طور پر سرمایہ دارانہ نظام معاشرے کے ایسے افراد کی کفالت کا ذمہ نہیں لیتا جو بوڑھے، نادار، بے روزگار، حاجت مند اور مقروض ہوں۔ اس لیے یہ لوگ انتہائی غربت اور مفلسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے ان لوگوں کی محرومیوں کو خوشیوں میں بدل دیا ہے۔ معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے تحت اکٹھی کی ہوئی رقم غریبوں، مسکینوں، حاجتمندوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہیں جس سے غریب لوگ بھی عزت کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔

(2) بے روزگاری کا علاج (Solution of Unemployment)

زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کا بنیادی مقصد دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکا ز روک کر معاشرے کے تمام لوگوں تک منتقل کرنا ہے تاکہ دولت کے ذخائر امرائے غربا کی طرف منتقل ہو سکیں اور معیشت میں مجموعی طلب میں اضافہ کیا جاسکے۔ طلب میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ ناگزیر ہوتا ہے۔ نتیجتاً مزید لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ گویا زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے غریب لوگوں کی مالی حالت کو بہتر کرنے ان کو اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو آزمانے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(3) معیشت کا پھیلاؤ (Expansion of Economy)

آج بھی زیادہ تر لوگ ماضی کی طرح اپنی دولت کو کسی کاروباری سرگرمی میں استعمال کرنے کی بجائے دینے (Hoarding) کی صورت میں رکھنا پسند کرتے ہیں لیکن اسلام اس کا سد باب بھی نظام زکوٰۃ کے ذریعہ کرتا ہے کیونکہ دینوں پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے اور اگر دولت کو کاروبار میں نہ لگایا جائے تو چند سالوں میں اس دولت کے ختم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے لوگ دولت کو کاروباری سرگرمیوں میں لگاتے ہیں جس کے نتیجے میں معیشت میں پھیلاؤ اور وسعت پیدا ہوتی ہے اور معاشرے سے غربت اور بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(4) دولت کی منصفانہ تقسیم (Fair Distribution of Wealth)

آج کل ہمارے معاشرے میں دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کا مسئلہ عام ہے۔ ایک طبقہ انتہائی امیر اور دوسرا انتہائی غریب ہے۔ امیر طبقہ عیش و عشرت کی زندگی گزارتا ہے اور غریب طبقہ بھوک اور افلاس کا شکار ہے۔ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کی وجہ سے معاشرے کے اندر بسنے والے لوگوں میں نفرت اور کینہ جیسے نفاق جنم لیتے ہیں لیکن اسلام نے زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے دولت کی غلط تقسیم کا علاج کر دیا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کی رو سے ہر صاحب نصاب مقرر کردہ شرح سے زکوٰۃ اپنی آمدنی میں سے نکال کر غریبوں کو دینا ہے۔ اس طرح غریبوں کو بھی دولت میسر آتی ہے، غربت ختم ہوتی ہے اور لوگوں کو روزگار مل جاتا ہے۔

(5) باہمی اخوت اور بھائی چارے کی فضا (Brotherhood and Cooperation)

زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کی رو سے معاشرے میں باہمی اتحاد اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے کیونکہ جب امر اپنی آمدنیوں میں سے غریب لوگوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں تو غریب لوگ دولت مندوں کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے اندر شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں یوں پورے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ وہ لوگ جو بے روزگار اور بے کار ہوتے ہیں ان کے پاس ذریعہ معاش آ جاتا ہے اور اپنا پیٹ بھرنے کیلئے جرائم سے اجتناب کرتے ہیں اس طرح پورے معاشرے میں غربت کا خاتمہ اور روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں اور ملک کی معیشت پھلتی پھولتی ہے۔ پورے معاشرے میں بھائی چارہ کی فضا پروان چڑھتی ہے۔



مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

i۔ نجی ملکیت کے حقوق کس نظام معیشت میں انسان کو بحیثیت امین دیئے گئے ہیں؟

(الف) سرمایہ دارانہ (ب) اسلامی

(ج) اشتراکی (د) مخلوط

ii۔ کونسا معاشی نظام اعتدال پسندی کے اصول پر قائم ہے؟

(الف) اشتراکی (ب) مخلوط

(ج) سرمایہ دارانہ (د) اسلامی

سوال نمبر 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجئے۔

i۔ اسلام کے معاشی نظام میں..... بنک کاری کا نظام رائج ہے۔

ii۔ اسلامی معاشی نظام کے تحت..... کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

iii۔..... کے لغوی معنی پاکیزگی اور نشوونما کے ہیں۔

iv۔ زکوٰۃ ہر..... مسلمان پر فرض ہے۔

v۔ عشر کے اصطلاحی معنی..... کے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اسلامی معاشی نظام	مالی عبادت	
زکوٰۃ کی شرح	پاکیزگی اور نشوونما	
زکوٰۃ	مکمل ضابطہ حیات	
زکوٰۃ کے معنی	اڑھائی فی صد	
زکوٰۃ کا مقصد	گردش دولت	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

i۔ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

ii۔ اسلامی معاشی نظام کی کوئی پانچ خصوصیات کے نام لکھیں؟

iii۔ اسلامی معاشی نظام کو اعتدال پسند کیوں کہا گیا ہے؟

iv۔ زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کیسے ختم کی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر 5۔ مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیل سے جوابات تحریر کریں۔

- i اسلامی معاشی نظام سے کیا مراد ہے؟
- ii اسلامی معاشی نظام کی خصوصیات تحریر کیجئے۔
- iii زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز زکوٰۃ کے مستحقین کون لوگ ہیں؟
- iv ایک مسلم ریاست میں زکوٰۃ، عشر اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے غربت اور بے روزگاری کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

☆☆☆

معروضی سوالات کے جوابات

باب 1 تعارف معاشیات

- سوال نمبر 1. (1) ج (2) ج (3) د (4) ج (5) د
سوال نمبر 2. (1) ذرائع (2) الفرڈ مارشل (3) متبادل (4) آدم سمٹھ (5) دولت
سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- کیا بی کا تعلق ضرورت سے کم ہوتا ہے۔
- مادی فلاح و بہبود کا تعلق پیمائش ممکن نہیں ہے۔
- جزیاتی معاشیات کا تعلق ایک شخص یا فرم کے مطالعہ سے ہے۔
- کلیاتی معاشیات کا تعلق بڑے معاشی مجموعوں مطالعہ سے ہے۔
- معاشرتی سائنس کا تعلق انسان کے طرز عمل سے ہے۔

باب 2 معاشیات کا نفس مضمون (Subject Matter of Economics)

- سوال نمبر 1. (1) ج (2) ج (3) د (4) ب (5) ج
سوال نمبر 2. (1) گرنا (2) جدوجہد (3) طلب (4) ضروری (5) ماحوز
سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- معاشی اشیا کے لئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔
- غیر معاشی اشیا کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔
- اشیاء و خدمات کے لئے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔
- اشیائے صارفین کے لئے اشیاے سرمایہ کی ضرورت پیش آتی ہے
- کسی شے کی طلب کے لئے اس میں تسکین کی صفت ہونی چاہیے۔

باب 3 طلب (Demand)

- سوال نمبر 1. (1) الف (2) د (3) د (4) ج
سوال نمبر 2. (1) قیمت (2) طلب (3) بڑھ (4) چک

سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- تکمیلی شے۔ ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب گر جاتی ہے۔
- گھٹیا شے۔ ایسی شے جس کی قیمت گرنے سے اس کی مقدار طلب گر جاتی ہے۔
- تارل شے۔ ایک شے کی قیمت گرنے سے اس کی مقدار طلب بڑھ جاتی ہے۔
- کیاب شے۔ ایسی شے جس کی قیمت چڑھنے سے طلب بھی چڑھ جاتی ہے۔
- متبادل شے۔ ایک شے کی قیمت چڑھنے سے دوسری شے کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

باب 4 رسد (Supply)

- سوال نمبر 1. (1) ج (2) ب (3) ج (4) ب (5) ب
- سوال نمبر 2. (1) کم (2) مثبت (3) حصہ (4) تفاعل (5) بڑھ
- سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- رسد کی چمک۔ قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے مقدار رسد میں تبدیلی۔
- اگر قیمت زیادہ ہو تو آجر۔ رسد میں اضافہ کر دیتا ہے۔
- اشیا پر ٹیکس۔ رسد میں کمی کر دیتا ہے۔
- زیادہ چمک دار رسد۔ قیمت میں معمولی تبدیلی لیکن رسد میں واضح تبدیلی۔
- کم چمکدار رسد۔ قیمت میں زیادہ تبدیلی لیکن رسد میں معمولی تبدیلی۔

باب 5 توازن اور قیمت کا تعین (Equilibrium and Price Determination)

- سوال نمبر 1. (1) د (2) د (3) د
- سوال نمبر 2. (1) توازن (2) رسد (3) توازن قیمت (4) انفرادی عمل (5) منفی
- سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- منڈی۔ ایسی جگہ جہاں خریدنے والے موجود ہوتے ہیں۔
- مکمل مقابلہ۔ جہاں کوئی بھی اپنے انفرادی عمل سے قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔
- توازن قیمت۔ جہاں رسد اور طلب برابر ہوں۔
- خط طلب۔ جو منفی رجحان رکھتا ہے۔
- خط رسد۔ جو مثبت رجحان رکھتا ہے۔

باب 6 منڈی اور پیدائش دولت (Marketing and Production of Wealth)

- سوال نمبر 1. (1) د (2) ب (3) ج (4) د
سوال نمبر 2. (1) متغیر (2) غیر (3) طویل (4) رسد (5) آمدنی
سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- غیر مکمل مقابلے کی منڈی میں اشیاء کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں۔
طویل عرصہ کی منڈی میں زمین متغیر عامل پیدائش ہوتی ہے۔
یومیہ منڈی میں قیمت ہر روز مختلف ہوتی ہے۔
مکمل مقابلے کی منڈی میں ایک ہی قیمت کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔
قلیل عرصے کی منڈی میں زمین معینہ عامل پیدائش ہوتی ہے۔

باب 7 پاکستان کے معاشی مسائل اور ان کا حل

(Economic Problems of Pakistan and Remedial Measures)

- سوال نمبر 1. (ب) 66 (2) 1658.36 (3) 2.4 (4) 19 (5) 231.4
سوال نمبر 2. (1) ترقی پذیر (2) ایک شخص (3) 2.2 فیصد (4) 63 فیصد (5) 20 فیصد
سوال نمبر 3.

کالم (ج)

- زرعی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ - 19 فیصد ہے
صنعتی شعبہ کا خام ملکی پیداوار میں حصہ - 21 فیصد ہے
آبادی کی شرح پیدائش - 2.4 فیصد ہے
2021-22ء میں شرح خواندگی تھی - 58.9 فیصد تھی
کل قومی آمدنی کا تعلیم پر سرکاری خرچ - 2.2 فیصد ہے

باب نمبر 8 قومی آمدنی کے بنیادی تصورات (Basic Concepts of National Income)

- سوال نمبر 1 (1) الف (2) الف (3) ج (4) د (5) ج
سوال نمبر 2 (1) کل آبادی (2) زری مالیت (3) فی کس آمدنی (4) انتقالی ادائیگی (5) شکست وریخت

سوال نمبر 3

کالم (ج)

ذہنی وجہی مشقت کا صلہ - آمدنی ہے

$$\frac{\text{کل آمدنی}}{\text{کل آبادی}} = \text{فی کس آمدنی}$$

اعانتیں - حکومتی رعایات

انتقالی ادائیگیاں - زکوٰۃ - تحائف وغیرہ۔

بلا معاوضہ خدمات - اپنے کپڑے خود استری کر لینا ہے۔

باب نمبر 9 زر (Money)

سوال نمبر 1 1. د 2. ب 3. ب 4. الف 5. الف

سوال نمبر 2 1. پارٹسٹم 2. معیاری زر 3. اعتباری زر 4. علامتی 5. کم

سوال نمبر 3

کالم (ج)

ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ - قریبی زر

حکمی زر - قانونی زر

اشیا کے لین دین کا ذریعہ - آلہ مبادلہ

قوت خرید سے مراد - زر کی قدر ہے۔

سہل انتقال کا مطلب ہے - آسانی سے جگہ تبدیل کر دینا۔

باب نمبر 10 بینک (Bank)

سوال نمبر 1 1. (ب) 2. (د) 3. (ب)

سوال نمبر 2 1. شرح بینک 2. متناسب محفوظات کا نظام

3. 1981ء 4. مضاربہ 5. جاریہ داری

سوال نمبر 3

کالم (ج)

معینہ ضمانت کا نظام - غیر چلکار
مرکزی بینک کے تابع - فہرستی بینک
تقریباً زر - قوت خرید کا کم ہونا
نوٹوں کا اجرا - مرکزی بینک
مرکزی بینک - بازار زر کا ناظم

باب نمبر 11 تجارت (Trade)

- سوال نمبر 1 (1) ب (2) ب (3) ج (4) الف (5) ج
سوال نمبر 2 (1) ملکی تجارت (2) کپاس (3) تخصیص کار (4) ادائیگی (5) قانونی رکاوٹوں
سوال نمبر 3

کالم (ج)

وسائل کا بہترین استعمال - تخصیص کار
غیر مرئی اشیا - جو نظر نہ آئیں
اشیا کی علاقائی خرید و فروخت - داخلی تجارت
مرئی شے - مشین
نقل و حمل کا سامان - بسیں اور ٹرک

باب نمبر 12 سرکاری مالیات (Public Finance)

- سوال نمبر 1 (1) الف (2) ج
سوال نمبر 2 (1) نجی (2) تشہیر (3) ٹیکس (4) میزانیہ (5) 30 جون
سوال نمبر 3

کالم (ج)

بجٹ کا دورانیہ - ایک سال
حکومت کی آمدنی کا ذریعہ - محصولات
آمدنی مخفی رکھتے ہیں - نجی لوگ
انکم ٹیکس - براہ راست کوئی
جرمانے - غلط پارکنگ

باب نمبر 13 معاشی ترقی (Economic Development)

- سوال نمبر 1 (1) ب (2) د (3) ج (4) د (5) د
 سوال نمبر 2 (1) ست (2) ریڈھکی ہڈی (3) ذرائع ابلاغ (4) جدید ٹیکنالوجی
 سوال نمبر 3

کالم (ج)

معاشی ترقی - حقیقی آمدنی میں اضافہ
 تحتی ڈھانچہ - معیشت کے بنیادی لوازمات
 زرعی شعبے کا حصہ - 19 فیصد
 معاشی عوامل - ٹیکنالوجی
 ذرائع ابلاغ - انٹرنیٹ

باب نمبر 14 اسلام کا معاشی نظام (Economic System of Islam)

- سوال نمبر 1 1- (ج) 2- (د) 3- (د) 4- (ج) 5- (الف)
 سوال نمبر 2 1- بلا سود 2- ارتکاز دولت 3- زکوٰۃ 4- صاحب نصاب 5- دسواں حصہ
 سوال نمبر 3

کالم (ج)

اسلامی معاشی نظام - مکمل ضابطہ حیات
 زکوٰۃ کی شرح - اڑھائی فی صد
 زکوٰۃ - مالی عبادت
 زکوٰۃ کے معنی - پاکیزگی اور نشوونما
 زکوٰۃ کا مقصد - گردش دولت

فرہنگ (Glossary)

افادہ: اس سے مراد کسی شے یا خدمت کی وہ خوبی یا صلاحیت ہے جس کی بنا پر ہماری کوئی نہ کوئی احتیاج یا ضرورت پوری ہوتی ہے، مثلاً روٹی بھوک مٹاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔

اشیا: ایسی چیزیں جن میں افادہ پایا جاتا ہے، مثلاً خوراک، لباس پھل، ہنریاں اور قلم وغیرہ۔
اشیائے سرمایہ: ایسی اشیا جو انسانی خواہشات کو براہ راست تو پورا نہیں کرتیں مگر ان اشیا کو بنانے میں مدد دیتی ہیں جو انسانی تسکین کا باعث بنتی ہیں مثلاً مشینیں، آلات اور خام مال وغیرہ۔

اشیائے صرف: ایسی اشیا جو براہ راست انسان کو تسکین پہنچاتی ہیں، مثلاً خوراک، لباس اور رہائش وغیرہ۔
اثاثے: ایسی اشیا جن کی زری مالیت (Monetary Value) ہوتی ہے اور وہ کسی شخص یا ادارے کی ملکیت ہوتی ہیں، مثلاً گھر، کار، مشینیں اور آلات وغیرہ۔

افراط زر: اشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ افراط زر کہلاتا ہے جو اشیا کی پیداوار میں کمی اور زر کی رسد میں اضافہ کے باعث پیدا ہوتا ہے۔
اعتبار زر: اس سے مراد وہ اعتماد یا بھروسہ ہے جو ایک قرض دینے والا قرض لینے والے پر کرتا ہے کہ مقررہ مدت کے بعد قرض واپس کر دے گا۔
بازاری قیمت: بازاری قیمت کسی خاص دن کی طلب و رسد کے عارضی توازن کی بنا پر قائم ہوتی ہے اس قیمت پر ہر لمحہ طلب میں کمی یا بیشی ہونے سے تغیر و تبدل آ سکتے ہیں۔

بچت: کسی شخص کی آمدنی کا وہ حصہ جو وہ ضروریات زندگی پر خرچ نہیں کرتا بلکہ بچا لیتا ہے۔
بے شمار خواہشات: انسانی احتیاجات مثلاً خوراک، لباس، رہائش، قلم اور عہدہ وغیرہ۔ تعداد میں ان گنت ہیں اور انسان تا دم مرگ ان کو پورا کرنے کی خواہش لیے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

تامین: ایسی مصنوعی پالیسیاں جو ملکی صنعتوں کو بیرونی مقابلہ بازی سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہیں، مثلاً درآمدی اشیا پر بھاری محصولات عائد کرنا، ملکی درآمد کنندگان کو عطیات دینا وغیرہ۔

تفاعل: جب کوئی متغیر مقدار کسی دوسری مقدار پر انحصار کرتی ہے تو وہ اس کا تفاعل بن جاتی ہے مثال کے طور پر طلب قیمت کا تفاعل ہے، یعنی قیمت میں تبدیلی سے طلب تبدیل ہوتی ہے۔

تکثیری: جب دو مختلف متغیرات ایک ہی سمت بڑھیں یا کم ہوں تو ایسی تبدیلی کو تکثیری تبدیلی کہتے ہیں۔
توازن: ایسی کیفیت ہے جس میں دو مخالف سمت میں حرکت کرنے والی قوتیں آپس میں برابر ہو جاتی ہیں یعنی ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہو جاتے ہیں۔

تشکیل سرمایہ: کسی خاص عرصہ کے دوران ملک کے صنعتی سرمائے کے ذخائر مثلاً مشینوں، آلات، ڈیم اور عمارتوں وغیرہ میں اضافہ تشکیل سرمایہ کہلاتا ہے۔

ترغیب یافتہ سرمایہ کاری: ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی کے ساتھ ساتھ بڑھے جیسے کسی فیکٹری میں اشیا کی مانگ بڑھنے کے ساتھ اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

خام مال: اشیا کی تیاری میں استعمال ہونی والی اشیا مثلاً لوہا، گندم، چمڑا، کپاس وغیرہ خام مال کے زمرے میں آتے ہیں۔
 خدمات: ایسی غیر مادی اشیا جو انسانی احتیاجات کی تسکین کرتی ہیں مثلاً علاج کے لیے ڈاکٹر کی خدمات اور تعلیم کے لیے استاد کی خدمات وغیرہ۔
 خود مختیار سرمایہ کاری: ایسی سرمایہ کاری جو آمدنی میں اضافہ سے ساکن رہے اور نہ بدلے، جیسے کسی فیکٹری میں عمارت پر اٹھنے والے اخراجات۔

خسارے کا بجٹ: ایسا بجٹ جس میں حکومت کے اخراجات وصولیوں سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔
 دولت: ایسی چیزیں جن میں قدر پائی جاتی ہے اور یہ طلب کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں، مثلاً گھر، کار، گندم اور چاول وغیرہ۔
 زمین مبادلہ: وہ رقوم جو بیرونی ممالک سے غیر ملکی کرنسیوں کی صورت میں ملکی ذخائر کا حصہ بنتی ہیں۔
 زری منڈی: روپے پیسے کی شکل میں ملکی اشیا و خدمات کی مالیت جمع کرنا زری منڈی کہلاتا ہے۔
 دینے: پس انداز کی ہوئی رقوم جو سرمایہ کا حصہ نہیں بنتی اور وقتی طور پر استعمال میں نہیں لائی جاتیں۔
 صرف: کسی شے یا خدمت کے استعمال سے براہ راست استفادہ کرنا مثلاً روٹی سے بھوک مٹانا، استاد سے علم حاصل کرنا وغیرہ۔
 سرمایہ کاری: افراد کی بچائی ہوئی رقوم کو کاروباری کاموں میں استعمال کر کے مزید آمدنی حاصل کرنا۔
 صارف: معاشی اصطلاح میں ہر شخص کا نام ہے جو براہ راست کسی شے یا خدمت سے استفادہ کرتا ہے۔
 عاملین پیدائش: ایسے مدخل (Inputs) یا عناصر ہیں جن کے اتحاد اور اشتراک کی بدولت ہماری ضروریات زندگی کی تمام اشیا و خدمات تیار ہوتی ہیں مثلاً زمین، محنت، سرمایہ اور آجرو وغیرہ۔
 غیر مرئی اشیا: ایسی اشیا جو بظاہر نظر نہ آتی ہوں لیکن درآمد و برآمد کا لازمی حصہ ہوں، مثلاً غیر ملکی کمپنیوں کے ترسیلی اخراجات اور سیر و سیاحت کے اخراجات وغیرہ۔

غیر منقسم منافع: کمپنیوں کا وہ منافع جو حصہ داروں (Shareholders) میں تقسیم نہ کیا گیا ہو۔
 فاضل بجٹ: ایسا بجٹ جس میں حکومت کی وصولیاں اخراجات سے زیادہ ہوتی ہیں۔
 مادی لوازمات: ایسی اشیا جو روپیہ پیسہ کے بغیر حاصل نہ کی جاسکتی ہوں، مثلاً گھر، لباس، خوراک، کار اور آلات وغیرہ۔
 ماخوذ طلب: کسی عامل کی بالواسطہ طلب کو ماخوذ (Derived) طلب کہتے ہیں، مثلاً گھر بنانے کے لیے مزدور کی خدمات کا استعمال ماخوذ طلب ہے۔ اسی طرح اشیا کی طلب کے بڑھ جانے سے مزدوروں کی طلب میں اضافہ ماخوذ ہے۔
 محفوظ سرمایہ: رزکی وہ مقدار جسے تجارتی بینک مرکزی بینک میں ایک خاص شرح سے رکھنے کے قانونی طور پر پابند ہوتے ہیں۔

مرکی اشیا: ایسی اشیا جو نظر آنے والی ہوتی ہیں اور درآمد و برآمد کے وقت ان کا اندراج موقع پر کیا جاتا ہے، مثلاً مشینیں، آلات، کپڑا اور چمچ وغیرہ۔

مکمل مقابلہ: ایسی صورت حال ہے جن میں ایک ہی نوعیت کی شے کو بے شمار خریدنے اور بیچنے والے ایک ہی قیمت پر خریدنے اور بیچنے پر تیار ہوتے ہیں۔

مشترکہ سرمائے کی کمپنی: مشترکہ سرمائے کی کمپنی میں کئی افراد مل کر سرمایہ لگاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کمپنی کے حصص کھلے بازار میں فروخت کر کے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔

معاشی ماہیت: ملکی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی معاشی اصطلاح کی تفصیلی وضاحت۔
مالیاتی پالیسی: حکومت کے ٹیکس عائد کرنے، سرکاری قرضہ لینے اور اپنی آمدنی کے خرچ کرنے کے سلسلے میں جو خاص نقطہ نظر اختیار کرتی ہے مالیاتی پالیسی کہلاتی ہے۔

کمیابی: ایسی شے جو طلب کے مقابلہ میں کم ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفت عطیہ نہ ہو بلکہ اس کی قیمت ہو، مثلاً گندم، چاول، چینی اور گھر وغیرہ۔

کمیاب ذرائع: ایسی اشیا و خدمات جو ہماری ضروریات کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں اور ان کو حاصل کرنے کے لیے قیمت ادا کرنی پڑتی ہے مثلاً کپڑا، قلم اور روٹی وغیرہ۔

کفالتیں: ایسی حکومتی دستاویزات یا تحریریں جو حکومت عام لوگوں پر بنکوں سے قرضہ لیتے وقت جاری کرتی ہے۔
نسبت درآمد و برآمد: بین الاقوامی تجارت میں جس شرح قیمت سے اشیا کا باہمی تبادلہ کیا جاتا ہے اسے نسبت درآمد و برآمد کہتے ہیں۔
قومیاں: جب ملکی اثاثوں یا کاروباری شعبوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے کر چلاتی ہے تو ایسی پالیسی قومیاں کی پالیسی کہلاتی ہے۔
ہنڈی: ایسی کاروباری دستاویز یا بل ہے جو ایک بیوپاری کسی تاجر سے اشیا اودھا خریدتے وقت بطور ضمانت تاجر کو اپنے دستخط کر کے حوالے کرتا ہے اس دستاویز پر رقم ادا کرنے کی تمام شرائط درج ہوتی ہے۔

حوالہ جات

1. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2012-13
2. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2013-14
3. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2014-15
4. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2015-16
5. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2016-17
6. Economic Survey of Pakistan	Govt. of Pakistan 2017-18
7. Introduction to Economics	Paul A. Samuelson
8. Price Theory	Ryan and Pearce
9. Price System and Resource Allocation	Leftwich, R.H
10. Essentials of Economics	Sloman, Jhon